معرکۂ دجّالِ اکبر

تکفیر، تدبیر اور تعمیل

جلد اوّل

اسرار عالم

دارالعلم، نئی دھلی

Marfat.com

Addl.
۲۹۷۰۵۰۲
۳۸۲۱

Copyright© Author

سلسلۂ مطبوعات۔۱۳

معرکۂ دجالِ اکبر (جلد اوّل)

مصنف: اسرار عالم

MA'RAKA-E-DAJJAL-E-AKBAR (VOL-1)

By Asrar Alam

طبع اوّل اگست ۲۰۰۴ء

Published by
DAR-AL-ILM, NEW DELHI
ہدیہ: 100/= روپے

مصنف کی تصانیف

70656

☆ اسلام اور اکیسویں صدی کا چیلنج
☆ عالم اسلام کی سیاسی صورت حال
☆ بین الاقوامی ایجنسیوں کا تعارف اور ان کا طریقۂ کار
☆ عالم اسلام کی اقتصادی صورت حال
☆ عالم اسلام کی روحانی صورت حال
☆ ہندتو
☆ عالم اسلام کی اخلاقی صورت حال
☆ یا ساری الجبل! کیا دجال کی آمد آمد ہے؟
☆ عالم اسلام کی منصبی و مقصدی صورت حال

□ ما کان و ما یکون

☆ دجال جلد اوّل
☆ دجال جلد دوم
☆ دجال جلد سوم
☆ فتنۂ دجالِ اکبر: خطرات و تدابیر
☆ معرکۂ دجالِ اکبر: تفکیر، تدبیر اور تعمیل جلد اوّل

Printed at: Asila Offset Printers, New Delhi-110 002

Marfat.com

فہرست

GIFT BOOK
ACC. G 1228
Date 28-8-04
P.U. LIBRARY LHR.

پیش لفظ ۵

مقدمہ ۶

اصول وکلیات (حصہ اول)

امت مسلمہ کی حالت ۷

اصول وکلیات (حصہ دوم)

دو عظیم چیلنج ۱۸

☆ پہلا چیلنج: امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خاتمہ کا چیلنج ۲۳

☆ دوسرا چیلنج: اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے کون پر قبضہ کر لینا ۲۸

اصول وکلیات (حصہ سوم)

دونوں چیلنجوں کی اصل حقیقت ۴۴

اصول وکلیات (حصہ چہارم)

انفاقی سطح ۸۵

☆ انفاقی عمل، ہنر اور معیشت ۸۷

☆ اکتشافی عمل، ہنر اور معیشت ۸۹

تدبیر وتوجیہ۔ا (حصہ اول)

قائد اور قیادت کا ظہور ۹۲

تدبیر وتوجیہ۔ا (حصہ دوم)

طریقۂ اہل ہمم ۹۴

تدبیر وتوجیہ۔ا (حصہ سوم)

لائحۂ فکر وعمل ۱۰۷

تدبیر وتوجیہ۔ا (حصہ چہارم)

توجیہ وتشکیل: اول

☆ 'انفاقی قیام' کی بحالی ۱۲۰

Marfat.com

توجیہ و تشکیل: دوم

☆ 'انفاقی کسب' کی بحالی ۱۲۵

توجیہ و تشکیل: سوم

☆ 'انفاقی تغذیہ' کی بحالی ۱۲۸

توجیہ و تشکیل: چہارم

☆ 'انفاقی تعمیر' کی بحالی ۱۳۳

توجیہ و تشکیل: پنجم

☆ 'انفاقی حج' کی بحالی ۱۳۷

توجیہ و تشکیل: ششم

☆ 'انفاقی جسد' کی بحالی ۱۳۹

توجیہ و تشکیل: ہفتم

☆ 'انفاقی قیادت' کی بحالی ۱۴۵

تدبیر و توجیہ۔۲ (حصہ اول)

لائحۂ فکر و عمل برائے غیر اہل ہمم و مستضعفین و اہل عذر

☆ تمہید ۱۴۷

تدبیر و توجیہ۔۲ (حصہ دوم)

صالح ترین اور خبیث ترین معاشرہ ۱۴۸

تدبیر و توجیہ۔۲ (حصہ سوم)

دنیا میں تمکن کے تقاضے ۱۵۲

تدبیر و توجیہ۔۲ (حصہ چہارم)

ہمارا منصب اور ہماری حالت ۱۶۳

تدبیر و توجیہ۔۲ (حصہ پنجم)

قائدین کی امت کو فریب دہی ۱۷۹

تدبیر و توجیہ۔۲ (حصہ ششم)

ربانی کائناتی ہم آہنگی کی بحالی ۱۸۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

حامداً و مصلیاً!

نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کی امت بنی نوع انسان میں وہ آخری امت ہے جو منصب شہادت پر فائز کی گئی ہے۔ چنانچہ پوری انسانیت کی کامیابی کا انحصار اب اسی گروہ پر ہے۔

بیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی تک آتے آتے واضح طور پر محسوس ہونے لگا کہ یہ امت تاریخ انسانی کے اس مرحلے میں داخل ہو چکی ہے جس کی خبر دیتے ہوئے آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا: عنقریب قومیں تم پر ٹوٹ پڑنے کے لئے بلاوادیں گی جیسے بھوکے (جانور) کھانے پر ٹوٹ پڑنے کے لئے بلاوا دیتے ہیں (ابوداؤد و بیہقی)

اس اندوہناک صورت حال سے زیادہ کرب کی بات یہ ہے کہ امت مسلمہ ـــــ جو دنیا کی وہ واحد گروہ ہے جسے ماضی، حال اور مستقبل کا کافی علم (ماکان وما ھو کائن) دیا گیا ـــــ آج حیران اور ناواقف راہ بھٹک رہی ہے اور دنیا کی تاریکیوں سے روشنی کی بھیک مانگ رہی ہے۔ چودہ صدیوں بعد اب آثار قیامت کے ظاہر ہونے کی رفتار تیز ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے گویا کوئی ہار ٹوٹ جائے اور یکے بعد دیگرے دانے گرنے لگیں۔

ان حالات کا تقاضا تھا کہ قرآن واحادیث مبارکہ کی روشنی میں امت کی صورت حال کا گہرائی سے جائزہ لیا جاتا، موجودہ حالات کی تبدیلی کو صحیح زاویہ سے دیکھا جاتا اور آئندہ کے لئے خطوط کار کی نشاندہی کی جاتی تاکہ یہ امت اپنے فرض منصبی کو کماحقہ سرانجام دے کر پوری انسانیت کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔ چنانچہ انہیں امور کو پیش نظر رکھ کر یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے جس میں مختلف عناوین کے تحت بحث کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔

انہ سمیع قریب مجیب

اسرار عالم

Marfat.com

مقدمہ

اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے کہ یہ عاجز ''معرکۂ دجال اکبر: تفکیر، تدبیر اور تعمیل جلد اوّل'' امت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ الحمدللہ علی ذلک۔

ہر چند کہ ''فتنۂ دجال اکبر: خطرات و تدابیر'' میں آئندہ کے نازک دور سے متعلق بہت سارے امور جامعیت کے ساتھ پیش کر دیئے گئے تھے تاہم اس میں اجمال زیادہ تھا۔ چنانچہ ضرورت محسوس کی گئی کہ اس تعلق سے مزید کچھ باتیں امت تک پہنچائی جائیں۔ تاکہ وہ زیادہ یکسوئی کے ساتھ آئندہ سامنے آنے والے حالات کے لئے خود کو تیار کر سکیں۔

صورتحال کی نزاکت بڑھتی جا رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ امت کی ذمہ داریاں بھی۔ صورت حال کی نزاکت اس کی متقاضی ہے کہ اس کتاب کے محتویات سے امت کا ہر خاص و عام زیادہ سے زیادہ اور جلد سے جلد واقف ہو جائے۔ لہٰذا امید کی جاتی ہے کہ قارئین اور بالخصوص اہل ہمم حسب استطاعت اسے عام کرنے کی سعی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان

اسرار عالم

Marfat.com

اصول وکلیات (حصہ اوّل)

امتِ مسلمہ کی حالت

(۱) نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی بعثت مبارکہ کے سبب امتِ مسلمہ محمدیہ آخری امتِ ھدیٰ، آخری امتِ شہادت اور پہلی اور آخری امت وَسَطْ کے منصب پر فائز ہوئی۔ چنانچہ امت ابلیس اور اس کے تمام حلیفوں اور ان کی فوجوں کے حملوں کا واحد نشانہ بن گئی۔ آنحضور ﷺ کی وفات سے اب تک خارج سے ابلیس اور اس کی افواج کے حملوں اور امت کے اندر پیدا ہونے والی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے نتیجہ میں امت مسلسل ٹوٹتی، بکھرتی اور کمزور ہوتی چلی گئی۔ امت کا یہ بحران آج اپنی آخری حدوں کو پار کر رہا ہے۔ امت کے اس بحران کے چار پہلو درج ذیل ہیں:

(۲) مسئلہ اول: قائد کا انہدام

عالمی سطح سے مقامی سطح تک امت ہر طرح کے اہل قائدین سے خالی ہو چکی ہے۔ امت تین پہلوؤں اور شعبۂ زندگی کے تناظر میں اہل قائدین سے ناقابل بیان حد تک خالی ہو چکی ہے۔ قائدین کے یہ تین پہلو درج ذیل ہیں:

(۱) حکمراں:

اعلیٰ ترین سطح سے ادنیٰ ترین سطح تک امت اہل حکمرانوں سے خالی ہو چکی ہے۔ مسلم حکمران ایمان، عمل صالح، فراست ایمانی اور ہمتِ روحانی سے عموماً عاری ہو چکے ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلم حکمراں اسلامی منصب حکمرانی، مقصدِ حکمرانی، علوم حکمرانی، آدابِ حکمرانی، ہمتِ حکمرانی حتیٰ کہ حمیتِ حکمرانی تک سے نا آشنا ہو چکے ہیں۔

(۲) علماء:

اعلیٰ ترین سطح سے ادنیٰ ترین سطح تک امت علماء سے خالی ہو چکی ہے۔ جو معروف

Marfat.com

ہیں وہ علم سے خالی ہیں۔ دو ایک جو خالی نہیں انہیں کوئی جانتا نہیں۔ امت میں علماء کے تین اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) مشائخ:

عام طور پر مشائخ علم اور ہمت سے خالی ہو چکے ہیں لہذا علم اور ہمت کا فقدان تمیز خیر وشر سے انہیں الگ کر چکا ہے۔ چند ہستیاں جو علم وہمت سے خالی نہیں اللہ انہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

(۲) علماء:

آنحضور ﷺ کی وفات سے ہی علماء کم ہوتے چلے آرہے ہیں۔ ہر مرنے والا اپنے ساتھ علم کا ایک حصہ لے کر چلا جاتا رہا ہے۔ آج اس تعلق سے بدترین حالات کا سامنا ہے۔ یہ بات خلاف واقعہ ہے کہ آج کے علماء عصر حاضر اور عصری علوم سے واقف نہیں بلکہ وہ صرف قرآن وسنت کا علم رکھتے ہیں۔ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ وہ جو کچھ بھی علم رکھتے ہیں وہ عصر حاضر اور عصری علوم کا علم ہے اس لئے کہ عصرِ حاضر اور عصری علوم ان کے اردگرد موجود ہیں اور انہیں نظر آتے ہیں۔ قرآن وسنت تو محجوب ہو چکے ہیں۔ قرآن وحدیث میں مندرج امور کو جاننے کے لئے جن علوم کی ضرورت ہے عام طور پر علماء کے پاس نہیں لہذا قرآن وسنت ان کے لئے معمہ کے مثل ہو چکے ہیں۔ اس لئے ایسا ماننا درست ہے کہ علماء قرآن وسنت سے زیادہ عصرِ حاضر کا علم رکھتے ہیں خواہ وہ کتنا ہی کم ہو۔

(۳) عصری علوم کے دانش وران:

عصری علوم کے مسلم دانش وران اکثر ''اخفش کے بکرے'' کے مانند ہیں۔ مسلم دانش وران کی غالب اکثریت عصری علوم کی حقیقت سے واقف تو نہیں لیکن اس کے سحر میں گرفتار ضرور ہے اگر چہ ان میں بوجوہ علماء وقت کے مقابلہ میں جودت اب بھی زیادہ پائی جاتی ہے تاہم ان کے قلوب قرآن وسنت کی روشنی سے اسی وقت معمور ہو سکتے ہیں جب یا تو وہ عصری علوم کی حقیقت کو کم از کم اسی طرح پالیں جیسا ان کے مغربی علمبرداروں نے پالیا ہے یا

Marfat.com

اس کے سحر سے باہر نکل آئیں۔

(۳) اعیانِ معاشرہ:

امت میں موجود وہ دیگر افراد جو معاشرے میں رسوخ رکھتے ہیں اسلامی مقصدِ حیات، ہمت روحانی، مومنانہ اخلاق، اسلامی آداب اور دینی غیرت سے عموماً خالی ہو چکے ہیں۔

(۳) مسئلہ دوم: شاکلہ کا انہدام

عالمی سطح سے مقامی سطح تک امت نہ صرف ہر طرح کے اہل قائدین سے خالی ہو چکی ہے بلکہ صفاتِ قیادت کی تعمیر، تشکیل اور ترویج کے شاکلہ سے بھی محروم ہو چکی ہے۔ اہل قائدین کا خلاء نئے اہل قائد سے پر کیا جا سکتا تھا لیکن قیادت کے شاکلہ کے انہدام نے غیر معتاد صورت کے سوا اہل قائدین کے خلاء کے پر کئے جانے کی ہر صورت کو تقریباً ناممکن بنا دیا ہے۔

اسلامی صفاتِ قیادت کی تعمیر، تشکیل اور ترویج کے شاکلہ کی اساس ہے ——— جہاد فی سبیل اللہ ——— اس اساس پر شاکلہ ایستادہ تھا جس کے چار مظاہر تھے۔ خلافت راشدہ کے بعد جہاد فی سبیل اللہ کی معطلی نے ان چاروں مظاہر کو رفتہ رفتہ مٹانا شروع کر دیا تھا۔ اب درج ذیل یہ چاروں مظاہر پوری طرح مٹ چکے ہیں۔

(۱) حکومت: حکومت اسلامی ہمتِ حکمرانی سے خالی ہے۔

(۲) مدرسہ: مدرسہ اسلامی علوم اور ہمتِ تعلیم و تعلم سے خالی ہے۔

(۳) معاشرہ: معاشرہ اسلامی حیویت اور حیات سے خالی ہے۔

(۴) گھر: گھر اسلامی حیویت اور حیات سے خالی ہے۔

(۴) مسئلہ سوم: عامۃ المسلمین کی ابتلاء

انہدام قائد اور انہدام شاکلہ نے عام مسلمانوں کو سخت آزمائش میں ڈال رکھا ہے۔ آج پوری دنیا میں عام مسلمان ہر طرح کی مصیبتوں، ذلتوں، اذیتوں اور تکلیفوں سے دوچار کر دیئے گئے ہیں۔ دنیا

Marfat.com

میں ہر جگہ عام مسلمان دوہری مار سہہ رہے ہیں۔ ایک طرف منہدم شاکلہ پر متصرف ان کے موجودہ قائدین ــــ حکمراں، علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ اندر سے انہیں جھنجوڑ رہے ہیں تو دوسری طرف ابلیس اور اس کی فوجیں باہر سے۔ یہی وہ ''امی'' ہیں جن سے نبی آخرالزماں ﷺ کو نسبتِ خاص ہے۔ انہیں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص بھی سایہ فگن رہی ہے (لـــن تجتمع امتی علی الضلالة: ہماری امت گمرہی پر جمع نہیں ہوگی)۔ یہی سبب ہے کہ اپنے قائدین کی فریب کاریوں اور استبداد اور دشمنوں کے مظالم کے باوجود اس کے عزم اور اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اس کے دین سے تمسک میں کوئی کمی نہیں آئی ہے۔ موج خون کے سر سے گزرنے کا سلسلہ چاہے ختم ہونے کا نام نہ لے لیکن یہ ''امی'' آستانِ یار سے اٹھنے کو تیار نہیں۔

اس صورت حال میں:

(الف) ان کے حکمراں نام نہاد روشن خیال، قدامت پسند، کیمونسٹ، سوشلسٹ، لبرل، جمہوریت نواز، بادشاہ، صدر، وزیر اعظم اور ڈکٹیٹر ہو سکتے ہیں ــــ اور ــــ

(ب) ان کے علماء شیعی، سنی، مقلد، غیر مقلد، ماتریدی، اشعری، اخباری اور اصولی ہو سکتے ہیں ــــ اسی طرح ــــ

(ج) اعیان معاشرہ ــــ سرمایہ دار، صنعت کار، زمیندار، جاگیردار اور جائزو ناجائز طرح طرح کی قوتوں کا مظاہرہ کر کے عوام کو اپنا زیردست بنائے رکھنے والے حاکمان وقت حتی کہ غیروں کے عمیل اور ان کے چاؤش تو ہو سکتے ہیں ــــ

لیکن یہ عام مسلمان ہر حال میں صرف عام مسلمان رہا ہے جو اللہ، رسول اور اس کے دین سے محبت کرتا ہے۔ عام مسلمان 'فسق عمل' میں تو مبتلا ہو سکتا ہے 'فسق ایمان' میں بفضلہٖ تعالیٰ وہ کبھی مبتلا نہیں ہوا۔ اس کے برخلاف اس کے قائدین ــــ حکمراں، علماء اور اعیان معاشرہ ــــ خواہ 'فسق عمل' میں بظاہر مبتلا نظر نہ آئیں لیکن چند ہی ایسے ہوں گے جو 'فسق ایمان' سے آلودہ نہ ہوں۔ یہ عام مسلمان بظاہر 'فسق عمل' میں لاکھ مبتلا سہی ــــ اللہ، اس کے رسول اور اللہ کے دین کی حرمت کے لئے سب سے پہلے وہی اپنی جان پیش کرتا ہے۔ جبکہ اس کے قائدین ــــ حکمراں، علماء اور اعیان معاشرہ ــــ

'فسق عمل' میں بظاہر مبتلا نظر نہ آئیں لیکن ـــــ اپنی دنیا بچانے، جاہ و منصب حاصل کرنے یا اسے برقرار رکھنے کے لئے سب سے پہلے اپنے ایمان کو پیش کرتے ہیں۔

(۵) مسئلہ چہارم: فتنۂ دجال اکبر کا سیلاب

(۱) فتنۂ دجال اکبر ـــــ معرکۂ ایمان ـــــ ہے۔

(۲) فتنۂ دجال اکبر ـــــ معرکۂ علم وظن ـــــ ہے۔

(۳) فتنۂ دجال اکبر ـــــ معرکۂ اللہ و ابلیس ـــــ ہے۔

(۶)

(۱) روئے ارض پر دو راہیں یا دو خطوط پائے جاتے ہیں۔

(۱) صراط سوی: صراط سوی ہی صراط ھدیٰ اور صراط مستقیم ہے۔

(۲) صراط غویٰ: صراط غویٰ ہی صراط ھویٰ ہے۔

(۲)

(۱) صراط سوی کا مأخذ رب کائنات ـــــ اللہ ـــــ رب العالمین ہے۔

(۲) صراط سوی کی حقیقت علم ہے۔ وہ علم جو دیگر امور کے علاوہ مقصدِ حیات سے باخبر بنائے۔ مقصد حیات سے باخبری، 'ضبط و انقیاد' کا عادی بناتی ہے۔ 'یہی باخبری انجام حیات' اور 'مستقبل' سے باخبری عطا کرتی ہے۔

(۳) 'دین اللہ' ہی صراط سوی ہے جو قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ میں پایا جاتا ہے۔ اسی راہ میں 'علم یقین'، 'عینِ یقین'، اور 'حقِ یقین' کے مراحل پیش آتے ہیں۔

(۳)

(۱) صراط غویٰ کا مأخذ ابلیس ہے۔

Marfat.com

(۶) صراط غوی کی حیثیت ظن، قیاس اور اندازہ کا مخلوق ہے۔ ابلیس کے ذریعہ افزودہ و پروردہ 'ظن'، 'قیاس' اور 'اندازہ' انسان کے اندر ایک ایسی 'لاعلمی' کو بارآور کرتا ہے جو فی الوقت فرض کردہ علم یا حقیت ـــــــ کہلاتی ہے۔ 'فی الوقت فرض کردہ علم یا حقیت' 'مقصد حیات' سے بے خبر بناتی ہے۔ 'مقصد حیات' کے تعلق سے 'عدم علم' یا 'انتشار ذہنی' 'ضبط وانقیاد' کی بجائے PROBE (کھوج) کے نام پر 'ضابطہ شکنی' اور 'بے لگامی' کو ہوا دیتی ہے۔ 'مقصد حیات' سے 'بے خبری' انسان کو 'انجام حیات' سے 'بے خبری' کی کیفیت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ 'انجام حیات' سے 'بے خبری' غیر یقینی صورت حال کو جنم دے کر انسان کو 'ظن' اور 'عزائم' کے بے لگام گھوڑے پر سوار کر دیتی ہے ؏

نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

(۷) صراط غوی کی 'وسعت' یا اس کی ''سعت'' کیا ہے؟

اگر صراط غوی کو ایک خط کی صورت دی جائے تو اس کی 'سعت' درج ذیل ہوگی:

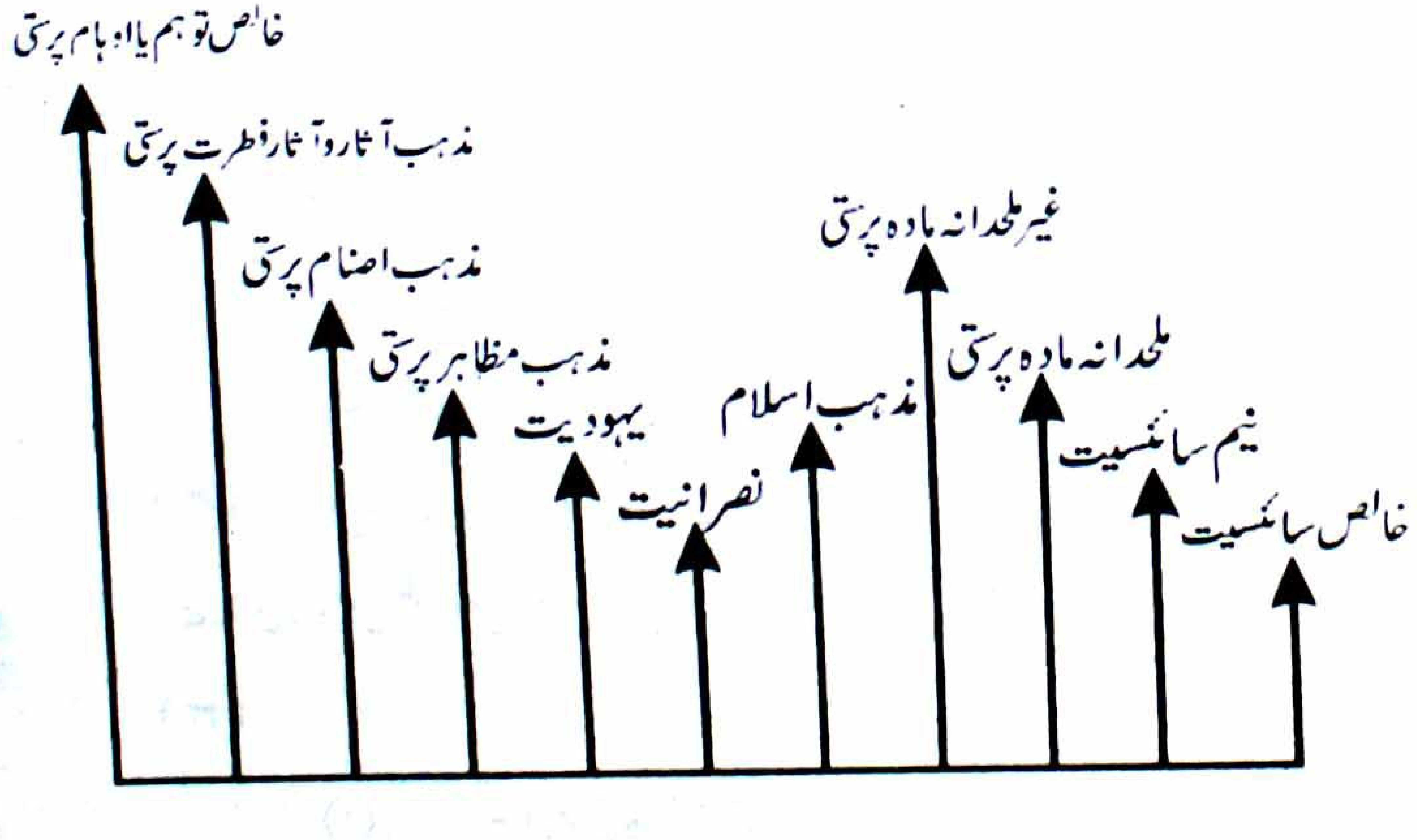

Marfat.com

(۸) صراط سوی کیا ہے؟

(۱) صراط سوی اسلام ـــــــ دین اللہ ـــــــ ہے اس کے علاوہ کائنات میں کوئی دین تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔

(۲) اسلام 'فطرۃ اللہ' ہے کائنات کی ہر شئے کا دین اسلام ہے اور ہر شئے اس سے ہم آہنگ ہے۔

(۳) اسلام صراط سوی اور صراط ھدی ہے۔ اس کا ماٗخذ 'علم من اللہ' ہے 'ظن'، 'قیاس' اور 'وہم' نہیں۔

(۹) صراط غوی کیا ہے؟

(۱) صراط غوی 'دین اللہ' نہیں ہے۔ کائنات کا یہ کبھی دین تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔

(۲) صراط غوی 'فطرۃ اللہ' نہیں ہے۔ چنانچہ کائنات کی کسی شئے سے اس کی ہم آہنگی نہیں۔

(۳) صراط غوی ہی صراط ھوی ہے۔ اس کی زمین 'ظن'، 'قیاس' اور 'اندازہ' ہے۔ خالص ترین 'ظن'، 'قیاس'، اور 'اندازہ' خالص سائنسیت (PURE SCIENTISM) پیدا کرتا ہے اور آلودہ ترین 'ظن'، 'قیاس' اور 'اندازہ' خالص توہم اور اوہام پرستی۔

(۱۰) صراط غوی کے موجودہ مظاہر کیا کیا ہیں؟

صراط غوی کے موجودہ مظاہر درج ذیل ہیں:

(۱) خالص سائنسیت: خالص سائنسیت اس فکر کو کہتے ہیں جس میں زندگی کے ہر پہلو کے تعلق سے قیاس، مشاہدہ اور تجربہ کو دخل ہو۔

(۲) نیم سائنسیت: نیم سائنسیت اس فکر کو کہتے ہیں جس میں زندگی کے بعض بنیادوں اور اساسی پہلوؤں میں قیاس، مشاہدہ اور تجربہ کو دخل ہو۔

(۳) ملحدانہ مادہ پرستی: ملحدانہ مادہ پرستی نظر آنے والی وہ خالص سائنسیت ہے جس میں زندگی کی اساس میں قیاس، مشاہدہ اور تجربہ کو دخل نہ ہو بلکہ صرف حصول لذت دنیا مقصود ہو۔

(۴) غیر ملحدانہ مادہ پرستی: ملحدانہ مادہ پرستی سے ملتی جلتی وہ فکر ہے جس میں ظاہر میں بالعموم مذہب کا دخل تسلیم کیا جاتا ہے جب کہ حقیقت صرف دنیوی لذت کا حصول ہوتی ہے۔

(۵) مذہب اسلام: مذہب اسلام وہ طرز حیات ہے جس کا ماً خذ صرف اللہ اور رسول یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ نہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی مصادر اور مراجع ہیں جو کتاب و سنت کی بعض باتوں کو بظاہر لے کر ایک ایسا شاکلہ بناتے ہیں جس میں کچھ عقائد، کچھ عبادات، کچھ رسوم، کچھ مسلمات، کچھ اشغال، کچھ مفروضات اور کچھ توہمات کی کارفرمائی ہوتی ہے۔

(۶) نصرانیت: تعلیمات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پال کی تعبیرات وتشریحات کا وہ مجموعہ ہے جس میں حضرت عیسیٰ کی قربانی برائے مغفرت آدمیت بنیادی اہمت کی حامل ہے۔

(۷) یہودیت: بنی اسرائیل کی نسل پرستی ہے اور اس کی موجودہ فکر یہودیت ہے جو فی الواقع اللہ دشمنی پر مبنی ہے۔

(۸) مذہب مظاہر پرستی: کسی بھی مظہر قوت وجلال سے عقیدت مظاہر پرستی کہلاتی ہے۔

(۹) مذہب اصنام پرستی: کسی مافوق الفطرت شئے سے عقیدت کا جب تصوراتی اظہار ''صنم'' تراشی اور 'صنم پرستی' کی صورت میں ہوتا ہے تو اسے اصنام پرستی کہتے ہیں۔

(۱۰) مذہب آثار وآثار فطرت پرستی: فطری اشیاء وآثار کی عقیدت مذہب آثار یا آثار فطرت پرستی کی اصل ہے۔

(۱۱) خالص توہم اور اوہام پرستی: خالص توہم اور اوہام پرستی کی اساس صرف توہم

Marfat.com

اور اس سے پیدا شدہ اعتقادات و تصورات ہیں۔

(۱۱) اسلام ــــ دین اللہ ــــ کیا نہیں ہے؟

(۱) اسلام ــــ دین اللہ ــــ خالص سائنسیت (Pure Scientism) نہیں ہے۔

(۲) اسلام ــــ دین اللہ ــــ نیم سائنسیت (Quasi Scientism) نہیں ہے۔

(۳) اسلام ــــ دین اللہ ــــ ملحدانہ مادہ پرستی (Secular Materialism) نہیں ہے۔

(۴) اسلام ــــ دین اللہ ــــ غیر ملحدانہ مادہ پرستی (Regular Materialism) نہیں ہے۔

(۵) اسلام ــــ دین اللہ ــــ مذہب (اسلام) (Religion) نہیں ہے۔

(۶) اسلام ــــ دین اللہ ــــ معزول اسلام یعنی یہودیت و نصرانیت (Judaism & Christianity) نہیں ہے۔

(۷) اسلام ــــ دین اللہ ــــ مظاہر پرستی نہیں ہے۔

(۸) اسلام ــــ دین اللہ ــــ اصنام پرستی نہیں ہے۔

(۹) اسلام ــــ دین اللہ ــــ آثار و آثار فطرت پرستی نہیں ہے۔

(۱۰) اسلام ــــ دین اللہ ــــ خالص توہم اور اوہام پرستی (Pure Superstition) نہیں ہے۔

(۱۲) عہد حاضر میں امت اندرونی طور پر ایک شدید کشمکش سے دوچار ہے۔ امت کے اندر دو طبقوں نے جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ امت کے اندر کے یہ دونوں ہی طبقے فی الواقع اہل غوئی و ہوئی ہیں۔ اندر کے یہ

Marfat.com

دو طبقے درج ذیل ہیں:

(۱) اہل مذہب (علماء وقت، مشائخ وقت)۔

(۲) متغربین (مغرب سے مرعوب مسلمان)۔

(۱۳) اہل مذہب (بالخصوص علماء وقت اور مشائخ وقت) کا رویہ یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

(۱) ہم اسلام ـــــ دین اللہ ـــــ پر قطعاً نہیں چلیں گے۔ ہم مذہب اور مذہبیت پر ہی عمل پیرا رہیں گے۔

(۲) ہم آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضۂ عادلہ پر پوری طرح گامزن نہیں ہوں گے یعنی اس اسلام ـــــ دین اللہ ـــــ پر نہیں چلیں گے جو عہد نبوی اور خلافت راشدہ میں رائج تھا بلکہ خلافتِ راشدہ کے بعد رائج کردہ خلاف قرآن و سنت رسول ﷺ مذہبیت پر ڈٹے رہیں گے۔

(۳) ہم معاشرہ کے شاکلہ اور اس کے اندر نظام تعلیم و تعلم یعنی نظام مدارس، نظام تعلیم، نصاب، کتب نصاب میں اور اسی طرح روحانیت کے نام پر جاری غیر حقیقی اور غیر اسلامی مشاغل پر کوئی نظر ثانی نہیں کریں گے۔ نہ نقد و بحث کو راہ دیں گے اور نہ ہی اصل دین اللہ کی بحالی کریں گے اور ان امور میں کسی طرح کی مداخلت برداشت نہیں کریں گے۔

(۴) ہم حیات کے جملہ پہلوؤں ـــــ یعنی ایمانی، فکری، عملی، علمی، روحانی، انفرادی، اجتماعی اور آفاقی ـــــ پر قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ کو مکمل طور پر غالب اور حاکم ہونے کی اجازت نہیں دیں گے بلکہ زندگی کے زیادہ سے زیادہ امور سے انہیں بے دخل یا حاشیہ پر کر کے حتی کہ ننانوے فیصد حیات پر ابلیس، اہل ھویٰ اور بالخصوص یہودیوں کے ساختہ و پرداختہ 'فقہ اکبر' اور 'فقہ اصغر' ـــــ کو غالب رکھیں گے اور اسی مذہب (اسلام) کو دین اللہ باور کرائیں گے۔

(۱۴) متغربین (مغرب سے مرعوب مسلمان) لوگوں کا رویہ یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

(۱) علم کی اصلی ترقی وہ ہے جو عصر حاضر میں مغرب نے کی ہے۔ اسی طرح علم کا اصلی حجم وہ اور اتنا ہی ہے جو اس وقت مغرب کو حاصل ہے۔

(۲) فکر کی اصلی ترقی وہ ہے جو عصر حاضر میں مغرب نے کی ہے۔ اسی طرح فکر کی اصلی جہت اور رفتار وہ ہے جو اس وقت مغرب میں موجود ہے۔

(۳) علمی، فکری، حکومتی، معاشرتی، تمدنی اور ثقافتی ادارے اور ان کی اصل ترقی وہ ہے جو عصر حاضر میں مغرب میں پائی جاتی ہے۔ ایسے اداروں کی ہیئت، کارکردگی، قابلیت اور مہارت کی معراج وہ ہے جو اس وقت مغرب میں موجود ہے۔

(۴) مسلمانوں کو اپنی حیثیت کی بحالی (ان کی نظر میں ترقی) کے لئے وہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور ویسی ہی علمی، فکری، فنی، معاشی، اقتصادی، معاشرتی اور حکومتی صورت اور طریقہ کار اختیار کرنا اور اس کے لئے ویسے ہی ادارے تشکیل دینے چاہئیں جیسا اہل مغرب نے کیا ہے اور مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی ہر اعتبار سے اپنا نصب العین وہی متعین کرنا چاہئے جو اہل مغرب نے متعین کیا ہے۔

(۱۵) اول الذکر طبقہ یعنی اہل مذہب (علماء و مشائخ) امت محمدیہ کے فریسی (Pharisees) ہیں اور ثانی الذکر طبقہ یعنی متغربین (مغرب سے مرعوب لوگ) صدوقی (Sadducees)۔ مٹھی بھر مخلص علماء و مشائخ امت محمدیہ کے حضرت زکریا، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیھم السلام کے مانند ہیں (علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل: میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہیں) اور عام مسلمان ان کے اصحاب کے مانند۔ ہر دو کے نزدیک مخلص علماء، مشائخ اور عام مسلمان معتوب و بے حیثیت ہیں۔

(۱۶) عصر حاضر میں امت مسلمہ اندرونی طور پر ان دو طبقوں یعنی اہل مذہب (علماء و مشائخ) اور متغربین (مغرب سے مرعوب لوگوں) اور بیرونی طور پر ابلیس اور دجال اکبر اور اس کے حلیفوں کی دو چکیوں کے درمیان پس رہی ہے۔ عصر حاضر کا یہی وہ دورویہ حملہ ہے جس نے امت کے سامنے غیر معمولی چیلنج پیدا کر دیا ہے۔

Marfat.com

اصول وکلیات (حصہ دوم)

دو عظیم چیلنج

(۱) اس وقت روئے ارض پر اہل ایمان کو خارج سے دو عظیم چیلنج ــــــــــ دو عظیم مہلکات (Giant-Threats) کی صورت میں ــــــــــ درپیش ہیں۔ یہ دونوں عظیم چیلنج یا مہلکات دراصل ابلیس اور دجال اکبر اور پوری کائنات میں ان کے دیگر حلیفوں بالخصوص یہود کی جانب سے پیدا کئے گئے ہیں۔ یہ دونوں عظیم مہلکات درج ذیل ہیں:

(۱) امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ کرنا۔

اس مہلکہ کا مفہوم ہے:

(۱) امت مسلمہ محمدیہ کا بحیثیت امت ھدی، امت حامل قرآن، امت شہید علی الناس اور امتِ وَسَط خاتمہ کردینا:

(۱) امت کے اندر ایمان باللہ، ایمان بالرسالۃ اور ایمان بالآخرہ کا خاتمہ کردینا۔

(۲) قرآن کا خاتمہ کردینا۔

(۳) سنت رسول اللہ ﷺ کا خاتمہ کردینا۔

(۴) رسول اللہ ﷺ کے جسدِ اطہر کو نکال کر اس کو تکوینی اور تخلیقی طور پر تباہ کردینا۔

(۵) روئے ارض پر ھدی اور رسالت کی ہر بات، علامت، نشانی اور رواج کا خاتمہ کردینا۔

(۲) اگر ایسا نہ ہو سکے تو امت مسلمہ محمدیہ کو جانی طور پر یعنی طبعی طور پر ختم کردینا۔

Marfat.com

روئے ارض سے مسلمانوں کا وجود مٹا دینا خواہ وہ دین دار ہوں یا نہ ہوں۔

(۲) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے کون پر قبضہ کر لینا۔

اس مہلکہ کا مفہوم ہے:

(۱) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر دینا یعنی اس اللہ رب العالمین کو قتل کر دینا جس نے :

(۱) آدم کو پیدا کیا اور اسے خلیفہ بنایا اور ابلیس کو خلافت سے محروم کر دیا۔

(۲) اس 'موت' کا خاتمہ کر دینا جس سے ابلیس کو دو چار ہونا ہے۔

(۳) اس بعث بعد الموت یعنی آخرت کا خاتمہ کر دینا جس کی سزا کا اسے خوف ہے۔

(۴) اس سلسلۂ رسالت کی آخری کڑی محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود مٹا دینا جو اب مقام محمود پر فائز ہوں گے۔

(۵) اس ھدیٰ کا خاتمہ کر دینا جس کی خلاف ورزی اور ھویٰ کے اتباع کے سبب یہودی راندۂ درگاہ رب العالمین ہوئے اور اللہ کی محبوبیت سے محروم۔

(۶) ایسے نبیوں اور رسولوں مثلاً حضرت ادریس، حضرت الیاس اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو کائنات بسیط میں جہاں وہ اللہ کے ذریعہ محفوظ و مامون ہیں ڈھونڈھنا اور انھیں قتل کر دینا۔

(۷) نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی ہر نشانی حتی کہ ان کے جسد اطہر کے وجود کو بھی مٹا دینا جن کی بعثت نے ابلیس اور دجال اکبر کے اس عظیم اور خوفناک ترین منصوبہ کو ناکام کر دیا جس کے تحت انہوں نے ایک مجتبیٰ قوم (بنی اسرائیل) کو حلیف بنا کر مقام محمود پر قبضہ کرنے کی آخری کوشش کی تھی اور جن کی مخصوص 'حیات' سے ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کو اب بھی خطرہ محسوس ہوتا ہے۔

(۸) اس امت مسلمہ محمدیہ کا خاتمہ کر دینا جس کے سبب یہود مقام محبوبیت

Marfat.com

اور مقام اجتبائیت سے معزول کر دیئے گئے۔

(۹) اس 'موت' کا خاتمہ کر دینا جس کا ہر یہودی کو بے حد خوف ہے۔

(۱۰) اس بعثت بعد الموت یعنی آخرت کے امکان کا ہی خاتمہ کر دینا جس میں اپنے ان کرتوتوں کے سبب انہیں سخت ترین عذاب سے دوچار ہونے کا خوف لاحق ہے۔

(۱۱) ان فرشتوں کا خاتمہ کر دینا جو یہودیوں کی راہ میں حائل رہے اور اب بھی ہیں۔

(۱۲) اس امت مسلمہ محمدیہ کا خاتمہ کر دینا جو یہودیوں کے بقول ان کے دوبارہ اللہ کا محبوب بننے کی راہ میں حائل ہیں۔

(۱۳) اس اللہ کا خاتمہ کر دینا جس نے ابلیس کی طرح یہودیوں کو بھی راندہ درگاہ کر دیا اور انہیں موت، آخرت اور سخت سزاؤں کی دھمکی دے رہا ہے۔

(۱۴) مایوسی کی انتہائی حالت میں اس اللہ کا ہی خاتمہ کر کے اس کی کائنات پر قبضہ کر لینا اور 'سکینہ' اور 'جنت' کا حصول کر لینا اور دوزخ کے وجود کو مٹا دینا تاکہ عذاب کا خوف جاتا رہے۔

(۱۵) اللہ رب العالمین کی تکوین، تخلیق اور ترزیق کو مسخر کر کے اور اس پر قبضہ کر کے اور موت کا خاتمہ کر کے ایک ایسی حیات پا لینا جو لازوال ہو۔

(۲) ابلیس کا یہی وہ منصوبہ ہے جس پر اس نے کائنات کی بہت سی مخلوقات یا ان کے بعض یا اکثر افراد سے تحالف کیا ہے جن میں یہود خاص ہیں۔ اس مشن کی ایک کڑی ابلیس کا مہیب ترین ہتھیار ـــــ دجال اکبر ـــــ بھی ہے۔

ابلیس اور یہودیوں کا تحالف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معاً بعد ہو گیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں ہی بنی اسرائیل کا ایک طبقہ ابلیسی تحالف کیلئے تیار ہو چکا تھا لیکن حضرت موسیٰ کی عزیمت نے انہیں ناکام بنا دیا۔

Marfat.com

لیکن حضرت داؤد علیہ السلام کی بعثت سے قبل ہی ابلیس ان کے ساتھ مضبوط تحالف قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ حضرت داؤد کی بعثت دراصل ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کے مابین قائم ہو جانے والے تحالف کو توڑنے اور روئے ارض پر ھدی کو استحکام بخشنے کے لئے ہوئی۔ یہودیوں نے ابلیس اور دجال کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کر دیا لہذا حضرت داؤد علیہ السلام نے ان پر پہلی بار لعنت فرمائی جس طرح اللہ تعالی نے ابلیس پر لعنت فرمائی تھی۔

ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کا تحالف وقت گزرنے کے ساتھ اتنا مضبوط ہو گیا کہ انہوں نے نبیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ بالآخر ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کے اس تحالف سے مقابلہ آرا ہونے کے لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا فرمائی اور ولی کے بھیجے جانے کی درخواست کی۔ اللہ تعالی نے ان کی دعا قبول فرمائی اور روئے ارض پر نسل آدم میں پہلا ـــــ ولی ـــــ بشکل ـــــ غلام ـــــ جو ـــــ حیات ـــــ سے متصف تھا (سورۃ مریم۔ آیت ۷) بھیجا گیا۔ چنانچہ حضرت یحیٰ علیہ السلام تشریف لائے لیکن ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں نے انہیں قتل کر دیا۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کا دوسرا حصہ بھی مقبول بارگاہ ذی الجلال ہوا چنانچہ روئے ارض پر نسل آدم میں دوسرا ـــــ ولی ـــــ بشکل ـــــ غلام ـــــ جو روح القدس سے متصف تھا بھیجا گیا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تشریف لائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کو ابلیس اور دجال اکبر کے تحالف سے باز رکھنے کی آخری کوشش کر ڈالی۔ لیکن وہ نہیں مانے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان پر دوسری بار (اور کسی نبی بنی اسرائیل کی طرف سے آخری بار) لعنت فرمائی۔ لہذا ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں نے انہیں بھی قتل کرنے کی کوشش کی اور اپنی سمجھ کے مطابق انہیں بھی قتل کر دیا۔

یوں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت اور ارتفاع سے ابلیس دجال اکبر اور یہودیوں پر حجت پوری ہو گئی تھی اور نبی آخر الزماں ﷺ کے آنے کی گھڑی آن پہونچی تھی تاہم نبی آخر الزماں ﷺ نے تشریف لا کر ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کو ایک اور آخری موقع دیا۔ آپ رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں لہذا اس کی پوری پوری گنجائش تھی کہ اگر ابلیس، دجال اکبر اور یہود ان کی دعوت پر تائب ہو جاتے اور

GIFT BOOK - G-1228

اللہ کی اطاعت قبول کر لیتے تو ان کے جرائم معاف کر دیئے جاتے۔ لیکن ابلیس، دجال اکبر اور یہود اس میں ناکام و نامراد ثابت ہوئے۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسولِ رحمتِ اُتم اور ھدی اور امت مسلمہ محمدیہ سے لڑنے اور انہیں تباہ و برباد کر دینے کی ٹھان لی۔ یہی وہ معرکہ ہے جو بالآخر معرکہ دجالِ اکبر کا آخری معرکہ ثابت ہوگا۔ مذکورہ مہلکات اسی سلسلے کی اہم دو کڑیاں ہیں۔

GIFT BOOK
ACC. G 1228
Date 25-8-04
P.U. LIBRARY LHR.

70656

Marfat.com

پہلا چیلنج

امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خاتمہ کا چیلنج

(ا) گزشتہ سالوں کے دوران (1986-2004) اس چیلنج کے کئی مرحلے گزر چکے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(ا) جائزہ: امکانات، مہلکات اور استعداد

(Survey: Possibilities, Threats & Capabilities):

اس کے تحت یہودیوں نے اس بات کا جائزہ لیا ہے کہ 'اُمتِ وَسَطْ' یعنی امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خاتمے کے تعلق سے ان کی چلی آرہی کوششیں اب تک کتنی کامیاب ہوئیں ہیں۔ ان کا منصوبہ کتنا کامیاب ہوا اور کتنا ناکام ہوا؟ ناکام ہونے کی صورت میں اس کے عوامل اور اسباب کیا رہے؟ ان کے منصوبہ کی کامیابی کے آئندہ کیا امکانات ہیں؟ اب تک حاصل کردہ کامیابیوں کے لئے کیا کیا آئندہ اندیشے اور مہلکات ہیں؟ اپنے منصوبہ کی کامیابی کے لئے یہودیوں کی استعدادی صورت حال کیا ہے؟ ان کی قوت وصلاحیت کی صحیح کیفیت اور کمیت کیا ہے؟ اس میں کیا کمی ہے؟ ان کے بالمقابل آئندہ مہلکات کی قوت و صلاحیت کا صحیح اندازہ کیا ہے؟ وغیرہ۔

(۲) متعدد الوجوہ تدبیری منصوبہ سازی

(Multiple Strategic Planning):

اس عنوان کے تحت اس کی کوشش کی گئی کہ امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے تعلق سے متعدد الوجوہ اور کثیر الجہات تدبیری منصوبہ سازی کی جائے۔

Marfat.com

(۳) متعدد الوجوہ تعمیلی منصوبہ سازی:

(Multiple Executive Planning):

اس عنوان کے تحت اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خاتمہ کے لئے بنائے گئے تدبیری منصوبوں کی تعمیل کے لئے کس کس لائحہ کو منتخب کیا جائے، ان میں کیا ترجیحات قائم کی جائیں اور ان کی تعمیل کے لئے متعدد الوجوہ اور کثیر الجہات تعمیلی کلی منصوبہ بنایا جائے۔

(۴) متعدد الوجوہ تعمیل

(Multiple Execution or Operation):

اس عنوان کے تحت اس کی کوشش کی جارہی ہے کہ امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خاتمہ کو یقینی بنانے کے لئے طویل طویل المدت، طویل المدت، درمیانی مدت، قصیر المدت اور فوری منصوبوں پر اقدامات ہوں اور انہیں صورتِ واقعہ کی شکل دی جائے۔

(۲) جائزہ: امکانات، مہلکات اور استعداد کے عنوان کے تحت گزشتہ 18 سالوں میں یوں تو ہمہ دم غور وفکر اور جائزہ کا سلسلہ جاری ہے اور اس تعلق سے بلا مبالغہ ہزاروں 'مکمل جائزے' لئے گئے ہیں لیکن ان میں دو جائزوں نے بوجوہ بہت شہرت حاصل کی ہے۔ یہ دو جائزے درج ذیل ہیں:

(۱) فرانسس فوکویاما (Francis Fukuyama) کا جائزہ جسے فریب، پرکاری اور بے مثال سحر کاری کے ساتھ 'تاریخ کا خاتمہ' کے نام سے مشہور کیا گیا اور اسی عدیم النظیر فریب کے تحت اس کا صرف سواں حصہ (۱/۱۰۰) سیاق وسباق سے الگ کر کے پہلے مشہور مجلہ دنیشنل انٹرسٹ (Francis Fukuyama:"The End of History?" The National Interest 16,Summer 1989: 3-18) میں شائع ہوا اور بعد میں اسی حصہ کو مزید تحلیل ومحشی کر کے 'دی اینڈ آف ہسٹری اینڈ دلاسٹ مین' (Francis Fukuyama: The End of History And

the Last Man, The Free Press 1992, نامی کتاب کی صورت شائع کیا گیا۔

(۳) سیموئیل پی ہن ٹنگٹن (Samuel P. Huntington) کا جائزہ جسے یکساں فریب، پرکاری اور سحر کاری کے ساتھ 'تہذیبوں کا تصادم' کے نام سے مشہور کیا گیا اور اسی عدیم النظیر فریب کے تحت اس کا صرف تھوڑا سا حصہ سیاق وسباق سے الگ کر کے پہلے مشہور مجلّہ فارن افیرس (Samuel P. Huntington: "The Clash of Civilizations", Foreign Affairs 1993) میں شائع ہوا اور بعد میں اسی تھوڑے حصے کو مزید تحلیل (dilute) اور محشّیٰ کر کے (Samuel P. Huntington: The Clash of Civilizations and the Remaking of the World Order, Simon & Schuster, 1996), نامی کتاب کی صورت میں شائع کیا گیا۔

(۴) 'متعدد الوجوہ تدبیری منصوبہ سازی' کے عنوان کے تحت گزشتہ 18 سالوں میں یوں تو ہمہ دم غور وفکر اور منصوبہ سازی کا سلسلہ جاری ہے اور اس تعلق سے گویا غور وفکر کا سیلاب لا دیا گیا ہے جس کے تحت ہزاروں ہزار جائزوں کی روشنی میں منصوبہ سازی کی گئی ہے لیکن ان میں ایک منصوبہ غیر معمولی شہرت کا حامل ہوا۔

(۱) یہ غیر معمولی تدبیری منصوبہ ہے برنارڈ لیوس (Bernard Lewis) کا بنایا گیا منصوبہ ——— جسے اسی روایتی فریب، پرکاری اور بے مثال سحر کاری کے ساتھ ''اسلام اور لبرل جمہوریت'' کے نام سے مشہور کیا گیا اور اسی روایتی عدیم النظیر فریب کے ساتھ اس کا صرف سواں حصہ (۱۰۰/۱) سیاق وسباق سے الگ کر کے پہلے مشہور مجلّہ دی اٹلانٹک منتھلی (Bernard Lewis: "Islam & Liberal Democracy": The Atlantic Monthly, February 1993) میں شائع ہوا اور بعد میں اسی کے بعض حصوں کو منصوبہ بند بنا کر اس شکل میں پیش کیا گیا جسے مشہور ''لا میریڈین بیان''

Marfat.com

"Le Meridein Statement" کہاجاتا ہے۔

(۵) ''متعدد الوجوہ تعلیمی منصوبہ سازی'' کے عنوان کے تحت بھی گزشتہ 18 سالوں میں یوں تو مسلسل غور وفکر ہوتا رہا ہے اور سینکڑوں تعلیمی منصوبے بنائے گئے اور ان پر جزدی طور پر عمل درآمد بھی ہوتا رہا لیکن ''متعدد الوجوہ تعلیمی منصوبہ'' کی قابل عمل اور فیصلہ کن منصوبہ سازی 1995/96 میں آخری شکل لینے لگی تھی۔ اسی تعلیمی منصوبہ سازی کے آخری شکل لینے کا نتیجہ ہے وہ معاہدہ جوکلنٹن اور نیتن یاہو کے ذریعہ عالم وجود میں آیا اور جو باخبر حلقوں میں سہ مراحلی معاہدہ (Three-Stage Pact) کے نام سے مشہور بھی ہے۔

(۶) اسی متعدد الوجوہ تعلیمی منصوبہ سازی کا تھوڑا سا حصہ وہ ہے جو ہنری کیسنگر منصوبہ (Henry Kissinger Plan) کے نام سے جانا جاتا ہے اور جس کا محض تھوڑا سا حصہ ماہرانہ فریب کاری، پرکاری اور بے مثال سحر کاری کے ساتھ دی امیریکنس نیڈ اے فارن پالیسی ("The Americans Need A Foreign Policy") کے نام سے شائع کیا گیا۔ مزید ازیں جس کے کچھ حصے ایرس آف رینیول' (Years of Renewal) اور 'کرائسس' (Crisis) میں بھی بیان کیے گئے ہیں۔

(۷) متعدد الوجوہ تعمیل کے عنوان کے تحت جو کام سرانجام دیئے جارہے ہیں وہ درج ذیل نوعیت پر مشتمل ہیں:

(۱) فوری اقدامات جنھیں کریش پروگرام (Crash Programme) یا کرائسس مینجمنٹ (Crisis Management) کہاجاتا ہے۔

(۲) قصیر مدتی اقدامات جن کے تحت ایسی کارروائیاں ہوتی ہیں جو مقاصد تک زیادہ سے زیادہ 5 سالوں میں پہنچ جائیں۔

(۳) درمیان مدتی اقدامات کے تحت ان منصوبوں کی تعمیل آتی ہے جو زیادہ سے زیادہ 15 سالوں میں اپنا ہدف پورا کرلیں۔

(۴) طویل مدتی اقدامات کے تحت ایسے منصوبوں کی تعمیل آتی ہے جو 25 سالوں کے

Marfat.com

اندر اندر اپنے اہداف حاصل کرلیں۔

(۵) طویل طویل مدتی اقدامات کے تحت منصوبوں کی ایسی تعمیل رو بہ عمل آتی ہے جو اپنے اہداف تک رسائی میں 25 سالوں سے زیادہ مدت لیں۔

تعمیلات کے یہی وہ امور ہیں جن کے ''مضمرات وعواقب'' کی روداد (Feed Back) کا لاکھواں حصہ (۱۰۰۰۰۰/۱) مثلاً باب وڈوارڈ کی حالیہ دنوں میں شائع ہونے والی دو کتابوں

(Bob Woodward

(i) Bush At War, Simon & Schuster, New York, 2002

(ii) Plan of Attack, Simon & Schuster, New York, 2004)

اوران جیسی دیگر سینکڑوں کتابوں میں ملتا ہے۔

Marfat.com

دوسرا چیلنج

اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے 'کون' پر قبضہ کر لینا

(۱) ''اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے 'کون' پر قبضہ کر لینے'' کی جدید ابلیسی۔دجالی۔یہودی تاریخ باضابطہ طور پر اسحاق نیوٹن (Isaac Newton, 1642-1727) سے شروع ہوتی ہے۔
اس مشن کے تحت درج ذیل بنیادی امور مقصود و ہدف قرار پائے:

(الف) 'کون' یعنی 'زمان اور مکان' (Time & Space) کو مسخر کرنا، سر السموات والارض کا پتہ لگا کر اور ان کی کنہہ کو جان کر انھیں مسخر کرنا۔اس کا سبب یہ ہے کہ سر السموات والارض کی کنجی اللہ رب العالمین کے پاس ہے اور اسی لئے وہ رب العالمین ہونے کا مستحق اور سزاوار ہے۔

(ب) ''تخلیق'' اور 'عمل تخلیق' کو مسخر کرنا اور انھیں 'فطرۃ' سے آزاد کر لینا۔اس کا سبب یہ ہے کہ 'فطرۃ' اللہ رب العالمین کی ایک سنت ہے اور اسی لئے وہ رب العالمین ہونے کا مستحق اور سزاوار ہے۔

(ت) 'ترزیق' اور 'عمل ترزیق' کو مسخر کرنا اور انہیں 'فطرۃ' سے آزاد کر دینا۔اس کا سبب یہ ہے کہ فطرۃ اللہ رب العالمین کی ایک سنت ہے اور اسی لئے وہ رب العالمین ہونے کا مستحق اور سزاوار ہے۔

(ث) 'نفس' اور 'عمل نفس' کو مسخر کرنا اور اس طرح عالم خلق میں 'موت' اور 'تعمیر' (یٰس۔۶۸)(Aging) کو فطرۃ سے آزاد کر دینا۔اس لئے کہ 'فطرۃ' اللہ رب العالمین کی ایک سنت ہے اور اس لئے وہ رب العالمین ہونے کا مستحق اور سزاوار ہے۔

(ج) ارض اور ماوراء ارض کے 'مکان اور زمان' کو مسخر کرنا، خلاء اور ملاء میں فطرت کے

Marfat.com

متعین کردہ قوتوں، ملائکہ اور دیگر مطیع مخلوقات کو مغلوب کرنا، اپنا مطیع بنانا یا ان کا خاتمہ کر کے 'فطرۃ' کو ختم کرنے کی ہر رکاوٹ دور کر دینا۔

(ح) 'اللہ' رب العالمین کو ڈھونڈھنا اور اسے 'قتل' کر دینا۔

(خ) 'موت' کا خاتمہ کر دینا اور 'حیات' (الوہی) حاصل کر لینا۔

(د) 'کون' پر قبضہ کر لینا۔

(۲) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے 'کون' پر قبضہ کر لینے کے عنوان کے تحت گزشتہ تین سو سالوں میں یہودیوں کے مطابق ان کو حاصل ہونے والی کامیابی کی روداد درج ذیل ہے:

(الف)

(۱) نیوٹن (Newton:1642-1727) سے آئن سٹائن (Einstein: 1879-1955) لیڈر مین، شوارٹز اور اسٹین برگر (Lederman: 1922, Schwartz: 1932 & Steinberger: 1921) تک 'کون' اور اس میں زمان و مکان اور سر السموات والارض کی کلید کو دریافت کرنا اور اپنے قابو میں کرنا۔

(۲) آدم اسمتھ (Adam Smith: 1723-1790) اور ڈیوڈ ریکارڈو (David Ricardo:1772-1823) سے کارل مارکس (Karl Marx:1818-1883) تک اور کینس (Keynes: 1883-1946) سے پال اے سیمولسن (Paul A. Samuelson:1915) تک وسائل پر قابو پانا۔

(۳) جینیات، جینیاتی انجینیر نگ (Genetics & Genetic Engineering) کے ذریعہ جینوم (Genom) کی کلید حاصل کرنا اور تعمیر (Aging) پر قابو پا کر موت کو مسخر کرنا۔

(۴) سیارگانی انتظام (Gaia or Planet Management) کی کلید حاصل کر کے اور سیارگانی انتظام کر کے تر زیق پر قابو پانا۔

اور اس طرح ہر امر میں 'فطرہ' کو نہ صرف غیر ضروری بنانے کی طرف جانا بلکہ 'فطرۃ' کا

Marfat.com

ابلیسی۔دجالی۔یہودی متبادل رائج کرنے کی جانب عملی اقدامات کرنا۔

(ب) اسحاق نیوٹن کے بعد سائنس کا یہ عمل فی الواقع کن مقاصد کے تحت ابلیس، دجال اکبر اور یہودیت کے ذریعہ آگے لے جایا گیا اور ہنوز لے جایا جارہا ہے اس کا اظہار ہنرک اسکولیموسکی (Henryk Skolimowski) نے یوں کیا ہے۔

"تصورِ قوت کا ارتقاع اپنی موجودہ خطرناک شکل (مغربی تہذیب [یہودی ورلڈ آرڈر]) میں اس لئے ہوا ہے کہ مغربی انسان نے نجات کے طریقہ کو ترک کر کے (مابعد نشاۃ ثانیہ عہد میں) دوسرے طریقے کو اختیار کرلیا ہے۔نجات کا تصور آسمان سے ہٹادیا گیا ہے۔اور پوری طرح زمین پر قائم کردیا گیا ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نجات کا یہ تصور ارضی اشیاء پر قدرت اور استمتاع ہی میں متصور ہو چکا ہے۔اس کا مفہوم ہے زمین کا استعمال کرنا ــــــ زمین پر قدرت حاصل کرنا ــــــ زمین کو مفتوح کرنا ــــــ زمین کے متاع سے لطف اندوز ہونا تو صرف اس وسیع اسکیم کا ایک حصہ ہے۔اس کا دوسرا حصہ ہے ــــــ اقتدار و قوت قاہرہ پر تصرف ــــــ زمین پر ــــــ فطرت پر ــــــ اشیاء پر۔

(Henryk Skolimowski: "The Reality and Illusion of Power: Seminar, New Delhi, 323, July 1986)

واضح ہو کہ یہاں:

(۱) 'مغربی تہذیب' سے مراد وہ تہذیب ہے جو ابلیسی، دجالی اور یہودی مقاصد سے ہم آہنگ ہو کر اللہ رسالت اور فطرت کے خلاف اعلانِ جنگ کر چکی ہے۔

(۲) 'مغربی انسان' سے مراد وہ انسان ہے جو ابلیس اور یہودی دجالی مقاصد سے ہم آہنگ ہو کر اللہ، ھدیٰ اور فطرۃ کے خلاف اعلانِ جنگ کر چکا ہے۔

(۳) 'نجات کے طریقہ کو ترک کر کے' سے مراد ہے اللہ کی طرف سے نجات کی بخشش سے مایوس ہو کر۔

(۴) 'دوسرے طریقے کو اختیار کرلیا ہے' سے مراد ہے فطرت پر قابو پا کر بزو

Marfat.com

نجات، سکینت اور جنت حاصل کرنا خواہ اس کے لئے اللہ کا 'خاتمہ' ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

(۵) اس کا دوسرا حصہ ہے اقتدار وقوت قاہرہ پر تصرف۔ زمین پر، فطرت پر، اشیاء پر سے مراد اللہ اور اس کی قوتوں اور فوجوں کا خاتمہ کر کے 'کون' پر قبضہ کر لینا۔

اس تعلق سے ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں نے اپنے مقاصد کی تکمیل میں 1989 تک کتنی کامیابی حاصل کر لی ہے اس کا جائزہ بل میک کبن (Bill Mc Kibben) نے یوں لیا ہے:

" For the first time we are on verge of eliminating a natural domain untouched or unmanipulated by human activity." (Bill Mc Kibben: The End of Nature Random House: New York, 1989)

ترجمہ: ''تاریخ میں پہلی بار ہم لوگ 'اللہ کی (بنائی ہوئی) فطرت کو کوئی انسانی عمل چھو سکتا ہے نہ اس میں تبدیلی کر سکتا ہے ــــــ کو مٹا دینے کی دہلیز پر پہنچ گئے ہیں۔''

یعنی ہم (ابلیس، دجال اکبر اور یہود) عنقریب 'فطرۃ کا خاتمہ کر دیں گے۔ تخلیق، ترزیق، اور تعمیر کو فطرت اور اللہ سے آزاد کرا لیں گے۔ اس کا دوسرا مطلب ہوا کہ ہم عن قریب اللہ کو اس کائنات سے بے دخل کر دیں گے۔

(۳) خواہ مسئلہ ''امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ کرنا'' ہو یا ''اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے کون پر قبضہ کر لینا'' آخر اس کے پیچھے ان کی سوچ کیا ہے؟ اور کس احساس نے ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کو ناقابل تنسیخ تحالف میں باندھ دیا ہے۔

(۱) اس تعلق سے ان کی سوچ کی بنیاد میں انا، محرومی، غصہ، مایوسی اور خوف کے پتھر نصب ہیں۔

(۲) اس تعلق سے ان کی نفسیات کا عمیق اور حتمی تجزیہ صرف قرآن میں ملتا ہے۔ (البقرہ۔ 61، البقرہ۔ 96، اسریٰ۔ 4، اسریٰ۔ 8 میں) لیکن سب سے غیر معمولی

Marfat.com

تجزیہ وہ ہے جو سورۃ الجمعہ 8-5 میں پایا جاتا ہے۔ اللہ کا قول ——— بما کنتم تعملون (جو تم لوگ کرتے رہے ہو) یہودیوں کے ذریعہ روئے ارض پر کھلے اور چھپے طور پر کئے جانے والے اس 'فساد کبیر' کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کا صحیح علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے یا پھر ان یہودیوں کو جو خوب جانتے ہیں کہ عظیم الشان گناہوں کے کرنے کے بعد ان کے لئے کیسی سزا انتظار کر رہی ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ موت ان کے لئے سب سے تکلیف دہ صورت حال ہوتی ہے، جب وہ ابلیس کی سرپرستی سے محروم ہو کر پوری طرح اللہ کے ملائکہ کے ہاتھوں میں چلے جاتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں یہودیوں کے احساسات پوری طرح ابلیس کے احساسات سے ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔ دونوں کے پاس انا ہے۔ دونوں اپنی شامت اعمال سے مقام جلیلہ سے محروم کر دیئے گئے۔ دونوں کو اپنی اپنی محرومی پر شدید غصہ اور جھنجھلاہٹ ہے۔ دونوں نے اپنی انا کے سبب توبہ اور اصلاح حال کے دروازے اندر سے پوری طرح بند کر لئے ہیں اور اس بات سے کلی طور پر مایوس ہو چکے ہیں کہ ان کی مغفرت ہوگی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دونوں کو اشد خوف ہے ان سزاؤں کا جو ان اعمال اقبح کے عوض ان کا انتظار کر رہی ہیں۔ اس صورتحال میں ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کو اپنی انا کو محفوظ رکھتے ہوئے ان سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں سوجھ رہا ہے۔ بجز اس کے کہ اللہ کی اس:

(۱) کائنات کو ہی زیر و زبر کر دیا جائے۔

(۲) فطرت کو برباد کر دیا جائے۔

(۳) موت پر قابو پالیا جائے اور

(۴) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر دیا جائے۔

اور اس طرح اس خوف سے نجات حاصل کر لی جائے جو انھیں لاحق ہے اور جو دن رات انھیں چین لینے نہیں دے رہا ہے۔

(۴) ہر چند کہ یہودیوں کی اس آخری سوچ کی تاریخ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لعنت اور یہودیوں

Marfat.com

کی ابلیس اور دجال اکبر کی مدد سے حضرت عیسیٰ ابن مریم روح القدس علیہ السلام کے 'قتل' سے شروع ہوتی ہے لیکن تقریب فہم کے لئے ہم اسے عہد داؤد سے درج کرتے ہیں:

(۱) مرحلۂ اول: مابعد موسیٰ تا بعثت داؤد (1300 B.C-1005 BC) یہودی قوم کا فساد انگیزی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر قائم رہتے ہوں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنا تا کہ انہیں سکینہ اور جنت حاصل ہوجائے۔

(۲) مرحلۂ دوم: مابعد داؤد تا بعثت حضرت عزیر علیہ السلام (960 BC-460 BC): یہودی قوم کا فساد انگیزی حتیٰ کہ کھلے بندوں شرک کرتے اور اس پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنا تا کہ انہیں سکینہ اور جنت حاصل ہوجائے۔

(۳) مرحلۂ سوم: وفات حضرت عزیر تا ارتفاع حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام (450 BC-29-30 A.D): یہودی قوم کا فساد انگیزی حتیٰ کہ انبیاء کا قتل پر قتل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنا تا کہ سکینہ اور جنت حاصل ہوجائے۔

(۴) مرحلۂ چہارم: ارتفاع حضرت عیسیٰ تا بعثت نبی آخر الزماں ﷺ (30 A.D-611 A.D): یہودی قوم کا روئے ارض پر فساد انگیزی اور اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانی کرتے ہوئے حتیٰ کہ ابلیس اور دجال اکبر کی مدد سے اللہ کی کائنات پر قبضہ کر کے، مزاحم ملائکہ، جنوں، اور انسانوں کو مار کر (گویا اس طرح اللہ کو اپنی سمجھ کے مطابق مجبور کر کے) اللہ تعالیٰ سے سکینہ لینے کی کوشش کرنا تا کہ بالآخر اللہ انہیں جنت بھی عطا کرنے پر مجبور ہوجائے۔

(۵) مرحلۂ پنجم: 632 تا 1254 عیسوی: یہودی قوم کا اللہ کی رضا جوئی اور سکینہ کے حصول کے احساس سے کلی طور پر الگ ہو کر ——— غالب

Marfat.com

روحانی + ماتحت مادی ذرائع ـــــــــ پر تغلب پا کر اور ان کا سہارا لے کر اللہ کی کائنات پر قبضہ کرنے اور مزاحم ملائکہ، اہل ایمان، جنوں اور انسانوں کو مار ڈالنے کی کوشش کرنا تا کہ سکینہ اور جنت پر قبضہ کی صورت نکل آئے اور یوں ان پر قبضہ کر لینا۔

(۶) مرحلۂ ششم: 1254-1676 تا وفات سبا تائی زیوی: اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی سے کلی طور پر بے پروا (مایوس) ہو کر لیکن ربانی فطرۃ کے دائرہ میں رہتے ہوئے ـــــــ غالب روحانی + ماتحت مادی ذرائع ـــــــ پر تغلب پا کر اور ان کا سہارا لے کر 'مدبر ان امر' پر قابو پا لینا اور اس طرح سکینہ اور جنت حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔

(۷) مرحلۂ ہفتم: 1676-2004: اللہ رب العالمین کی کائنات پر داخلی اور خارجی ہر اعتبار سے قبضہ کر کے کائنات میں مامور سر السمٰوات والارض کو ـــــــ غالب مادی اور ماتحت روحانی ذرائع ـــــــ سے مسخر کر کے ملائکہ، اہل ایمان جنوں اور انسانوں کا خاتمہ کر کے حتی کہ رب العالمین کا قتل کر کے موت سے نجات حاصل کر لینا اس کی سزا سے بچ جانا اور اس رب العالمین حقیقی کی جگہ کائنات کا رب العالمین بن جانا۔

(۵) مرحلۂ سوم تا ششم ـــــــ ابلیس اور دجال اکبر کے ساتھ مل کر مذکورہ مقاصد کیلئے کام کرنے والے چھپے یا کھلے یہودی مدبرین و جہابذہ قابل ذکر درج ذیل ہیں:

(۱) ربی یوحانان بن ذکائی	Rabbi Johannan Ben Zakkai (20-90 A.D)
(۲) ربی عقبہ بن شمعون	Rabbi Akiba (50-135 A.D)
(۳) برقصبہ (برکوخبہ)	Bar Kochba (132-135 A.D)
(۴) ربی یہودا۔ ھ۔ نسی	Rabbi Judah Ha-Nasi (135-220 A.D)
(۵) ربی بن زوما	Rabbi Ben Zoma (2nd Century A.D)
(۶) ربی اشماعیل	Rabbi Ishmael (2nd Century A.D)

Marfat.com

Rabbi Ben Azzai (3rd Century A.D)	(۷) ربی بن عزائی
Rabbi Elisha Ben Abuyah (3rd Century A.D)	(۸) ربی ایلی شابن ابویہ
R. Kaab Ben Ashraf (7th Century A.D)	(۹) ربی کعب بن اشرف
Abu Aamir (7th Century A.D)	(۱۰) ابو عامر
Uqba Ben Abi Muait (7th Century A.D)	(۱۱) عقبہ بن ابی معیط
Ubyy Ben Khalf (7th Century A.D)	(۱۲) ابی بن خلف
Abdullah Ben Ubyy Ben Salol (7th Century A.D)	(۱۳) عبداللہ بن ابی بن سلول
Labeed Ben Aasim (7th Century A.D)	(۱۴) لبید بن اعصم
Jalas Ben Swaied (7th Century A.D)	(۱۵) جلاس بن سوید
Ibn Sayyad (7th Century A.D)	(۱۶) ابن صیاد
Marwan (7th Century A.D)	(۱۷) مروان
Abu Isa Isfahani (Early 8th Century A.D.)	(۱۸) ابو عیسیٰ اصفہانی
Yudghan (Second Half of the 8th Century A.D.)	(۱۹) یدغان
Merwan-II (9th Century A.D.)	(۲۰) میروان II
Judah Halevi (1085-1140)	(۲۱) یہودا۔ ھ۔ لیوی
Abul Barakat Baghdadi (? -1152)	(۲۲) ابوالبرکات بغدادی
Daud Al-Roy (12th Century A.D.)	(۲۳) داؤد الری
Abraham Ben Latif (1220-1290	(۲۴) ابراہیم بن لطیف
Abraham Abul-Afia (1240-1290)	(۲۵) ابراہیم ابوالعافیہ
Emmanuel Bonfel (13th Century A.D.)	(۲۶) ایمانوئیل بون فل
Aashir Lemlin (16th Century A.D.)	(۲۷) عاشر لیملن
David Revini (16th Century A.D.)	(۲۸) داؤد رے وینی
Solomon Molko (? -1532)	(۲۹) سلیمان ملک (مولکو)
Joseph della Renan (16th Century)	(۳۰) یوسف ڈیلا ریناں
Issac Loria (1534-1572)	(۳۱) اسحاق لوریہ
Moses Cardevera (16th Century)	(۳۲) موسیٰ کاروے ویرا

Marfat.com

(٣٣) سرمد (سعید ارمنی) — Sarmad (Saeed Armeni) (? -1659)

(٣٤) سباتائی زیوی — Sabbatai Zvi (1626-1666)

(٣٥) یعقوب فرینک — Jacob Frank (1726-1791)

(٦) مرحلۂ ہفتم کی مخصوص ـــــ غالب مادی ـــــ ماتحت روحانی ـــــ تغلب، تسلط اور تسخر کے ذریعہ ابلیس اور دجال اکبر کے ساتھ مشترک مقاصد کے لئے کام کرنے والے کھلے یا چھپے یہودی مدبرین اور جہابذہ درج ذیل ہوئے:

(١) ابراہیم بن لطیف	(سائنس دان)	Abraham Ben Latif (1220-1290)
(٢) ایمانوئیل بون فل	(سائنس دان)	Emmanuel Bonfel
(٣) لیوی گرشون	(روحانی، سائنس دان)	Levi Gershon
(٤) اسحاق برراؤ	(عظیم روحانی، سائنس دان)	Isaac Barrow (1630-1677)
(٥) برروح اسپنوزا	(معاشرتی سائنس دان)	Baruch Spinoza (1632-1677)
(٦) اسحاق نیوٹن	(عظیم روحانی، سائنس دان)	Isaac Newton (1643-1727)
(٧) اسرائیل بن ایلی زر	(روحانی)	Israel Ben Elizer (1700-1760)
(٨) جارج واشنگٹن	(فوجی جنرل روحانی)	George Washington (1732-1799)
(٩) تامس جیفرسن	(سیاست داں)	Thomas Jefferson (1743-1826)
(١٠) ڈیوڈ ریکارڈو	(معاشی سائنس دان)	David Ricardo (1772-1823)
(١١) مائر ایمشل روتھ شیلڈ (اور اس کا گھرانہ)	(دولتمند، بینکار)	Meyer Amschel Rothschild (1743-1812)
(١٢) نتھن مائر روتھ شیلڈ	(دولتمند، بینکار)	Nathan Meyer Rothschild(1777-1836)
(١٣) لائن ایل مائر روتھ شیلڈ	(دولتمند، بینکار)	Lionel Meyer Rothschild (1808-1879)
(١٤) ربی زوی ہرش کلیشر	(روحانی)	R. Zevi Hirsch Kalischer (1795-1874)
(١٥) ربی یہودا القلعی	(روحانی)	Rabbi Judah Al-Kalai (1798-1878)
(١٦) بن یمین داسرائیلی (ڈزریلی)	(سیاست داں)	Benjamin D'Israeli (1804-1881)
(١٧) مونڈ گھرانہ	(صنعت کار)	The Monds
(١٨) برونر گھرانہ	(صنعت کار)	The Brunners

Marfat.com

(۱۹) ابراہام لنکن	(سیاست داں)	Abraham Lincoln (1809-1865)
(۲۰) کارل مارکس	(معاشرتی سائنس دان)	Karl Marx (1818-1883)
(۲۱) الفریڈ برن ہارڈ نوبل	(سائنسداں، صنعت کار)	Alfred Bernhard Nobel (1833-1896)
(۲۲) آرتھر جیمس بیلفور	(سیاست داں)	Arthur James Balfour (1848-1930)
(۲۳) سگمنڈ فرائڈ	(معاشرتی سائنس دان)	Sigmund Freud (1856-1939)
(۲۴) تھیوڈور ہرزل	(تحریکی صیہونی)	Theodore Herzl (1860-1904)
(۲۵) تھیوڈور برورسین	(سائنس دان)	Theodore Brorsen (1819-1895)
(۲۶) آصف حال	(سائنس دان)	Asaph Hall (1829-1907)
(۲۷) ارنسٹ ولیم برعون	(سائنس دان)	Ernest William Brown (1866-1938)
(۲۹) البرٹ آئن سٹائن	(نیوٹن کے بعد سب سے بڑا سائنسداں)	Albert Einstein (1879-1955)
(۲۸) ارنسٹ عفان حی عمر	(ہیروں کا عظیم تاجر)	Ernest Oppenhiemer (1880-1957)
(۳۰) ربی جیم لورئے	(روحانی)	Rabbi Chaim Lorje (19th Century)
(۳۱) ربی ایلیاہ گت ماخر	(روحانی)	Rabbi Elijah Guttmacher (19th Century)
(۳۲) موسیٰ ۔ ھ ۔ عز	(روحانی)	Mosses Hess (19th Century)
(۳۳) ربی ابراہام اسحاق کک	(روحانی)	Rabbi Abraham Isaac Kook (1865-1935)
(۳۴) جیم ویزمین	(سائنس دان)	Chaim Weizmann (1874-1952)
(۳۵) کارل گستاف یونگ	(معاشرتی سائنس دان)	Carl Gustav Jung (1875-1961)
(۳۶) نیلس ہنرک ڈیوڈ بوھر	(جوہری سائنسداں)	Niels Henrik David Bohr (1885-1962)
(۳۷) ڈیوڈ بن گورین	(تحریکی عسکری)	David Ben Gurion (1886-1973)
(۳۸) راوا اسرائیل ابوحضرۃ	(روحانی)	Rav Israel Abu-Hatzera (1890-)
(۳۹) راک فیلر برادرس فنڈ	(ادارہ)	Rockefeller Brothers Fund
(۴۰) جان ڈیوسن راک فیلر	(دولت مند)	John Davison Rockefeller (1839-1937)
(۴۱) ولیم راک فیلر	(جان کا بھائی دولت مند)	William Davison Rockefeller

(۴۲) نیلسن راک فیلر	(دولت مند سیاست داں)	Nelson Rockefeller (1908-1979)
(۴۳) جے رابرٹ عفان حی مر	(جوہری سائنسداں)	J. Robert Oppenhiemer (1904-1967)
(۴۴) تھیوڈور روز ولٹ	(سیاست داں)	Theodore Roosevelt (1858-1919)
(۴۵) فرینکلن ڈیلانو روز ولٹ	(سیاست داں)	Franklin Delano Roosevelt(1882-1945)
(۴۶) سولی زوکرمین	(سائنس دان)	Solly Zuckermann (1904-)
(۴۷) ربی مناخیم شنرسون	(روحانی)	R. Menachem Schneerson (1902-)
(۴۸) آر ایچ گوڈ ذارڈ	(سائنس دان)	R.H. Goddard
(۴۹) رچرڈ فیلپس فین مین	(سائنس دان)	Richard Phillips Feynman(1918-1988)
(۵۰) ربی یوسف سونن فیلڈ	(روحانی)	Rabbi Joseph Sonnenfeld
(۵۱) آ جے این بوھر	(جوہری سائنسداں)	Aage N. Bohr (1922-)
(۵۲) مارٹن بیوبر	(معاشرتی سائنس دان)	Martin Buber
(۵۳) ربی یہوداليب میمون (فشرمین)	(روحانی)	Rabbi Judah Leib Maimon (Fisherman)
(۵۴) ربی راوزوی یہوداکک	(روحانی)	Rabbi Rav Zvi Yehuda Kook
(۵۵) ربی شلوموغورین	(روحانی)	Rabbi Shlomo Goren
(۵۶) ربی عبادیہ یوسف	(روحانی، رئیس صیہون)	Rabbi Ovadia Yossef (Rishon LeZion)
(۵۷) ربی اسحاق قدوری	(روحانی)	Rabbi Isaac Qaduri
(۵۸) آرتھری کلارک	(سائنس دان)	Arthur C. Clarke (1917-)
(۵۹) اسحاق عاصمو	(سائنس دان)	Issac Assimov
(۶۰) رانڈ	(ادارہ)	RAND
(۶۱) نوبل پرائز فاؤنڈیشن	(ادارہ)	Nobel Prize Foundation
(۶۲) ونتھروپ راک فیلر ٹرسٹ	(ادارہ)	Winthrop Rockefeller Trust
(۶۳) ناسا	(سرکاری ادارہ)	National Aeronautical & SpaceAgency
(۶۴) نارتھروپ	(ادارہ، کمپنی)	Northrop
(۶۵) بوئنگ	(ادارہ، کمپنی)	Boeing

Marfat.com

(۶۶)لوک ہیڈ (ادارہ، کمپنی)	Lockheed
(۶۷) جارج گنڈ فاونڈیشن (ادارہ)	George Gund Foundation
(۶۸)ہنری کسنگر (سیاست داں)	Henry Kissinger (1923-)
(۶۹)نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ (سرکاری ادارہ)	National Institute of Health (NIH) (R&D)
(۷۰)نیشنل سائنس فاونڈیشن (سرکاری ادارہ)	National Science Foundation (NSF) (R&D)
(۷۱)ڈیپارٹمنٹ آف انرجی (سرکاری ادارہ)	Department of Energy (R&D)
(۷۲)ڈیپارٹمنٹ آف ڈیفنس (سرکاری ادارہ)	Department of Defence (R&D)
(۷۳)ڈیپارٹمنٹ آف ایگریکلچر (سرکاری ادارہ)	Department of Agriculture (R&D)
(۷۴)ڈیپارٹمنٹ آف کامرس (سرکاری ادارہ)	Department of Commerce (R&D)
(۷۵)ڈیپارٹمنٹ آف انٹیریر (سرکاری ادارہ)	Department of Interior (R&D)
(۷۶)انوائرن منٹل پروٹیکشن ایجنسی (سرکاری ادارہ)	Environmental Protection Agency (EPA) (R&D)
(۷۷)نیشنل انسٹیٹیوٹ آف اسٹینڈرڈس اینڈ ٹکنالوجی (سرکاری ادارہ)	National Institute of Standards & Technology(NIST) (R&D)
(۷۸)نیشنل نانوٹکنالوجی انی شیٹیو (سرکاری ادارہ)	National Nanotechnology Initiative
(۷۹)یو ایس گلوبل چینج ریسرچ پروگرام (سرکاری ادارہ)	U.S. Global Change Research Program
(۸۰)انفارمیشن ٹکنالوجی (سرکاری ادارہ)	Information Technology (R&D)
(۸۱)یو این او (عالمی ادارہ)	UNO
(۸۲)اِلان رامون (یہودی روحانی جو کولمبیا شٹل میں ایک خاص خفیہ مشن پر خلاء میں گیا تھا اور واپسی کے دوران ملائکہ کے ہاتھوں یکم فروری 2003 میں مارا گیا۔)	Ilan Ramon

(۷) اٹھارہویں صدی سے اب تک ان کوششوں کے دائرے اور اس کی وسعت میں درج ذیل تبدیلی واقع ہوئی ہے:

(۱) اٹھارہویں صدی سے قبل: انفرادی یہودی کوشش یا مخصوص فکری حلقوں کی اجتماعی کوشش۔

(۲) اٹھارہویں صدی آغاز تا نصف: یورپ اور امریکہ کے یہودی افراد اور اداروں یا حلقوں کی اجتماعی اور مربوط کوشش۔

(۳) اٹھارہویں صدی نصف تا آخر: یہودی اجتماعی انتظام میں بڑے بڑے اور بین الملی یہودی اداروں کی کوشش جس میں غیر یہودی بھی شامل کئے گئے۔

(۴) انیسویں صدی آغاز تا نصف: یہودی عالمی مرکزیت کے ساتھ بالخصوص یورپ اور امریکہ کی حکومتیں شامل کی گئیں۔ رومن کیتھولک طبقے کو چھوڑ کر بقیہ ساری عیسائی دنیا اس میں شامل کر لی گئی۔

(۵) انیسویں صدی نصف تا آخر: یورپ اور امریکہ کی سرکاری و غیر سرکاری ہر قوت شامل کر لی گئی۔ عالمی استعمار کی تمام سرکاری اور بعض غیر سرکاری ادارے شامل کر لئے گئے۔ نئے عالمی نیم سرکاری اور سرکاری ادارے وجود میں لائے گئے۔

(۶) بیسویں صدی آغاز تا نصف: ساری دنیا کے سرکاری اور غیر سرکاری ادارے شامل کر لئے گئے۔ عالمی استعمار کے تمام سرکاری اور غیر سرکاری ادارے شامل کر لئے گئے۔ منظم عالمی ادارے نے عالمی سرکاری حیثیت حاصل کر لی اور ان مقاصد کے حصول کے لئے (Transcendental) ادارے اور کاموں کا آغاز شروع ہوا۔

(۷) بیسویں صدی نصف تا آخر: اکادکا غیر سرکاری اداروں اور انفرادی لوگوں کے سوا روئے ارض کی ہر قوت اس کام میں شامل کر لی گئی ہے۔ دنیا میں یہودیوں کے مذکورہ مقاصد کی تکمیل میں کوشاں ایسے اداروں کی تقسیم اگر یوں بیان کی جائے تو ان کی مجموعی قوت کا اندازہ

Marfat.com

کیا جا سکتا ہے:

(الف)

(۱) عالمی تعلیمی ادارے
(۲) عالمی تحقیقی ادارے
(۳) عالمی صنعتی ادارے
(۴) عالمی انتظامی ادارے
(۵) عالمی تعمیلی ادارے
(۶) عالمی تجزیاتی ادارے
(۷) عالمی جائزہ لینے والے ادارے
(۸) عالمی تسجیل کرنے والے ادارے
(۹) عالمی ڈیٹا جمع کرنے والے ادارے
(۱۰) عالمی مشاہدہ کرنے والے ادارے
(۱۱) عالمی فیڈ بیک دینے والے ادارے
(۱۲) عالمی قانونی ادارے
(۱۳) عالمی عسکری ادارے
(۱۴) عالمی ابلاغی ادارے
(۱۵) عالمی سراغ رسانی کرنے والے ادارے

(ب)

(۱) سرکاری تعلیمی ادارے
(۲) سرکاری تحقیقی ادارے
(۳) سرکاری صنعتی ادارے
(۴) سرکاری انتظامی ادارے
(۵) سرکاری تعمیلی ادارے
(۶) سرکاری تجزیاتی ادارے
(۷) سرکاری جائزہ لینے والے ادارے
(۸) سرکاری تسجیل کرنے والے ادارے
(۹) سرکاری ڈیٹا جمع کرنیوالے ادارے
(۱۰) سرکاری مشاہدہ کرنے والے ادارے
(۱۱) سرکاری فیڈ بیک دینے والے ادارے
(۱۲) سرکاری قانونی ادارے
(۱۳) سرکاری عسکری ادارے
(۱۴) سرکاری ابلاغی ادارے
(۱۵) سرکاری سراغ رسانی کرنے والے ادارے

(ت)

(۱) غیر سرکاری تعلیمی ادارے
(۲) غیر سرکاری تحقیقی ادارے
(۳) غیر سرکاری صنعتی ادارے
(۴) غیر سرکاری انتظامی ادارے

Marfat.com

(۵) غیر سرکاری تعلیمی ادارے
(۶) غیر سرکاری تجزیاتی ادارے
(۷) غیر سرکاری جائزہ لینے والے ادارے
(۸) غیر سرکاری تحلیل کرنے والے ادارے
(۹) غیر سرکاری ڈیٹا جمع کرنے والے ادارے
(۱۰) غیر سرکاری مشاہدہ کرنے والے ادارے
(۱۱) غیر سرکاری فیڈ بیک کرنے والے ادارے
(۱۲) غیر سرکاری قانونی ادارے
(۱۳) غیر سرکاری عسکری ادارے
(۱۴) غیر سرکاری ابلاغی ادارے
(۱۵) غیر سرکاری سراغ رسانی کرنے والے ادارے

بیسویں صدی کی آخری دہائی آتے آتے ان تمام Cross-Sections کو باہم مربوط اور متحد کر لینے Convergence کا آغاز ہو چکا ہے۔ اب آفاقی یہودی مرکزی حیثیت کے علاوہ کسی انفرادی، سرکاری، غیر سرکاری اور عالمی سطح اور حیثیت کے ادارے کا کوئی وجود اور تشخص باقی نہ رہ سکے گا۔ گویا روئے ارض کے تمام افراد، یہاں قائم بظاہر متضاد صورت اور طریقہ نظم رکھنے والی سرکاریں اور اجتماعی ادارے ''اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے کون پر قبضہ کرنے'' کے لئے کوشاں اور برسر کار فوج کے رکن بن چکے ہیں ــــــ قطع نظر اس امر کے کہ ان کا ایسا ہو جانا ان کی مرضی سے ہے یا ان کی مجبوری، ان کے علم میں ہے یا ان کے علم کے بغیر۔

(۸) امت مسلمہ محمدیہ کی بدقسمتی ہے کہ اس کی قیادت اور اس کے قائدین ــــــ حکمراں، علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانشوران اور اعیان معاشرہ ــــــ قرآن وسنت رسول اللہ ﷺ کے علم اور اس کے سبب کسی فرد مومن کے اندر پیدا ہونے والی بصیرت اور فراست سے اتنے عاری ہو چکے ہیں کہ وہ گزشتہ صدیوں اور بالخصوص بیسویں صدی کی ان تبدیلیوں سے پوری طرح بے خبر ہیں۔ ان کی بے خبری کی انتہاء یہ ہے کہ وہ ان تبدیلیوں، کوششوں اور کامیابیوں کو قدر اور رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ یہودیوں کے ان منصوبوں اور کاموں کی خبر بہت خفیہ بھی نہیں کہ وقتِ نظر کا ایک انسان اسے نہ جان سکے۔

نوبل پرائز نامی انعامی سلسلہ کی تاریخ اور طریقۂ کار کا اگر کوئی شخص باریکی سے جائزہ لے تو

Marfat.com

اسے اس حقیقت تک رسائی میں دیر نہیں لگے گی کہ اس انعام کا مستحق دراصل صرف ایسے اشخاص قرار پاتے رہے ہیں جو مذکورہ دونوں منصوبوں یعنی ''روئے ارض سے امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ کرنا'' اور ''اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے ''کون'' پر قبضہ کرنا'' کی تکمیل میں معاون کوئی کارنامہ انجام دیتے ہیں۔ الفریڈ نوبل نے اسی مہم میں اپنی زندگی کھپادی اور مرنے کے بعد بھی اپنی دولت سے اسی کاز کو آگے بڑھایا۔

اس سے زیادہ حیرت کی بات تو موجودہ عہد میں نانو ٹکنالوجی (Nano-Technology) سے اور اس عنوان کے تحت دنیا میں کام کرنے والے سب سے بڑے ادارہ نیشنل نانو ٹکنالوجی انیشیٹیو (National Nanotechnology Initiative) سے امت کے قائدین کی عمومی لاعلمی اور بے خبری ہے۔ جو قائدین ـــــــ حکمراں، علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ ناسا (NASA) اور نیشنل نانو ٹکنالوجی انیشیٹیو (National Nanotechnology Initiative) کی اصلی حقیقت سے بے خبر ہیں اور امت کو کماحقہ آگاہ کرنے سے قاصر ان سے کسی خیر کی امید رکھنا بھی نادانی ہوگی۔

اصول وکلیات (حصہ سوم)

دونوں چیلنجوں کی حقیقت

(۱) جیسا کہ عرض کیا گیا کہ اس وقت روئے ارض پر اہل ایمان کو ابلیس، دجال اکبر، اور یہودیوں کی جانب سے دو عظیم مہلکات (Threats) کا سامنا ہے۔ ان میں پہلا ''امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خاتمہ کا چیلنج'' ہے اور دوسرا بحیثیت 'امت مجتبیٰ'، 'ولی اللہ'، 'صبغۃ اللہ'، 'انصار اللہ' اس کے سامنے ''اللہ رب العالمین'' کا خاتمہ کرکے 'کون' پر قبضہ کرنے'' کا چیلنج''۔

(۲) یہودیوں کے یہ دونوں مشن جنھیں وہ ابلیس، دجال اکبر اور دیگر انسانی اور ماوراء انسانی قوتوں کی مدد سے انجام دینے کے لئے کوشاں ہیں باہم آزاد نہیں بلکہ مربوط اور ایک دوسرے کے لئے تکمیلی (Complementary) ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہودی ان دونوں مشنوں کو ایک توازن اور بڑے حزم کے ساتھ آگے لے جارہے ہیں۔ انہیں اندازہ ہے کہ اللہ رب العالمین کا خاتمہ کرنے کے لئے انہیں کس عظیم اور ناقابل بیان قوت قاہرہ اور طاقت دامرہ کا حصول کرنا ہوگا۔ اسی جگہ انہیں اس کا بھی احساس ہے کہ یہ معرکہ ارض اور ماوراء ارض دونوں مقامات پر لڑا جائے گا اور اس کے لئے سردست جب تک کہ وہ اپنے لئے کوئی قابل اعتماد 'مامن' ماوراء ارض نہیں بنالیتے انہیں زمین پر ہی رہنا ہوگا۔ جہاں ہزاروں سالوں سے ان کے لئے طرح طرح کے مسائل پیدا ہوتے رہے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ یہودی اگر چہ بظاہر اتنی قوت کا حصول کم از کم پچاس سال قبل ہی کر چکے ہیں کہ روئے ارض سے صرف مسلمانوں کو ہی نہیں بلکہ قوم یہود کے سوا ہر قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں تاہم وہ اس قوت کے استعمال میں محتاط رہتے چلے آئے ہیں۔

(۳) یہودی خوب جانتے ہیں کہ اگر بفرض محال انہوں نے روئے ارض سے 'اہل ایمان' کو مٹا بھی دیا تاہم اس سے ان کا اصل مسئلہ حل ہوتا نظر نہیں آتا۔ یہ مسئلہ تو ان کی نظر میں اسی وقت حل ہوگا جب وہ اللہ تعالیٰ کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہوجائیں۔

Marfat.com

(۴) یہی سبب ہے کہ پوری بیسویں صدی میں اوراب اس اکیسویں صدی میں یہودیوں کی پوری توجہ اس امر پر ہے کہ وہ ماوراء بشری قوتوں یعنی مافوق البشر مخلوقات اور بالخصوص فرشتوں کو زیر کرنے والی قوتوں کا حصول کریں۔اس تعلق سے درج ذیل امور غور طلب ہیں:

(۱) دنیا کے تمام اہل علم سے زیادہ مغربی حکومتیں اوران کے اہل علم جانتے ہیں کہ جوہری قوت (Nuclear Power) یعنی جوہری اسلحے محض (Deterrent) ہیں جن کا کوئی عملی اور اقدامی استعمال نہیں ہوسکتا۔

یہ جوہری اسلحے صرف اس لئے ہیں کہ ان کی موجودگی میں کوئی قوت ایسی قوت رکھنے والے کے خلاف کسی اقدام کی جرأت نہ کرے۔ یہ صورت حال کم از کم اس وقت تک رہے گی جب تک کہ کوئی ایسی قابل اعتماد صلاحیت پیدا نہیں ہو جاتی ہے جو اسے (Deterrent) کے مقام پر باقی نہ رہنے دے۔لیکن اغلب یہی ہے کہ اس وقت بھی صورت حال میں اس سے زیادہ تبدیلی نہیں آسکتی جیسی کچھ کہ آج ہے۔اس لئے کہ ہر اسلحہ اور ہر قوت کے ساتھ 'Aberration, Fallouts اور Omission & Commission اور Mishap ایک یقینی امر ہے اور جوہری طاقت وہ صلاحیت ہے جس میں کم از کم اسلحوں کے اعتبار سے دو فیصد کیا ایک فیصد کی غلطی یا چوک یا ناکامی کسی بھی ملک یا قوم کے لئے ناقابل برداشت ہوگی، جس کا دنیا کا بڑا سے بڑا ملک تصور نہیں کرسکتا۔ پھر یہ بات کم از کم یہودیوں کے ذریعہ مصنوعی طور پر اور اپنے مقاصد کی حصول یابی کے لئے بنائے دو نظاموں یعنی سودیت اور امریکی نظاموں کے ذریعہ 1950 اور 1988 کے دوران —— جب سرد جنگ کے نام سے ساری دنیا کو مسحور اور خوف زدہ کیا جارہا تھا —— خوب خوب پھیلائی جاتی رہی تھی کہ صرف امریکہ اور روس کے پاس اتنی جوہری قوت اور اسلحہ ہے کہ اس سے روئے ارض کو سات سے دس بار تباہ کیا جاسکتا ہے۔کوئی بھی معقول انسان سوچ سکتا ہے کہ جو جوہری طاقت صرف Deterrent ہو اس کا اتنی مقدار میں حصول کسی بھی ملک کے لئے سراسر بے وقوفی اور پاگل پن ہے۔تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ساری دنیا پر

Marfat.com

حکومت کرنے والے یہ ذہین لوگ واقعی بے وقوف اور پاگل تھے جنہوں نے جوہری اسلحوں کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر لیا تھا۔ نہیں ـــــ وہ قطعاً پاگل نہیں تھے ـــــ بلکہ ہم انہیں، ان کی جدوجہد کو، ان کے چیلنجوں کو، ان کے منصوبوں کو حتی کہ ان کے الفاظ کے در و بست تک کو سمجھنے سے قاصر رہے ـــــ وہ نہیں بلکہ ہم مسلمان اور بالخصوص ہمارے قائدین ـــــ حکمراں ـــــ علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ بے وقوف اور فاتر العقل تھے اور ہیں جو یہودیوں کی اس عالمگیر جنگ زرگری کو سمجھنے سے قاصر رہے۔

(۲) یہودی ابلیس اور دجال اکبر کے ساتھ پوری وفاداری کے ساتھ تحالف اور ایفاء عہد کر رہے ہیں اور ابلیس اور دجالِ اکبر ان کی پوری قوت سے مدد۔ چنانچہ ابلیس نے انہیں مندرجہ ذیل چیزوں سے پوری طرح باخبر اور ہوشیار کیا ہے اور اس تعلق سے انھیں ہر طرح کی رہنمائی فراہم کی ہے۔

(۱) ان کا اصل مقابلہ ان اہل ایمان سے ہے جو ہمیشہ مٹھی بھر اور بظاہر کمزور نظر آتے ہیں لیکن ان کے ہاتھوں بار بار ابلیس کو کس طرح ناکامی کا منھ دیکھنا پڑا ہے۔

(۲) ان کا اصل مقابلہ اہلِ ایمان کی مدد کرنے والے ملائکہ اور اللہ کی دیگر فوجوں (جنود السمٰوات والارض) سے ہے اور یہ کہ ان کے پاس کتنی مہیب قوت ہے اور کس کس طرح سے اور کب کب اللہ کے یہ ملائکہ کس کس قوت کا اور کیسا استعمال کرتے رہے ہیں۔

(۳) ان کا اصل مقابلہ اللہ رب العالمین سے ہے جو ملکوت السمٰوات والارض کا مالک ہے۔ جس کے پاس سر السمٰوات والارض، کی کلید ہے۔ جو ''عالم الغیب والشہادۃ'' ہے۔ چنانچہ اس قوت قاہرہ کے مالک نے اس کے ساتھ کب کب اور کیا کیا ہے اور وہ کب کس طرح کے اقدام کرتا ہے اور اس کی قدرت میں کیا کیا ہے؟ لہذا ان ساری باتوں کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔

(۵) یہی وجہ ہے کہ ابلیس نے ـــــ ایسا لگتا ہے کہ ـــــ انہیں بار بار باور کرایا ہے کہ وہ اپنی حصولِ قوت کی جدو جہد کا موازنہ انسانی معاشرہ میں پائی جانے والی بشری قوتوں سے نہ کریں اوران سے تقابل کے بعد مطمئن نہ ہو جائیں۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ قوت کا حصول کریں بالخصوص درج ذیل امور میں:

(۱) قوتِ ضرب Fire/Strike Power: ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا ہے کہ پچھلی لڑائیوں میں اللہ تعالیٰ ،اس کے ملائکہ اور کائنات میں پھیلی اللہ کی فوج (جنود السمٰوات والارض) نے ابلیس کی قوتوں کیخلاف کتنی مہیب قوت ضرب (Fire/Strike Power) کا استعمال کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ملائکہ اور جنود السمٰوات والارض کو کس کس طرح کے مہیب فائر/اسٹرائیک پاور دے رکھے ہیں جن کا وہ استعمال کر سکتے ہیں۔ چنانچہ انہیں لگاتار اپنی قوت بڑھاتے رہنے کی ضرورت ہے۔

(۱) اسی جذبہ نے نشاۃ ثانیہ کے بعد یہودیوں کو ہتھیار سازی اور فائر/اسٹرائیک پاور کے حصول اوراس میں مسلسل اضافہ کی طرف راغب کیا۔

(۲) اسی جذبہ نے الفرڈ برن ہارڈ نوبل (Alfred Bernhard Nobel) کو ڈائنامائیٹ اور پھر اس سے بھی خطرناک (Explosives) ایجاد کرنے کی طرف اکسایا۔ یہودیوں میں High Explosives کے حصول کی یہ دوڑ اتنی بے قابو اور وسیع الاطراف تھی اوراس کا انہوں نے پوری دنیا اور بالخصوص یوروپ میں اتنا غیر انسانی استعمال کیا کہ جب الفرڈ نوبل کا انتقال ہوا تو ایک فرانسیسی اخبار نے سرخی لگائی:۔

"Le marchand de la mort est mort." ترجمہ: موت کا سوداگر مر گیا۔

(۳) اسی جذبے نے البرٹ آئن سٹائن (Albert Einstein) کو اسحاق نیوٹن (Isaac Newton) کے کام کو آگے بڑھانے کیلئے مہمیز

Marfat.com

کیا۔ آئن سٹائن نے یہودیوں کو اس سر السمٰوات والارض سے آگاہ کیا جسے Energy-Mass Equation کہتے ہیں جو آگے چل کر دراصل کلید بنا ایٹم بم (Atom Bomb) اور ہائیڈروجن بم (Hydrogen Bomb) بنانے کا۔ سر السمٰوات والارض کی کلید حاصل کرنے کی طرف لاثانی پیش رفت کے لئے اسے 1921 میں نوبل پرائز سے نوازا گیا۔

(۴) اسی جذبہ نے نیلس بوہر Niels Bohr کو Bohr Theory of Atom and liquid model of the atomic nucleus کی دریافت کی طرف مہمیز کیا جو گویا جوہری اسلحوں کے بنانے میں فیصلہ کن مدد اور رہنمائی تھی جس کے لئے اسے 1922 میں نوبل پرائز دیا گیا۔

(۵) اسی جذبہ نے نیلس بوہر کے بیٹے آجے این بوہر (Aage N. Bohr) اور ایک دوسرے یہودی سائنسداں بن آر ماٹل سن (Ben R. Mottelson) کو مہمیز کیا کہ وہ دونوں قومی جذبہ کے تحت بوڑھے نیلس بوہر کے ساتھ لاس الیموس (Los Alamos) کے تہہ خانے میں ایٹم بم تیار کریں۔ بعد میں بیٹے نے اس جوہری قوت کی قوت کو بڑھانے میں نمایاں خدمات انجام دیئے جس کے لئے اسے 1975 میں نوبل انعام سے نوازا گیا۔

(۶) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ ڈائنامائیٹ اور جوہری اسلحوں سے حاصل قوت ضرب ان کے مقاصد کے لئے کافی نہیں۔ اس نے انہیں یاد دلایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نے فرعون کے خلاف کیمیاوی اسلحوں (Chemical Weapons)، حیاتیاتی اسلحوں (Biological Weapons) اور لیزر اسلحوں (Laser Weapons) کا استعمال کیا تھا اور فرعون کا نظام اور اس کی فوج دیکھتے دیکھتے تباہ ہو کر رہ گئی تھی۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ سے لڑنا ہے تو کیمیاوی، حیاتیاتی اور لیزر اسلحوں کی طاقت کا حصول بڑے پیمانے پر کرنا ہوگا۔ چنانچہ یہودیوں نے کیمیاوی حیاتیاتی، اور لیزر اسلحوں پر کام کا آغاز کیا اور اب تک اس کی مہیب قوت اپنے پاس جمع کر لی ہے۔

(۷) جب یہودی قوم نے جوہری اسلحوں کے بعد کیمیاوی، حیاتیاتی اور لیزر اسلحوں کے انبار جمع کر لئے تو ابلیس نے انہیں باور کرایا کہ اتنا کر لینا مطمئن ہو جانے کی بات نہیں۔ اس نے یاد دلایا کہ کس طرح اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ نے اصحاب الأ یکہ، ثمود، عاد، اور بطور خاص قوم نوح پر کائے نیٹک اسلحوں (Kinetic Weapons) کا استعمال کیا تھا۔ لہذا اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ سے مقابلہ آرائی کے لئے ضروری ہے کہ کائنٹک اسلحے (Kinetic Weapons) بھی حاصل کر لیئے جائیں۔ چنانچہ یہودی اس میں مصروف ہو گئے اور 1945 سے کائنٹک اسلحوں کے حصول کی عدیم النظیر کوشش ہوئی۔ 1980 تک اس کی عظیم طاقت انہوں نے جمع کر لی تھی۔

(۸) جب یہودیوں نے کائنٹک اسلحوں (Kinetic Weapons) کو بھی حاصل کر لیا تو ابلیس نے باور کرایا کہ یہ بھی کوئی مطمئن ہو جانے والی بات نہیں۔ روئے ارض پر انسانی قوتوں کے خلاف خواہ خلائی پلیٹ فارم (Space Platform) سے ہی کیوں نہ ہو کائنٹک اسلحوں (Kinetic Weapon) کو داغنے اور روئے ارض کے کسی بھی حصے کو تباہ کرنے کی قوت حاصل کر لینا کافی نہیں اور نہ یہ مطمئن ہو جانے والی بات ہے۔ ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ آسمانی اور خارجی حملوں سے ان کا سب کچھ تباہ کر سکتے ہیں اس لئے جب تک کائنٹک اسلحوں اور ان کے داغنے کی ایسی قوت حاصل نہ کر لی جائے جو داخلی کے ساتھ خارجی حملوں کا نہ صرف مقابلہ کر سکے بلکہ ایسے ممکنہ خارجی حملوں سے پہلے اقدامی کارروائی (Pre-emptive Strike) کر کے خارجی خطروں کو تباہ کرنے کی اہل ہو خطرہ پوری طرح برقرار ہے۔ ابلیس کی اسی بات کو نہایت تفصیل سے آرتھر سی کلارک (Arthur C. Clarke) نے ہیمر آف گاڈ (The Hammer of God, The Orbit Books) میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ بیسویں صدی کی آخری دہائی میں یہودیوں نے ایسی صلاحیت کے حصول میں اپنی طاقت جھونک دی۔

(۹) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ اصلی مقابلہ اس اللہ تعالی سے ہے جس کے ملائکہ اور جنود السموات والارض کے پاس غیر معمولی سرعت کے ساتھ 'مکان' کو 'طے' کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس نے

باور کرایا کہ کس طرح کمال سرعت کے ساتھ تاریخ میں متعدد بار اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نے اہل ایمان کو بچالیا یا ابلیس اور اس کی فوجوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ اس نے باور کرایا کے کس طرح اللہ تعالیٰ کے ملائکہ ''عرج'' کرتے ہیں۔ اس نے باور کرایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے ملائکہ ''ولج'' کرتے ہیں۔ اس نے باور کرایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے ملائکہ نبی آخر الزماں ﷺ کو ''اسریٰ'' پر لے گئے۔ اس نے باور کرایا کہ ''براق'' کتنی سرعت کے ساتھ مسافت طے کرتا ہے۔ اس نے باور کرایا کہ ملائکہ کس طرح 'مدسبب' کر سکتے ہیں۔ اس نے باور کرایا کہ کس طرح نبی آخر الزماں ﷺ کے لئے 'مدسبب' کیا گیا تھا۔ اس نے باور کرایا کہ 'براق' الگ قوت ہے اور 'رف رف' الگ۔ چنانچہ ابلیس کا یہی باور کرانا محرک ہوا اس عظیم مہم کا جس کے تحت یہودیوں کے اعلیٰ ترین دماغوں نے ایسی قوت کی دریافت اور اس کے حصول میں اپنے کو کھپا دینے کا عزم کر لیا۔ چنانچہ اس تعلق سے سرفہرست نام البرٹ آئن سٹائن (Albert Einstein) کا ہے جسے پہلے روشنی (Light) کی رفتار کے برابر رفتار کی قوت حاصل کرنے کی فکر لاحق ہوئی پھر روشنی سے زیادہ رفتار کی قوت کی تلاش کی۔ اس تناظر میں آئن اسٹائن کے بعد تین دریافتوں:

(۱) پاتر کپیزا (Pytor Kapitza 1894-1984) کی بوس۔ آئن اسٹائن سبس ٹینس (Bose-Einstein-Substance) کے تعلق سے 1937 میں ہیلیم۔4 کی دریافت

(۲) ایرک۔اے۔کارنیل اور کارل۔ای۔ وی مین (Eric A. Cornell 1961 & Carl.E. Wieman 1951) کی دریافت اور (۳) سائنسدانوں کے دو گروپ کی کوانٹم ٹیلی پورٹیشن Quantum Teleportation صورتحال کی 1997 میں دریافت قابل غور ہے۔ مزید مطالعہ کے لئے ملاحظہ کریں: (Amir.C. Aczel: Entanglement: The Greatest Mystery in Physics, Four Walls Eight Windows, 2002)۔ چونکہ ابلیس نے انھیں باور کرایا تھا کہ روشنی کی رفتار زیادہ سے زیادہ انہیں وہ قوت دلا سکتی ہے جو 'براق' کی تھی۔ وہ پھر بھی 'رف رف' تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ وہ کسی ایسی قوت پر قابو نہ پائیں جو روشنی سے بھی زیادہ تیز رفتار ہو۔ ابلیس کی یہی تاکید یہودیوں کو تیز رفتار بری، بحری، فضائی، اور خلائی گاڑیوں کے ایجاد کی طرف لے گئی۔ آواز سے تیز رفتار موٹریں (Supersonic Motor

Marfat.com

(Car) (جس کا تجربہ 1997 میں کیا گیا اور جس کی رفتار 1228 کلومیٹر ہے)۔۔۔۔۔۔۔ آواز سے تیز رفتار، دوگنی، تین گنی حتی کہ اب تک سات گنی تیز رفتار جیٹ طیارے (Seven Time Faster Than Sound Jets)۔ اکتوبر 1967 میں X-15 نامی راکٹ سے چلنے والے جہاز کا جسے نارتھ امیریکن اویشن (North American Aviation) نے بنایا تھا تجربہ کرلیا گیا۔ اس کی رفتار 8000 کیلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ لاکھوں کیلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والے خلائی جہاز (Space Vehicles with Lakhs of Kilometer per hour speed) ۔۔۔۔۔۔ ایک گھنٹے میں نیویارک سے آسٹریلیا براہ لندن چلنے والے مسافر ہوائی جہاز۔۔۔۔۔۔ لندن سے براہ گرین لینڈ تین گھنٹے میں نیویارک پہنچ جانے والی ریل گاڑیاں یا تو بن چکی ہیں یا زیر تعمیر ہیں۔

(ملاحظہ فرمائیں: Wired (New York): January, February, March, April 2003)

(۱۰) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ کے پاس بھاری سے بھاری شئے کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جانے کے لئے کیسی قوت قاہرہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ سے لڑنے کے لئے انہیں بھی ایسی ہی قوت کا حصول کرنا ہوگا۔ چنانچہ سینکڑوں اور ہزاروں ٹن وزنی اشیاء کو اٹھا کر ہوائی جہازوں اور خلائی جہازوں سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کی صلاحیت حاصل کرنے کی سرتوڑ کوشش جاری ہے۔

(۱۱) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ کے پاس بھاری سے بھاری شئی کو اٹھا کر ہزاروں میل دور پھینک دینے کی قوت ہے۔ اللہ تعالی کے ملائکہ کروڑوں ٹن وزنی اشیاء کو کروڑوں میل دور پھینک دیتے ہیں۔ چنانچہ یہودی بھی اس مہم میں سرگرداں ہو گئے کہ بھاری سے بھاری شئے کو پھینکنے کی قوت حاصل ہو جائے۔ یہودی قوم نے اس باب میں اتنی صلاحیت جمع کر لی ہے اور وہ ایک ایسے دیوقامت راکٹ کا استعمال کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ جو اپنے Payload کو پھینکنے کے لئے صرف پانچ منٹ میں اتنی برقی قوت کا استعمال کرتا ہے جتنی برقی قوت سے دو دن تک پورے

نیو یارک میں بجلی کی ضرورت پوری کی جا سکتی ہے۔(مزید مطالعہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) George Dyson: Project Orion: The True Story of the Atomic Spaceship; Henry Holt & Co. 2002)

(۱۲) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ سرعت ابلاغ اور وسعت ابلاغ (Fast Communication & Wide spread Communication) کی کتنی عظیم الشان قوت رکھتے ہیں جس کا استعمال اس نے سابقہ لڑائیوں میں اپنی فوجوں کے خلاف دیکھا ہے۔لہذا ان سے لڑائی کے لئے ضروری ہے کہ 'سرعت ابلاغ، اور 'وسعت ابلاغ' کی عظیم سے عظیم تر قوت حاصل کی جائے ———— مائکروفون، لاؤڈ اسپیکر، ریڈیو، ٹیلی ویژن، ٹیلی گراف، ٹیلی پرنٹر، فیکس، لیپ ٹاپ، انٹر نیٹ، کنور جینس (Convergence)، نیٹ ورکنگ (Networking) بظاہر کچھ بھی نظر آتے ہوں لیکن بباطن دراصل اسی یہودی جدوجہد کا نتیجہ ہیں جس کی تاکید ابلیس نے کی تھی۔ابلیس نے انہیں باور کرایا کہ سرعت ابلاغ اور وسعت ابلاغ کی محض ایسی قوت کا حصول کافی نہیں جو عام حالات میں قابل عمل ہوں بلکہ اس کی ایسی قوت درکار ہے جو (Nuclear Blackout) اور (Kinetic Blackout) میں بھی کارآمد ہو۔لہذا یہودیوں نے بیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں بطور خاص اس پر کام کیا۔چنانچہ Very Low Frequency (VLF), Low Frequency (LF), Medium Frequency (MF), High Frequency (HF), Very High Frequency (VHF), Ultra High Frequency (UHF), Super High Frequency (SHF) and Extremely High Frequency (EHF) پر جن صلاحیتوں کا انہوں نے حصول کرلیا ہے وہ اسی کی غماز ہیں۔انہیں امور کے لئے الفریو (Alferov) کرومر (Kroemor) اور کبلی (Kibly) کو 2000 میں نوبل پرائز سے نوازا گیا۔

(۱۳) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ کے پاس مشاہدہ، شہود اور نظر کی

Marfat.com

عظیم الشان قوت ہے جس کا استعمال ابلیس نے اپنی فوجوں کے خلاف دیکھا ہے۔ اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ سے لڑائی کے لئے ضروری ہے کہ مشاہدہ، شہود، اور نظر کی ایسی قوت اپنے قبضہ میں ہو جو بر سر ارض، زیر زمین، زیر آب، فضا میں اور خلا میں نزدیک اور دور کی ہر چھوٹی اور بڑی چیز کو دیکھ سکے۔

ایسی قوت نظر جو پورے روئے ارض پر ایک ایک چیونٹی کے رینگنے کو دیکھ سکے ـــــــ سمندروں میں چھوٹی سے چھوٹی شئے کے محل وقوع اور حرکت پر نظر رکھ سکے، خلاء میں چھوٹے سے چھوٹے اور دور سے دور کی موجودات اور حادثات کو دیکھ سکے۔ ابلیس کی تاکید کا ہی نتیجہ ہے کہ مذکورہ ان تمام صلاحیتوں اور قوتوں کا یہودیوں نے حصول کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اور وہ اس قوت کو مزید آگے بڑھاتے جا رہے ہیں۔

(۱۴) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ کے پاس 'سماعت' اور 'سمع' کی کیسی عظیم الشان قوت ہے جس کا استعمال اس نے اپنی فوجوں کے خلاف متعدد موقوں پر دیکھا ہے چنانچہ اس نے تاکید کی کہ اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ سے لڑائی کے لئے 'سمع' اور 'سماعت' کی کیسی عظیم الشان قوت کا حصول درکار ہے۔

(۱۵) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا ہے کہ کیمیاوی (Chemical) اور حیاتیاتی (Biological) ہتھیاروں پر قدرت حاصل کر لینا اور انسانوں، جانوروں اور نباتات کو آناً فاناً ختم کر دینے کی صلاحیت حاصل کر لینا کافی نہیں۔ اس لئے کہ ایسی قوت بالعموم صرف مزاحم انسانوں اور بالخصوص اہل ایمان کے خلاف موثر ہو سکتی ہے لیکن اس بات سے غافل نہیں رہنا چاہئے کہ اللہ اور اس کے ملائکہ نے تاریخ میں متعدد بار بیماریوں اور وباؤں کو بطور ہتھیار اور بعض اوقات اللہ کے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔ اس لئے ایسی طاقت اور صلاحیت کا حصول اشد ضروری اور ناگزیر ہے جو اللہ کے ملائکہ کی جانب سے پیدا کردہ ایسی بیماریوں اور وباؤں کی حقیقت اور ان کی کنہہ تک فوراً پہنچ جائے اور اس کو قابو میں کرنے اور حسب ضرورت دواؤں اور علاج پر قادر ہوں۔ اپنے اختیار میں رہنے والی یہ صلاحیت ایسی ہو کہ وہ بیماریوں اور وباؤں کے پیدا ہونے کی جہتوں پر پوری گرفت رکھے بلکہ

Marfat.com

اس سے آگے بڑھ کر بیماریوں اور وباؤں کے پیدا ہونے سے قبل ہی ان راستوں کو محفوظ اور مامون بنادے۔ چنانچہ گزشتہ دنوں میں پوری دنیا کی سطح پر انسانوں، مویشیوں اور نباتات میں بڑے پیمانے پر خود سے بیماریاں پیدا کرنے اور پھران پر قابو پانے کے بے شمار تجربے اسی قوت کے حصول کی جانب پیش قدمی ہے۔ یہودیوں کو ابلیس کی یہ بات اس درجہ خوف زدہ کرگئی ہے کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ قدرت ان کی تاک میں بیٹھی ہوئی ہے اور ان پر کسی لمحے عتاب کا کوڑا برس سکتا ہے۔ چنانچہ وہ جلد از جلد اس خطرے کو قابو میں کرنے کی جی توڑ کوشش کررہے ہیں۔ اسٹنفورڈ یونیورسٹی کے مشہور یہودی سائنس داں اسٹینلی این کوہن (Stanley N. Cohen 1935-) نے اسی احساس کا اظہار یوں کیا:

"Nature [is] that lovely lady to whom we owe Polio, Leprosy, Smallpox, Syphilis, Tuberculosis, Cancer."

ترجمہ: قدرت وہ خوبصورت عورت ہے جس کے سبب ہم پولیو، جذام چیچک، آتشک، تپ دق، سرطان کے شکار ہوتے ہیں۔

جو لوگ یہودی تاریخ میں توراۃ، نبیئیم، کتوبیم، مشنی، مدرش اور ہگادہ میں درج 'نقم' کی روداد سے واقف ہیں وہ اس جملے کی معنویت، اس میں بیان کیا گیا کرب اور یہودی نفسیات میں موجود اللہ اور اس کے ملائکہ کے ذریعہ لائے جانے والے عذاب کا خوف خوب محسوس کر پائیں گے۔ ایسے حضرات اس جملے میں قدرت سے اللہ اور اس کے ملائکہ مراد لیں گے اور 'ہم' سے یہودی قوم۔ اس موضوع پر مزید معلومات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) Judith Miller, Stephen Engelberg and William Broad: Germs: Biological Weapons and America's Secret War: Simon & Schuster, 2001.

(2) Jonathan B. Tucker: Scourge: The Once and Future Threat of Smallpox: Atlantic Monthly Press, 2001.

(3) Madeline Drexler: Secret Agents: The Menace of Emerging Infections; Joseph Henry Press, 2002.

Marfat.com

(4) Richard Preston: The Demon in the Freezer: A True Story: Random House, 2002.

(۱۶) پہلے چیلنج کے عنوان ''امت مسلمہ محمد یہ کی حیات کا خاتمہ'' کے تحت فرانسس فوکو یاما (Francis Fukuyama) اور سیموئیل پی ہن ٹنگ ٹن (Samuel P. Huntington) کے جن دو مشہور زمانہ جائزوں کا ذکر کیا گیا ان کی حقیقت کیا ہے؟

(۱) فرانسس فوکو مایا کے تجزیہ کو اس عاجز نے فریب کاری اور سحر کاری کہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس تحقیق و تجزیہ کا مقصد مغرب میں پائے جانے والے لبرل ڈیما کریسی (Liberal Democracy) کا جائزہ لینا ہے ہی نہیں جیسا کہ بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے۔ فرانسس فوکو یاما کو جو ——— نہایت ذکی اور ذہین ہیں اور اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے مشہور اور نادر شعبہ Policy Planning Staff میں کام کر چکے ہیں ——— ان کے دو یہودی استادوں پروفیسر نتھن تارکوو (Prof. Nathan Tarcov) اور ایلن بلوم (Allen Bloom) نے یہودیوں کے اس مشن کے لئے مستقبل کی منصوبہ بندی کرنے والے ادارہ "John M. Ohlin Center for Inquiry into the Theory and Practice of Democracy" کی جانب سے اس کام پر لگایا کہ وہ دراصل یہ معلوم کریں 64 عیسوی سے قبل کے تجربوں کی روشنی میں اپنے مقاصد کے حصول کے لئے یہودیوں نے 'تاریخ' (History with Capital H) کی تشکیل و تعمیر کی جو کوشش بالخصوص 1254 کے بعد روئے ارض پر کی ہے اس نے ان کے مقاصد کو حاصل کر لیا ہے یا نہیں؟ اگر کر لیا ہے تو وہ حاصل شدہ یافت کتنی پائیدار ہے؟ اس یافت کو کیا کوئی خطرہ درپیش ہے؟ اگر ہے تو وہ خطرہ کیا ہے اور کتنا سنگین ہے؟ اور یہ کہ اس خطرے کے سدباب کے لئے کیا کیا جانا چاہئے؟۔

اس امر کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے: اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ اور اہل ایمان سے یہودی لڑائی کے تناظر میں قوم یہود کو جو خطرات و مہلکات ——— تاریخ میں بالعموم

Marfat.com

متقابل قوتوں نصرانیت سے اور بالخصوص امت ھدیٰ ـــــ امت مسلمہ محمدیہ ـــــ سے درپیش رہے ہیں اور آنے والے دنوں میں ہیں ـــــ اس کے سدباب کے لئے جو روئے ارض پر پچھلے آٹھ سو سالوں میں انتظامات کئے گئے ہیں وہ کامیاب ہوئے یا ناکام؟

(۲) جیسا کہ عرض کیا گیا کہ فوکویاما کا اصل اور مکمل موضوع تحقیق (Term of Reference) کچھ اور ہے اور مجلہ National Interest میں شائع کردہ مضمون 'The End of History' اور بعد میں مزید لواحق اور تشریحات سے مزین کتاب 'The End of History & the Last Man' اس کا صرف چھوٹا سا ایک حصہ ہے ـــــ گویا جسم کے مقابلے میں انگلی کی ایک پور ـــــ جو پورے جسم سے الگ ہو کر کچھ اور نظر آ رہی ہو۔ پھر اس میں تلبیس کی پرکاری شامل کی گئی ہے جس نے اسے مزید کچھ سے کچھ بنا دیا ہے۔ تاہم ذیل میں ہم ان بنیادی باتوں کو مختصراً معلوم کرنے کی کوشش کریں گے۔ جس پر یہ پوری عمارت کھڑی ہے:

(۳) پہلی دریافت:

"A remarkable consensus concerning the legitimacy of Liberal Democracy as a system of government had emerged through out the world over the past few years"

فوکویاما کی پہلی دریافت یہ ہے کہ یہودی حیات، اجتماعیات، داعیات اور عزائم کی حفاظت و صیانت اور تکمیل کے لئے اب تک جتنے اندازِ فکر، طریقۂ حیات اور نظامِ حکومت کی تشکیل کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ خارجی مخالف قوتوں کے مہلکات کا سدباب ہو ان میں لبرل ڈیماکریسی سب سے کامیاب رہی ہے اور حالیہ دنوں میں ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ اس نے پوری دنیا میں قبول عام حاصل کر لیا ہے۔

Marfat.com

(۴) دوسری دریافت:

"We can also imagine future worlds that are significantly worse than what we know now, in which national, racial or religious intolerence makes a comeback."

فوکومایا کی دوسری دریافت کا مفہوم یہ ہے کہ یہودیت کو خطرہ اب بھی باقی ہے۔اور وہ خطرہ تین قسموں پر مشتمل ہے:

(۱) قومی ناروادار ی: ایسا خطرہ جیسا مسولینی کے فاشزم سے ہوا تھا۔

(۲) نسلی ناروادار ی: ایسا خطرہ جیسا ہٹلر کے نازی ازم سے ہوا تھا۔

(۳) مذہبی ناروادار ی: ایسا خطرہ جو مذہب سے ہے۔

یہاں مذہب سے مراد عیسائیت ہے اور نہ کوئی اور مذہب بلکہ یہاں اس سے مراد صرف اسلام ہے۔اس کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں یہودیوں کے ذریعہ ہی کرائی گئی اس مشہور تحقیق کی روداد جس کی تفصیلات فرانسیسی یہودی محقق Gelles Kepel نے اپنی کتاب (La Revanche de Dieu, Editions du Sevil, 1991) 'اللہ کا انتقام' میں دی ہیں اس نے دریافت کیا کہ فی زمانہ روئے ارض پر ارضی معرکہ کے صرف تین دعویدار ہیں۔عیسائیت، یہودیت اور اسلام۔اس نے مزید کہا کہ عیسائیت پچھلے پانچ سو سالوں کے تجربوں کے بعد اب اس اندرونی صلاحیت کی حامل باقی نہیں رہی کہ وہ ارضی معرکہ میں دیر تک مقابل رہے۔اس لئے اب اصلی معرکہ صرف اسلام اور یہودیت کے مابین ہوگا۔

Marfat.com

(۵) تیسری دریافت:

"It is true that Islam constitutes a systematic and coherent ideology, just like liberalism and communism, with its own code of morality and doctrine of political and social justice. The Appeal of Islam is potentially universal, reaching out all men as men, and not just to members of a particular ethnic or national group. And Islam has indeed defeated liberal democracy in many parts of the Islamic world, posing grave threats to liberal practices even in countries where it has not achieved political power directly. The end of the Cold War in Europe was followed immediately by a challenge to the West from Iraq, in which Islam was arguably a factor."

فوکویاما کی تیسری دریافت کا مفہوم ہے:

(۱) اسلام ایک مکمل نظام ہے جو یہودیوں کے مطابق ان کی نظر میں لبرل ڈیما کریسی سے کم مکمل نہیں۔

(۲) اسلام کی اپیل عالمی اور آفاقی ہے۔ یہودیت کے لئے موجود دیگر دو خطروں ــــــ قومیت اور نسل پرستی ــــــ کی طرح اس کی اپیل ایک یا دو ملکوں تک محدود نہیں۔

(۳) اسلام کی اپیل انسانی ہے۔ اس کی قدریں پوری نسل انسانی کو متاثر کرتی ہے۔

Marfat.com

(۴) اسلام محض تصوراتی خطرہ نہیں بلکہ حقیقی خطرہ ہے اس لئے کہ اس نے یہودیت کے قائم کردہ لبرل ڈیماکریسی نظام کو واقعتاً ان علاقوں میں کھلی شکست دے دی ہے جہاں اس نے سیاسی قوت براہ راست حاصل کر لی ہے۔

(۵) جہاں اسلام نے براہ راست سیاسی قوت حاصل نہیں کی ہے بلکہ جہاں کے حکمراں عملاً اسلام دشمن بھی ہیں وہاں بھی اسلام اور اس کے عواطف کی اپیل اتنی شدید ہے کہ ایسے اسلام دشمن حکمراں بھی عوام کے جذبات کے سبب یا اپنے اقتدار کو استحکام بخشنے کے لئے اسلام کا سہارا لینے اور اس کے عزائم کی تکمیل کی کوشش کرنے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں جیسا کہ اسرائیل پر میزائیلوں سے حملہ کر کے عراق کے صدام حسین نے پہلی خلیجی جنگ کے دوران کیا۔

(۶) چوتھی دریافت:

(1) "What man had been seeking through out the course of History".........

(2) "What had driven the prior "stages of History"- was recognition"..........

(3) "Finally found it"..........

(4) "Was completely satisfied".........

(5) "Universal and homogenous State [Liberal Democracy] has solved the question of recognition......by replacing the relationship of Lordship and bondage with universal and equal recognition."

(6) It is "End of History."

(7) "The Last Man."

Marfat.com

فوکو مایا کی چوتھی دریافت کا مفہوم ہے:

(۱) یہودیت پوری تاریخ میں جس مثالی صورتحال کو ڈھونڈھتی رہی ہے وہ اسے لبرل ڈیما کریسی میں مل گئی ہے اور جو کچھ اسے لبرل ڈیما کریسی سے ملا ہے اس سے وہ مطمئن ہے۔

(۲) لبرل ڈیما کریسی نے یہودیت کے تاریخی مسئلے کو حل کر دیا ہے۔ یہودیت کا وہ تاریخی مسئلہ ہے ''تسلیم کیا جانا''۔ لبرل ڈیما کریسی نے یہودیت کے اس تاریخی مسئلہ کو اس طرح حل کر دیا ہے کہ اس نے ''تسلیم کرنے والی قوت'' کا ہی خاتمہ کر دیا ہے۔ لبرل ڈیما کریسی نے ــــ مالک اور غلام ــــ کی صورت حال کو ــــ آفاقی اور یکساں تسلیمیت ــــ میں بدل دیا ہے۔

(۳) لبرل ڈیما کریسی میں یہودیت جتنی محفوظ ہے، ان کے عزائم جتنے ممکن الحصول ہیں اور ان کے دشمن جتنے کمزور اور غیر موثر ہیں اتنے کسی اور نظام میں نا قابل تصور ہیں۔

(۴) لبرل ڈیما کریسی کی اندرونی کمی ــــ جو عدم عمل یا نقص عمل کی وجہ سے ہوتی رہی ہے ــــ کی تلافی تو کی جا سکتی ہے لیکن یہودیت کے لئے اس سے بہتر نظام کا تصور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ 'تاریخ کا خاتمہ' ہے۔

واضح ہو کہ تاریخ میں یہودیت کے دو بنیادی مسئلے رہے ہیں:

(۱) اللہ سے تسلیمیت: یعنی قوم یہود اور یہودیت کی تسلیمیت سے معزولی (Derecognition) ــــ چنانچہ قوم یہود اور یہودیت پہلے برضا ــــ پھر بزور ــــ اور اب ــــ اللہ کے وجود کو ختم کر کے ــــ اللہ سے تسلیمیت کے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

(۲) انسانوں سے تسلیمیت: قوم یہود تاریخ کے تجربات سے یہ سمجھتی رہی ہے کہ دنیا کی کسی قوم نے اور کسی زمانے نے انہیں تسلیم نہیں کیا اور جس کے سبب ان پر مظالم ہوئے۔ اس لئے انسانوں سے تسلیمیت ان کے دو مقاصد حقیقی میں

سے ایک قرار پایا۔

فوکویاما نے دریافت کیا کہ لبرل ڈیما کریسی کے ذریعے پوری دنیا نے یہودیت اور قوم یہود کو تسلیم کرلیا ہے۔

(۷) پانچویں دریافت:

(1) "The decline of community life suggests that in the future, we risk becoming secure and self-absorbed last man, devoid of thymotic striving for higher goals in our pursuit of private comforts."

(2) "But the opposite danger exists as well, namely, that we will return to being first man engaged in bloody and pointless prestige battles, only this time with modern weapons."

(3) "Indeed the two problems are related to one another, for the absence of regular and constructive outlets for megalothymia may simply lead to its later resurgence in an extreme and pathological form."

فوکویاما کی پانچویں دریافت کا مفہوم ہے:

(۱) لبرل ڈیما کریسی کے ذریعے یہودیوں کو حاصل یہ صورتحال 'پائیدار' کہی جائے ایسا نہیں ہے۔

(۲) یہودیوں کے دشمن اور بالخصوص ان کے مطابق سب سے بڑے اور موثر دشمن اسلام اور امت مسلمہ محمدیہ اس صورت حال کو الٹ کر یہودیت پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔

(۳) امت مسلمہ کا یہ حملہ وقت کے گزرنے کے ساتھ شدید بھیانک ہوتا جائے گا اس لئے کہ ایسا حملہ خطرناک اور جدید اسلحوں سے ہوگا۔

(۴) اس صورت حال کو قابو میں رکھنے کے لئے مسلمانوں کے جذبات کی باضابطہ نکاسی (Catharisis) کے لئے فوری نظم کیا جائے۔

(۸) 1989 میں فرانسس فوکویاما کی تجویز 'مسلمانوں کے جذبات کی باضابطہ نکاسی' پر غور کریں تو منطقی طور پر سیموئیل ہن ننگ ٹن کا موضوع 'Term of Reference' اور اس تناظر میں 1993 میں ،دفارن افیرس میں شائع شدہ مضمون 'تہذیبوں کا تصادم' ("The Clash of Civilizations", The Foreign Affairs, February 1993) کی معنویت سمجھ میں آجاتی ہے۔اس کی منطقی ترتیب اور اصلی معنویت درج ذیل ہیں:

(۱) ''تہذیبوں کا تصادم'' حوادث کی ایک صورت ہے جس کی طرف فوکویاما نے اشارہ کیا ہے ــــــــ فوکویاما کے تجزیہ کے اس حصے کو دقت نظر سے دیکھا جائے تو کئی باتیں سامنے آتی ہیں:

(۲) یہودیت کی حفاظت اور اس کے عزائم کی تکمیل کے لئے لبرل ڈیما کریسی سے بہتر صورت اس وقت حیطۂ تصور و عمل سے باہر ہے۔

(۳) یہودیت کی پرداختہ لبرل ڈیما کریسی اپنے ارتقاء کی آخری بلندیوں تک چلی گئی ہے۔اب اس سے زیادہ اس میں گہرائی و گیرائی ممکن نہیں۔

(۴) لبرل ڈیما کریسی سے بہتر کسی نظام کی عدم موجودگی اور موجودہ لبرل ڈیما کریسی کی ارتقائی انتہاء نے یہودیت کو فی الواقع ایک لق و دق صحرا میں لا کھڑا کر دیا ہے جہاں اس تناظر میں وہ کسی متبادل صورت کے تعلق سے عملاً غیر مسلح (Armless) ہو چکے ہیں۔ اب ان کے پاس لبرل ڈیما کریسی کو ہی بچانے کے سوا اور کوئی صورت نہیں رہ گئی ہے۔

Marfat.com

(۵) اگر اسی وقت ـــــــ یعنی مستقبل قریب میں ـــــــ مسلمان یہودیت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو فوکویاما کے مطابق لبرل ڈیماکریسی ڈھہ کر رہ جائے گی۔

(۶) حالات کی ارتقائی صورت مستقبل غیر بعید میں لازماً اسلام کو یہودیت سے اور اسلامی نظام کو لبرل ڈیماکریسی سے راست متصادم کردے گی۔

(۷) یہودیت کے لئے کم دشوار اور یافت کے اعتبار سے زیادہ مفید مطلب یہ بات ہوگی کہ یہودیت خود بلاتاخیر اور بطور احتیاطی تدبیر (Preventive Measure) اقدامی کارروائی (Pre-emptive Strike) کرے اور امت مسلمہ کو توڑ کر اور کچل کر رکھ دے۔

(۸) اس عاجلانہ احتیاطی تدبیر (Preventive Measure) کے تحت کی جانے والی اقدامی کارروائی میں درج ذیل امور شامل ہوں:

(۱) مسلمانوں کے اندر از خود پیدا شدہ Megalothymia کو Extreme & Pathological form اختیار کرنے کی مہلت نہ دے کر اقدامی طور پر مسلمانوں کو بیرونی اور غیر حقیقی Megalothymia فراہم کردیا جائے۔

(۲) یہ Megalothymia ریگولر (Regular) ہو سیکولر (Secular) قطعاً نہ ہو۔

(۳) یہ Megolothymia مغربی اصطلاح میں تعمیری (Constructive) ہو تخریبی (Destructive) نہ ہو ـــــــ

یعنی اس Megalothymia کے نتیجے میں امت مسلمہ بطیب خاطر فکری اور علمی بحث ومباحثہ وتبادلۂ خیال کرنے لگے۔ تعلیمی ترقی

Marfat.com

کے لئے کوشاں ہو جائے۔ اسلام کو مغربی تہذیب سے زیادہ سود مند اور کار آمد ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ علمی اداروں، تحقیقی اداروں، صنعتی اداروں اور فنی اداروں کے قیام کی طرف متوجہ ہو جائے اور علمی، تحقیقی، صنعتی، فنی اور مالی صلاحیتوں کی ترقی کے کاموں میں مشغول ہو جائے وغیرہ۔ یہ سارے امور یہودیت کی اصطلاح میں تعمیری (Constructive) ہیں۔ ان سے بلاواسطہ اور بالواسطہ یہودیت کو استحکام نصیب ہوتا ہے اور اس کے خطرے کم ہوتے ہیں یا اگر خطرے پیدا ہوں بھی تو یہودیت اس کے کنٹرول کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔ یہودیت کے نزدیک تخریبی سے مراد جہاد ہے۔ جہاد وہ عمل ہے جس سے یہودیت بدحواس ہو جاتی ہے۔ قوم یہود کے حواس مختل ہو جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تعمیری امور کو کنٹرول کرنے کے لئے ان کے پاس میکانزم ہے۔ جہاد کو کنٹرول کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی میکانزم نہیں سوائے اس کے کہ وہ دشمن کو (Over Kill) کریں۔ لیکن وہ جانتے ہیں کہ بے تحاشا جان لینا (Over Killing) ان کے مسائل میں اضافہ کرتا ہے کمی نہیں۔

(۹) چنانچہ یہودیت نے مسلم Megalothymia اور ان کے مطابق تخریبی (Destructive) منہج اختیار کرنے سے روکنے کے لئے سیموئیل ہن ٹنگ ٹن کے ذریعہ ریگولر (Regular) اور تعمیری (Constructive) عزائم اعلیٰ فراہم کرنے کی کوشش کی گئی۔ جس میں دیکھتے دیکھتے بہت سے اچھے مسلمان گرفتار ہو گئے۔

(۱۰) فرانسس فوکویاما کی جائزاتی تجویز نے تدبیری منصوبہ بندی کی سطح پر برنارڈ لیوس (Bernard Lewis) کو باور کرایا کہ وہ عالم اسلام میں لبرل ڈیماکریسی کو Pro-active طور پر رائج کرنے کی منصوبہ بندی کریں جس پر اس وقت عمل درآمد ہو رہا ہے۔

Marfat.com

(۱۱) یہ الگ بات ہے کہ تعلیمی منصوبہ بندی کی سطح پر ہنری کیسنگر (Henry Kissinger) نے فوکویاما اور سیموئیل ہن ٹنگ ٹن کی تجویزات کا ملغوبہ بنانا ضروری سمجھا اور Regular & Constructive outlet of Muslim Megalothymia کو ناکافی قرار دیتے ہوئے Simulated and controlled immediate surgical operations کو منصوبہ کا حصہ بنایا۔

عصر حاضر میں امت مسلمہ کا تاریخی المیہ اسی مقام پر اپنے عروج پر پہنچ جاتا ہے اس لئے کہ اس یہودی مشن کی تکمیل میں کئی باعزت مسلم حکمراں اور شخصیات براہ راست ملوث ہو چکے ہیں۔

(۱۷) جیسا کہ عرض کیا گیا کہ فوکویاما نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ یہودیوں کی قائم کردہ لبرل ڈیما کریسی اپنے نقطۂ عروج (End of History) پر پہنچ چکی ہے یعنی مستقبل غیر بعید میں یہودیت اور اسلام کا متصادم ہونا لازمی امر ہے۔ گویا فوکویاما نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ صورت حال بعینہٖ (Stay-put or As it is) نہیں رہ سکتی اور یہ کہ تبدیلی (Change) امر واقعہ ہے جو مستقبل میں ہوکر رہے گی۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مستقبل میں ہونے والی یہ تبدیلی قطع نظر اس کے کہ وہ مستقبل قریب میں ہوگی یا مستقبل غیر بعید میں فی الواقع کیسی تبدیلی ہوگی؟

(۱) کیا یہ تبدیلی صرف تبدیلی دست حکومت ہوگی؟ (Change of Government-Hand)

(۲) کیا یہ تبدیلی محض تبدیلی حکومت درون خانہ کی ہوگی؟ (Change of Governance within Family)

(۳) کیا یہ تبدیلی محض تبدیلیٔ حکومت درون خاندان ہوگی؟ (Change of Governance within Clan)

(۴) کیا یہ تبدیلی محض تبدیلی حکومت درون قبیلہ ہوگی؟ (Change of Governance within Tribe)

(۵) کیا یہ تبدیلی محض تبدیلی حکومت درون ذیلی قوم ہوگی؟ (Change of Governance within Community)

(۶) کیا یہ تبدیلی محض تبدیلی حکومت درون قوم ہوگی؟ (Change of Governance within Nation)

(۷) کیا یہ تبدیلی تبدیلیٔ طرز حکمرانی مابین اقوام ہوگی؟ (Change of Governance among Nations)

(۸) کیا یہ تبدیلی تبدیلیٔ منہج حکمرانی درون قوم ہوگی؟ (Change of System within Nation)

(۹) کیا یہ تبدیلی تبدیلیٔ نظام کی ہوگی؟ (Change of Order)

(۱۰) کیا یہ تبدیلی تبدیلیٔ نظام کلی کی ہوگی؟ (Change of Supra Order)

حقیقت یہ ہے کہ مستقبل غیر بعید میں ہونے والی تبدیلی دراصل نظامِ کلی کی تبدیلی ہوگی۔

(۱۸) جیسا کہ عرض کیا گیا کہ روئے ارض پر ابلیس، دجال اکبر اور یہود کی جانب سے جنگ لڑی جارہی ہے اور جن عزائم کے ساتھ یہ جنگ کی جارہی ہے ان کے دو عنوانات ہیں:

(۱) امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ کرنا۔

(۲) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے 'کون' پر قبضہ کرنا۔

اس لئے یہ معرکہ دراصل معرکۂ خیر و شر (بشری) کا آخری مرحلہ ہے۔ اور اس کی حقیقت معروف تہذیبی تبدیلی (Change of Civilization) بھی نہیں بلکہ اس سے وسیع اور حاوی ہے۔ یہ معرکۂ خیر و شر کا دسواں مرحلہ ہے جسے یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

(۱) مرحلۂ اول

(۲) مرحلۂ دوم

(۳) مرحلۂ سوم

(۴) مرحلۂ چہارم

(۵) مرحلۂ پنجم

(۶) مرحلۂ ششم: ابلیس کے تہذیبی حملے کا دور

(۷) مرحلۂ ہفتم: مرحلۂ فساد ملکوتی

Marfat.com

(۸) مرحلۂ ہشتم: مرحلۂ فسادِ ملک وفسادِ ارض

(۹) مرحلۂ نہم

(۱۰) مرحلۂ دہم: مرحلۂ فساد فی الارض ـــــ فساد کلی برائے نظام کلی۔

مرحلۂ دہم معرکۂ خیر وشر کا آخری مرحلہ ہے ـــــ مرحلۂ دہم کا آخری حصہ ظہور دجال اکبر اور قتل دجال اکبر کا ہے۔ (تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: دجّال: اول، دوم، سوم)

(۱۹) روئے ارض میں امت مسلمہ محمدیہ کے لئے یہ مرحلہ جاں سوز اور دل دوز ہوگا۔ یہ معرکۂ کبریٰ روئے ارض پر حضرت آدم سے قیامت تک کے درمیان واقع ہونے والی سب سے خوفناک اور ہیبت ناک مصیبتوں کو لے کر آئے گا۔ (آدم کی پیدائش سے قیامت تک دجّال سے بڑا کوئی امر نہیں ہے: رواہ مسلم)

(۲۰) اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس صورتحال میں امت مسلمہ محمدیہ کیا کرے؟

فی زمانہ جیسا کہ عرض کیا گیا کہ امت کو اندر سے دو طبقے بھنبھوڑ رہے ہیں۔ یہ دو طبقے اور ان کے رویے درج ذیل ہیں:

(۱) طبقہ اول:

اہلِ مذہب (علماء وقت ومشائخ وقت) جو اسلام دین اللہ پر چلنے کی بجائے مذہب اسلام پر چلتے ہیں۔ اور مذہب اسلام کو ہی دین اسلام قرار دیتے ہیں جس میں قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ کی کلی عمل داری نہیں بلکہ جزدی عمل داری ہوتی ہے۔ اس طبقہ کے یہاں فکری اور عملی ہر اعتبار سے انسان کی انفرادی اور اجتماعی حیات منقسم ہے جو درج ذیل ہے:

حیات (انفرادی واجتماعی) = **قرآن وسنت** + **مذہب + مسلک + مشرب + آزادی**

یہ طبقہ اس میں تبدیلی کے تعلق سے درج ذیل رویہ کا اظہار کرتا ہے:

(۱) قرآن وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات (انفرادی واجتماعی) کے ہر حصے پر حاوی نہیں کیا جا سکتا یا نہیں کیا جائے گا۔

Marfat.com

(۲) مذہب، مسلک، اور مشرب کو ترک نہیں کیا جا سکتا یا نہیں کیا جائے گا۔

(۳) صرف اتنی تبدیلی کی جا سکتی ہے کہ مذہب، مسلک، مشرب کے ساتھ جو آزادی کا ایک حصہ ہے اس میں لوگ مجاز ہیں کہ خواہ سائنس پر چلیں، خواہ توہم پر اس کے لئے وہ آزاد ہیں۔

(۲) طبقۂ دوم:

متغربین (مغرب سے مرعوب) لوگ: یہ طبقہ (یہاں اس طبقے سے بحث نہیں جو ملحدانہ رویہ کا حامل ہے) اسلام کو چند تعبدی امور ——— عقاید، رسوم، ثقافت، شناخت ——— تک محدود کرتا ہے جو خود اس کے پورے حیاتی رویہ کے کینوس پر ایک چھوٹے سے خانہ کے مانند ہے اور بقیہ 90 فیصد حصۂ حیات میں مغربی علم اور مغربی فکر کے تابع ہے۔ مغربی علم اور مغربی فکر کو ترقی قرار دیتا ہے۔ مغربی اداروں کو ترقی کی معراج یا کم از کم نمونہ اور قابل تقلید سانچہ سمجھتا ہے اور مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی حیات میں ترقی کے لئے اسی نصب العین کو جو مغرب نے اختیار کیا ہے مسلمانوں کے لئے بھی ناگزیر قرار دیتا ہے اور اس کے لئے ویسے ہی تعلیمی، تحقیقی، صنعتی، فنی معاشی، معاشرتی، تہذیبی، ثقافتی، اور تمدنی ادارے قائم کرنے کے لئے عملاً کوشاں رہتا ہے۔

(۲۱) فی زمانہ طبقۂ اول یعنی اکثر علماء وقت کی مثال ایسے اشخاص کی ہے جو اپاہج ہونے کے ساتھ ساتھ بصارت، بصیرت، قوت ارادی، قوت تمیز، عقل سلیم اور جودت سے بھی عاری ہوں۔ ظاہر سی بات ہے کہ قرآن وسنت رسول اللہ ﷺ کو صدیوں سے انفرادی واجتماعی حیات کے حاشیہ پر کردینے اور ان کی جگہ خود ساختہ مذہب، مسلک اور مشرب پر چلتے رہنے کے بعد بشری صلاحیتیں اسی طرح ختم ہو جاتی ہیں۔ خارج میں صورت حال کی سنگینی اور داخل میں ان کی معطلی انھیں عجیب مخمصہ میں گرفتار کر چکی ہے ان کی غالب اکثریت کو حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا انتظار بھی ہے اور رہے گا اور ابلیس و دجال اکبر ان سے اپنے مشن میں کام بھی لے لیں گے جیسا کہ انھوں نے علماء یہود سے کام لیا۔ ایک جانب ان علماء یہود کو مسیح اور 'اس نبی' کا انتظار بھی رہا اور وہ ان کے لئے دعائیں بھی کرتے رہے اور

دوسری جانب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضورﷺ تشریف بھی لائے، انہیں بلایا بھی، ان پر حجت بھی قائم کی لیکن یہ ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ حیرت تو اس بات پر ہے کہ یہ اپنے زعم علم اور زعم فہم میں ایسے مستغرق ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے رویہ کی نادرستگی پر شک تک نہیں گزرتا۔ چنانچہ اندیشۂ غالب یہی ہے کہ علماء و مشائخ امت محمدیہ کی غالب تعداد اسی طرح دجال اکبر کی خدمت کر کے تباہ ہو جائے گی اور انھیں حضرت مہدی اور حضرت مسیح کا انتظار بھی رہے گا۔ اللھم احفظنا

(۲۲) طبقۂ دوم یعنی متغربین کی مثال ان اشخاص کی ہے جو نہ پوری طرح اپاہج ہیں نہ ان میں قوت ارادی کی بے حد کمی ہے اور نہ ہی ان میں جودت کی کمی ہے لیکن بصارت رکھتے ہوئے بھی وہ بصیرت اور قوت تمیز سے عاری ہیں۔ اور آنکھوں کے سامنے کسی کو پہاڑ سے چھلانگ لگا کر وادی میں گرتے اور مرتے دیکھ رہے ہوں اور اس کے باوجود خود چھلانگ لگانے پر ہمہ دم مصر ہوں اور دوسروں کو بھی ایسا ہی کرنے کی تلقین کر رہے ہوں۔

وہ مغربی تہذیب جو فکری اور علمی ترقی کی معراج پر پہنچ چکی ہے جس کے ادارے ترقی کا نمونہ کہلاتے ہیں وہ آخر 'تاریخ کا خاتمہ' 'End of History' اور ''تہذیبوں کا تصادم'' 'Clash of Civilizations' سے بحث کیوں کر رہی ہے؟ وہ خائف کیوں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ تہذیب مغرب نے گزشتہ چار سو سالوں میں ترقی نہیں کی ہے بلکہ ان کے مطابق ترقی کی ایک منزل پانے کے بعد اب کہولت اور زوال کے قریب پہنچ گئی ہے۔ تہذیب کی اساس میں صلاح نہ ہونے کے سبب چار سو سالوں میں ہی اپنے کرتوتوں کے سبب وہ 'کہولت' اور 'زوال' کی دہلیز پر پہنچ گئی ہے اور اب خود ان کے اہل علم کو اپنی تہذیبی موت قریب نظر آرہی ہے۔ کیا عقل و دانائی کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم بھی جلد از جلد ویسی ہی فکری و علمی راہ اختیار کریں اور ویسے ہی ادارے اپنے یہاں قائم کریں۔ کیا ہم بھی جلد از جلد 'کہولت' اور 'زوال' کی اسی منزل تک پہنچنا چاہتے ہیں؟

ستیارتھ پرکاش میں پنڈت دیانند سرسوتی نے ایک لطیفہ نقل کیا ہے ـــــ جو قابل توجہ ہے:

کسی بستی میں چند سادھو پہنچے۔ وہ سبھی نکٹے تھے۔ وہ چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ انھیں بھگوان آنکھوں سے نظر آتا ہے۔ لوگ ان باتوں سے ان کے معتقد ہونے اور انہیں نذرانے دینے لگے۔ بستی

Marfat.com

کے چند کم سواد لوگوں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم بھی ایسے ہو جائیں کہ ہمیں بھی بھگوان آنکھوں سے نظر آنے لگے۔ چنانچہ انہوں نے سادھوؤں سے گزارش کی وہ انھیں بھی اپنی خدمت میں رکھ لیں تاکہ وہ بھی بزرگ بن کر ویسے ہی ہو جائیں۔ چند دنوں کے بعد ان لوگوں نے سادھوؤں سے شکایت کی کہ انھیں بھگوان نظر نہیں آتا تو سادھوؤں نے ان سے کہا کہ ہماری طرح بزرگ ہونے اور بھگوان کو آنکھوں سے دیکھنے کیلئے ضروری ہے کہ ناک کٹوالئے جائیں۔

چنانچہ ان لوگوں نے ناک کٹوالئے۔ ناک کٹنے کے بعد بھی جب انہیں بھگوان نظر نہیں آیا تو انہوں نے پھر اس کی شکایت کی۔ سادھوؤں نے کہا کہ دیکھو بھگوان تو ہمیں بھی نظر نہیں آتا لیکن اب اگر عزت بچانی ہے تو زور سے یہی بولو کہ ہمیں آنکھوں سے بھگوان نظر آتا ہے ورنہ لوگ نکٹا کہیں گے۔

اہل مغرب اگر دوسروں سے اور بالخصوص امت مسلمہ محمدیہ سے ویسی ہی فکری و علمی ترقی حاصل کرنے، ویسے ہی ادارے قائم کرنے اور وہی نصب العین اختیار کرنے کی بات کرتے ہیں تو ان کی بات اور ان کی نفسیات سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن ایسا کرنے کو کہنے والے اہل اسلام میں متغربین کی نفسیات سمجھ میں نہیں آتی۔ 'تاریخ کا خاتمہ' (End of History) اور 'تہذیبوں کا تصادم' (Clash of Civilizations) کی بحثوں کے بعد بھی ـــــ جو ظاہر ہے کہ ہم ان سے متعلق نہیں کر رہے بلکہ خود وہ اپنے متعلق کر رہے ہیں ـــــ یہ بات دانائی اور سلامت طبع سے فروتر ہے کہ اسی تباہی کی طرف خود کو مہمیز کیا جائے۔ اس عنوان پر تو بات ہو سکتی ہے اور ہونی چاہئے کہ جن اسباب سے مغربی تہذیب اس 'کہولت' اور 'زوال' کے قریب پہنچ گئی ہے ان سے امت مسلمہ محمدیہ کس طرح محفوظ رہے۔

(۲۳) مغرب کا یہودی ورلڈ آرڈر جو گزشتہ چار سو سالوں سے قائم تھا اب اپنے منطقی انجام تک پہنچ گیا ہے۔

(اس صورت حال کے حقیقی تجزیہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں: Carroll Quingley:
The Evolution of Civilization; An Introduction to Historical Analysis: Indianapolis: Liberty Press, 1979/Macmillan 1961

تبدیلی لازمی ہے۔ لیکن یہودیوں کی یہ تہذیب از خود راہ نہیں دے گی بلکہ اپنی قوت کا بھرپور

Marfat.com

استعمال کر کے اپنے کو بچانے کی کوشش کرے گی۔اور یہی وہ مقام ہے جو قابل توجہ ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ ایسی ہیبت ناک صورت حال تاریخ انسانی میں پہلی اور شاید آخری بار واقع ہونے جا رہی ہے۔ گزشتہ صرف ایک صدی میں یہودیوں نے اتنی مہیب قوت جمع اور حاصل کر لی ہے کہ اس کا اندازہ اہل اسلام کے صرف چند ہی باخبر لوگوں کو ہے۔

(۲۴) 'القدس' کی لڑائی محض فلسطین نامی ایک 'خطۂ ارض کی لڑائی نہیں ہے۔یہ معرکہ دجال ہے۔'القدس' تو اس کا نقطۂ انفجار ہے۔ ہزاروں سال سے ابلیس اس کی تیاری کر رہا تھا۔اس نے اسی جنگ کے لئے مخلوقات وموجودات کے ہزاروں طبقوں کو مسخر کیا ہے۔آئندہ ہونے والی اس مہیب لڑائی میں وہ ان سب سے کام لے گا۔

(۲۵) عنقریب دنیا دو طبقوں میں عملی طور پر منقسم ہو جائے گی جن کے دو متصادم مقاصد ہوں گے۔

طبقۂ اول: یہ فریق اول ہے اس میں درج ذیل طبقات ہوں گے۔

(۱) ابلیس

(۲) دجال اکبر

(۳) شیاطین نوری، ناری، ارضی

(۴) اہل غوی:

(۱) اہل خالص سائنسیت (۲) اہل نیم سائنسیت

(۳) ملحدانہ مادہ پرست (۴) غیر ملحدانہ مادہ پرست

(۵) مذہب اسلام پر عامل مسلمان —— (۶) یہود
بالخصوص حکمراں، علماء، مشائخ، عصری علوم
کے دانش وران، اعیان معاشرہ

(۷) نصاریٰ (۸) اہل مذہب (مظاہر پرست)

(۹) اہل مذہب (اصنام پرست) (۱۰) اہل مذہب (آثار پرست)

Marfat.com

(۱۱) اہل توہم واوہام پرست

طبقۂ دوم: یہ فریق ثانی ہے۔اس میں درج ذیل طبقے ہوں گے۔

(۱) اللہ رب العالمین

(۲) ملائکہ

(۳) آنحضور ﷺ

(۴) عام مسلمان ــــــــ جن کے قائد ــــــــ حضرت مہدی علیہ السلام ــــــــ ہوں گے

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(۲۶) اسی مقام پر ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کے چار اہم مشن کا ذکر کرنا برمحل اور ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یہ چاروں مشن ''امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ کرنے'' اور ''اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے 'کون' پر قبضہ کر لینے'' سے براہ راست متعلق ہیں۔ مذکورہ چاروں مشن درج ذیل ہیں:

(۱) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا ہے کہ ان کا مشن اس وقت تک پورا نہیں ہوگا اور ہر وقت ان کے سروں پر مصیبت اور ناکامی کی تلوار لٹکتی رہے گی جب تک تین خطرے برقرار ہیں۔ابلیس کے مطابق یہ تین خطرے درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظاہر ہو جانے کا خطرہ۔

(۲) حضرت مہدی علیہ السلام کے ظاہر ہو جانے کا خطرہ اور

(۳) نبی آخرالزماں ــــــــ اور حاشر، عاقب، ججیح اور مراد ــــــــ حضرت محمد ﷺ کے واپس آجانے کا خطرہ۔

(۲) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا ہے کہ اللہ کی سنتوں کا احاطہ آسان نہیں۔اس نے انہیں اپنے تجربوں اور ہزیمتوں سے آگاہ کیا کہ کس طرح اللہ تعالی نے اہل ایمان کو ایسی نصرتوں سے نوازا کہ اس کی تدبیریں دھری کی دھری رہ گئیں اور اس کی بظاہر جیتی ہوئی بازی

ہار میں تبدیل ہوگئی۔اس نے بتایا کہ جب جب اس نے انسانوں پر قابو پالیا اور قریب تھا کہ اسے مکمل فتح نصیب ہوجائے:

(۱) کبھی ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ذوالکفل بھیج کر اس کو ہزیمت سے دوچار کردیا۔

(۲) کبھی ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین بھیج کر اس کو ہزیمت سے دوچار کردیا۔

(۳) کبھی ایسا ہوا کہ جب وہ کامیابی کے بہت قریب پہنچ گیا اور اس نے اللہ کے انبیاء تک کو قتل کرنے میں کامیابی حاصل کرلی تو اللہ تعالیٰ نے حیات کے تعلق سے نئی سنت کا اجراء کردیا اور افزودہ حیات ـــــــ بشکل 'یحییٰ'، بھیج کر اس کی جیت کو ہار میں بدل دیا۔

(۴) اور جب اس نے ایک محاذ پر ہزیمت اٹھانے کے بعد ہمت نہیں ہاری اور اس آنے والے ـــــــ 'افزودہ حیات پیکر ـــــــ یحییٰ' کو بھی قتل کردیا۔

(۵) تو اللہ تعالیٰ نے ـــــــ مزید افزودہ حیات ـــــــ 'روح القدس' کو بھیج دیا۔

(۶) ابلیس نے یہودیوں کو یاد دلایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک طرف نہ صرف 'روح القدس' کو مار ڈالنے کی ساری تدبیر ناکام کردی اور انہیں بچا کر وقت خاص کے لئے محفوظ کردیا اور دوسری طرف اپنے منصوبے کو مکمل کرتے ہوئے روئے ارض پر نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کردیا۔

(۷) ابلیس نے یہودیوں کو یاد دلایا کہ نبی آخرالزماں ایسی عظیم الشان قوت کے حامل تھے کہ اس نے اسی میں عافیت سمجھی کہ ان کی حیات میں وہ دجال اکبر کو ظاہر نہ کرے۔ورنہ اسے پورا یقین تھا کہ وہ نبی آخرالزماں کے ہاتھوں قتل کردیا جائے گا۔اس لئے اس نے بہتر سمجھا اور اسی میں اپنے منصوبہ کی کامیابی

Marfat.com

پائی کہ وہ نبی آخرالزماں کی موت تک انتظار کرے اور اس کے بعد دجال اکبر کو ظاہر کرے۔

(۸) ابلیس نے یہودیوں کو یہ بھی باور کرایا ہے کہ صورت حال بہت پیچیدہ ہے اور اس کے تین اسباب ہیں:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ——— یعنی مسیح روح ——— مارے نہیں جاسکے اور وہ زندہ ہیں لہذا وہ کسی وقت بھی ظاہر کے جاسکتے ہیں۔

(۲) جب 'مسیح روح' زندہ ہیں تو لازماً 'مسیح ملک' (حضرت مهدی علیہ السلام) ظاہر ہونے والے ہوں گے۔ جس طرح حضرت طالوت کے ساتھ حضرت داؤد علیہما السلام تشریف لائے۔ داؤد آئیں تو لازماً طالوت کو بھی آنا ہے۔ لہذا کسی وقت بھی 'مسیح ملک' ظاہر کئے جاسکتے ہیں۔

(۴) ابلیس نے یہودیوں کو تاکید کی کہ سب سے اہم بات اللہ تعالیٰ کی سنتوں کے رموز کا سمجھنا ہے جس باب میں اسے ہمیشہ سخت نقصان ہوا ہے۔ اس تعلق سے سب سے نازک مسئلہ خود نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کا معاملہ ہے ——— اور یہ معاملہ ہے ——— اللہ تعالیٰ کی اس سنت کا ——— جس کے تحت اس نے نبی آخرالزماں کی حیات کا اجراء فرمایا ہے۔ ابلیس نے انہیں باور کرایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنتوں کو اس کی ظاہری سادگی کے سبب سادہ مان لینا بہت بڑی غلطی ہوگی۔ اس لئے انھیں اس باریک نکتے پر خوب غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی آخرالزماں کو عاقب، حاشر، مجیج، اور شاہد ہی نہیں بنایا ہے بلکہ ''مراد'' بھی بنایا ہے۔ لہذا نہ ان کی حیات ویسی حیات ہو سکتی ہے جیسی عام انسانوں بلکہ نبیوں حتی کہ حضرت یحییٰ، اور حضرت عیسیٰ ——— روح القدس کی ہے نہ ان کی موت ویسی موت ہو سکتی ہے جیسی عام انسانوں حتی کہ نبیوں کی ہوتی ہے۔

(۱) روایت اوس بن اوس: نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد اور روایت ابوامامہ:۔

(۳) حافظ ابوبکر البیہقی ـــــــ

(۴) شفاء السقام فی سیرۃ خیر الانام: تقی الدین سبکی)

ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ یہ لازمی نہیں کہ نبی آخر الزماں لوٹ آئیں لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ آ جائیں اور اس صورت میں ہم اللہ تعالیٰ کی سنتوں کے سمجھنے میں چوک جائیں (القصص۔۸۵) ـــــ اور ہم ـــــ اس طرح سب تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم پوری طاقت اور اولیت کے ساتھ ان تینوں مصیبتوں کے امکانات کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کی کوشش کریں اور اس طرح اپنی اولین ترجیحات میں ہم

(۱) کائنات کی پہنائیوں میں 'عیسیٰ۔ روح القدس' کو ڈھونڈ کر انھیں قتل کر دیں۔

(۲) روئے ارض پر مھدی ـــــ مسیح ملک ـــــ کو ڈھونڈ کر انھیں قتل کر دیں۔

(۳) اور نبی آخر الزماں کے جسد کو حاصل کر کے اسے ناقابل احیاء بنا دیں۔

(۹) چنانچہ عصر حاضر میں ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کی مشترکہ کوشش کا ہدف ہے ـــــ ان تینوں مقاصد ـــــ کو جلد از جلد پورا کر لینا۔ چنانچہ اس تعلق سے انہوں نے مندرجہ ذیل کام کر لئے ہیں یا ان میں پوری تندہی سے لگے ہوئے ہیں۔

(۱) خلائی مشن کے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ڈھونڈ کر انہیں گرفتار کر لینا یا قتل کر دینا ہے اس باب میں اب تک انہیں غالب یقین تھا کہ ان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو مریخ (Mars) میں محفوظ کر رکھا ہے۔ پچھلے چار سو سالوں سے وہ اسی مقصد کے تحت

Marfat.com

پوری روئے زمین کے ہر بر فیلی جگہ کو کھود چکے ہیں۔ اور اب نظام شمسی کے سیاروں اور ذیلی سیاروں میں یہی تلاش جاری ہے۔ اس کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔

(1) B.Rux: Architects of the Underworld (Berkeley, California,Frog Ltd, 1996.

(2) Anders Hansson: Mars & the Development of Life, New York, 1997.

(3) Arthur C. Clarke: The Snows of Olympus, London, 1994)

(4) Carl Sagan: Cosmos, London, 1981.

(5) Graham Hancock: The Mars Mystery, Seal Books, Toronto, 1999.

(۲) 'Genome' کی تحقیق یعنی "Genetics" اور بائیو میٹرکس (Biometrics) کے تعلق سے ہونے والے سارے کاموں کا بنیادی مقصد حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مہدی علیہ السلام اور آنحضور ﷺ کے تعلق سے مذکورہ مقاصد کو پورا کرنا ہے۔ اس تعلق سے چند امور کی طرف محض یہاں اشارہ کیا جا سکتا ہے:

(۱) RNA/DNA اور بائیو میٹرکس (Biometrics) کے ذریعہ متعین طور پر ان تینوں ارواح قدس کی روئے ارض پر ممکنہ موجودگی کی صحیح صحیح پہچان کرنا اور ان کے محل و مقام کو متعین کرنا۔

(۲) پورے روئے ارض کو اس طرح اپنے مقاصد کے لئے محفوظ کرنا کہ اس تشخص کا کوئی بھی فرد اگر روئے ارض پر کہیں بھی ظاہر ہو تو اسے کائناتی حفاظتی

Marfat.com

انتظام کے تحت پورے روئے ارض کی فضاؤں میں موجود متعین اور رواں Biometric Predators کے ذریعہ فی الفور ختم کر دیا جائے۔

(۳) ان تمام خاندانی سلسلوں کو مستقل Watch کرنا جن میں ان حضرات کے ظہور پائے جانے یا چھپے ہونے کا امکان ہو مثلاً بنی داؤد یا سادات مزید ازیں اس پوری نسل کے DNA/RNA کو Genetically Modified کر کے فاسد کر دینا مثلاً انجکشن، خون، ٹیکہ یا دواحتیٰ کی غذا کے ذریعہ مثلاً خنزیر کے خلیوں کو تمام بنی داؤد یا تمام سادات کے بچوں کا جزبنا دینا۔

(۴) حالیہ دنوں میں جس طرح

(1) BT Corn (2) BT Cotton

(3) Roundup Ready Soyabeans (4) Golden Rice

(5) Flavr Savr Tomato (6) Rainbow Papaya

بنائے گئے ہیں اسی طرح انسانوں پر نہ صرف کام ہو چکے ہیں بلکہ یہ مشن خفیہ طور پر بہت آگے بڑھایا جا چکا ہے۔

(۵) وہ ساری مہمات جو کلی اور اجتماعی سطح کی ہیں ـــــــ یعنی بلاتفریق مہم (Sweeping Drive) قسم کی ہیں ـــــــ مثلاً سارے بچوں کو ٹیکہ لگانا، سارے بچوں کو ڈراپ پلانا وغیرہ وہ بنیادی طور پر اسی نوعیت کی معلوم ہوتی ہیں۔ ان کے خواص اور فوائد سے متعلق مشہور کی گئی باتیں کوئی ضروری نہیں درست بھی ہوں۔

بادی النظر میں یہ تمام باتیں باہم متضاد لگتی ہیں۔ لیکن جب ابلیس کی تاریخی ناکامیوں کو سامنے رکھا جائے تو ہر امکانی جہت سے کی جانے والی اس کی کوشش دراصل اس کے اندر چھپے خوف کی واضح عکاسی کرتی ہے۔ اس کا خوف

Marfat.com

اپنی جگہ واقعی اور درست معلوم ہوتا ہے کہ جانے کس راہ سے اور کب کوئی خرق عادت حادثہ رونما ہو جائے اور اس کی جیتی ہوئی بازی ہار میں بدل جائے۔ لہذا اس کی بنیادی کوشش خطرے کے ہر امکانی صورت کے سد باب کرنے کی ہوتی ہے۔

رہی بات عصری علوم کے مسلم ماہرین کی ان امور کے تعلق سے موجودہ معلومات کی ــــــــ تو ان کا مبلغ علم اور مغرب میں ان امور کی حقیقی معلومات کی تہہ داری سب کو معلوم ہے۔ معاصر مسلم ماہرین عصری علوم یہودیوں اور مغرب کی دنیا کے بارے میں وہی کچھ جانتے ہیں جو اہل مغرب ان کو سکھاتے اور پڑھاتے ہیں۔ اس تعلق سے درج ذیل مصادر سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہے:

(1) Kevin Davies: Cracking the Genome: Inside the Race to unlock Human DNA, Free Press, 2001

(2) Rosalind Franklin: The Dark Lady of DNA. Brenda Maddox, Harper Collins, 2002.

(3) Philip Kitcher: Science, Truth and Democrcy: Oxford University Press, 2001.

(4) Jennet Conant: Tuxedo Park: Simon & Schuster, 2002.

(5) Bill Lambrecht: Dinner at the New Gene Cafe: St. Martin's Press, 2001.

(۱۰) اسی ذیل میں دو اور مقاصد کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے ان مقاصد

Marfat.com

سے ابلیس اور یہودیت کی ناکام سوچ کی بھرپور عکاسی بھی ہوتی ہے اور ان کی مساعی کا رخ بھی متعین ہوتا ہے۔

(۱) یہودی قوم کی تاریخ ایک مخصوص حادثے سے دوچار ہوتی رہی ہے جس کا ذکر قرآن نے صراحت سے کیا ہے۔ یہ حادثہ ہے اس قوم کے بہت سے 'اکابر روحانیین' اور 'عباقرہ' کا 'بندر' اور 'خنزیر' بنا دیا جانا ۔(المائدہ ۔۶۰، الاعراف ۔۱۶۶)۔ جو حضرات یہودی روحانیین کے سینہ بہ سینہ منتقل ہونے والی تاریخ سے کچھ بھی واقفیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہوں گے کہ پوری یہودیت اس تعلق سے کس کرب میں مبتلا رہی ہے۔ کس طرح بندر، کتا اور خنزیر بن جانے والے بڑے بڑے یہودی روحانیین اور عباقرہ زندہ یہودی روحانیین سے ـــــــ کبھی رویاء میں، کبھی مراقبے میں اور کبھی بالمشافہ زندہ ـــــــ بشکل کتا، بندر، اور خنزیر ـــــــ مل کر اپنے مصائب بیان کرتے رہے ہیں اور اپنی نجات کے تعلق سے مدد مانگتے رہے ہیں۔ جینیٹک سائنس اور جینٹک انجینئرنگ (Genetic Science & Genetic Engineering) ان کے اسی کرب کا نتیجہ ہیں۔ واضح ہو کہ عصر حاضر میں جینیٹک انجینیرنگ کا آغاز کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ ایک یہودی روحانی سائنس داں اسٹینلی ۔ایچ ۔کوہن (Stanley H. Cohen) ہے۔ جینٹک کوڈ (Genetic Code) اور جینوم (Genome) کی دریافت اسی سمت ایک قدم ہے - دی انٹرنیشنل ہیومن جینیوم سیکونسنگ کنسورٹیم (The International Human Genome Sequencing Consortium) کے تحت ہیومن جینوم پروجیکٹ (Human Genome Project-HGP) اور کریگ وینٹر (Craig Venter) کا قائم کردہ سیلرا جینیومکس (Celera Genomics) اسی

تحقیق کے لئے 2001 سے کام پر لگے ہوئے ہیں۔ اسی تعلق سے اہم پیش رفت ماؤس جینوم سیکوئنسنگ کنسورٹیم

(The Mouse Genome Sequencing Consortium)

کے عنوان سے

(1) The White Head Institute Cambridge,

Massachusette,

(2) Washington University, St. Louis,

(3) The Well Come Trust Sanger Institute,

(4) The European Bio-informatics Institute,

Hinxton, U.K.

نے دسمبر 2002 میں کی۔

اس تناظر میں ان کے مطابق 99.99 فیصد درستگی (Accuracy) کے ساتھ ہونے والی پیش رفت پر بڑے ایمائی انداز میں وائٹ ہیڈ انسٹیٹیوٹ، میسوچیوسٹ (The White head Institute, MIT) کے ڈائرکٹر نے کہا:

"For the first time we have an opportunity to see ourselves in an evolutionary mirror."

ترجمہ: ''پہلی بار ہم کو موقع ملا کہ ہم اپنے آپ کو ارتقائی آئینہ میں دیکھیں۔''

ان کا خیال ہے کہ اللہ تعالی نے Genome کی تبدیلی کر کے ان کے اکابر کو بندر، کتا اور خنزیر بنایا ہوگا۔ اگر ہم اس جنیٹک کوڈ اور جینوم کا سراغ پالیں تو ہم انہیں کسی مرحلے میں معکوس (Reverse) کر سکتے ہیں۔ اور اس طرح ہم اپنے بزرگوں یا ان کی نسلوں کو جو وہاں ہنوز بندر، کتا اور خنزیر کی طرح

Marfat.com

پیدا ہو کر جی رہے ہیں دوبارہ آدمی بنا سکیں۔

(۲) اسی ذیل میں ابلیس اور یہودیت کا ایک اور ذہن کارفرما ہے اور وہ ہے اہل ایمان کے تعلق سے ـــــــ چنانچہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اگر انہیں بھی ملائکہ کی طرح Genome اور جینیٹک کوڈ معلوم ہو جائے تو وہ بھی اپنے دشمنوں اور بالخصوص اہل ایمان اور اہل اللہ کو اسی طرح ''بندر''، ''کتا'' اور ''خنزیر'' میں بدل ڈالیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو بدل ڈالا ہے ـــــــ ''جین تھیراپی'' (Gene Therapy) کے تحت بنیادی طور پر اسی مشن کو پورا کیا جارہا ہے۔ بہت کم لوگوں کو اس کا علم ہے کہ ہیپاٹائٹس بی (Hepatitis B) نامی خود ساختہ اقدامی بیماری کے علاج کے لئے جو ٹیکہ دیا جاتا ہے اسے کیرون کاری کمپنی ویکس ایچ بی (Chiron's Recombivax HB) کہا جاتا ہے جو دراصل ایک جنیٹک انجینیر ڈ ویکسن (Genetically Engineered Vaccine) ہے۔ ہیپاٹائٹس بی (Hepatitis B- HBV) کی حقیقت صرف اس بات سے معلوم ہو جائے گی کہ WHO کے مطابق یہ بیماری اسرائیل کو چھوڑ کر ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ دنیا میں اب تک 50 کروڑ لوگوں کو اس کا ٹیکہ دیا گیا۔ اسرائیل میں نہ بیماری پائی جاتی ہے اور نہ ٹیکہ دیا گیا۔ اس کی مہمیں ساری دنیا میں چلائی جارہی ہیں۔ آنے والا وقت بتائے گا کہ یہ علاج ہے نہ علاج کا تجربہ۔ یہ تو اس مشن کے ہزاروں تجربوں میں سے ایک تجربہ ہے جس کے تحت اپنے دشمنوں کی نسل کو نسلاً بعد نسل بندر، کتا اور خنزیر بنانے کی بات سوچی جارہی ہے۔

(۲۷) معرکۂ دجال اکبر کے اس مرحلے میں عن قریب ایک تبدیلی ہونے والی ہے۔ یہ جنگ عن قریب اپنے (Parameters) بدلنے والی ہے جو بے حد مہیب ہوگی۔ یہودیوں کو جیسے ہی اس کا احساس ہوگا کہ ان کے دونوں مقاصد کے تعلق سے 'زمینی حقائق' میں بنیادی تبدیلی ہو جائے گی وہ بے قابو

Marfat.com

ہو کر جنگ کے Parameters میں تبدیلی کر دیں گے۔ اس صورت میں ان کے مقاصد و اہداف درج ذیل ہو جائیں گے اور اسی کے مطابق جنگ اور اسلحوں کے استعمال کی صورتحال بھی

(۱) امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا روئے ارض سے طبعی طور پر خاتمہ۔

(۲) اللہ رب العالمین کا خاتمہ اور 'کون' پر قبضہ کرنا۔

یہودیوں کی جانب سے جنگی پیرامیٹرس کی تبدیلی امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا طبعی طور پر خاتمہ کے تعلق سے کیا صورت اختیار کرے گی اس کا اندازہ ان کے اس ارادے اور اس کے تعلق سے تیاریوں سے بخوبی کیا جاسکتا ہے جو ابلیس اور دجال اکبر کی مدد سے یہودیوں نے جبریل، میکال اور اللہ رب العالمین کا خاتمہ کرنے اور 'کون' پر قبضہ کرنے کے تعلق سے کیا ہے۔ یہودی اکابر اور مدبرین کی بعض باتوں سے اس کا اشارہ ملتا ہے کہ انھیں امید ہے کہ وہ 2028-2058 کے دوران امت مسلمہ محمدیہ کو روئے ارض سے کلی طور پر ختم کر دیں گے۔

(۲۸) ابلیس اور دجال اکبر خود بھی جانتے ہیں اور انھوں نے یہودیوں کو اچھی طرح باور کرایا ہے کہ ان کے مقاصد اور عزائم کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ جبریل اور میکال ہیں اور یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ان دونوں کے پاس بے پناہ طاقت اور قوت ہے۔ یہ دونوں ملائکہ جب تک زندہ ہیں ان مقاصد تک پہنچنے کی کوئی راہ وا ہو جائے ممکن نہیں۔ اس لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ جبریل اور میکال کا 'قتل' سب سے پہلے کیا جائے۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے جتنی قوت قاہرہ کی ضرورت پڑے گی اس کا اندازہ اور

Marfat.com

اس پر قدرت ضروری ہے۔ یہودیوں کا اندازہ ہے کہ 2500 تک وہ اتنی قوت کا حصول کرلیں گے کہ جبریل اور میکال کو یا تو گرفتار کرلیں یا انھیں 'قتل' کردیں۔

(۲۹) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کرنے کے تعلق سے یہودی مدبرین کا اندازہ ہے کہ اگر حالات اسی طرح آگے چلتے رہے اور کوئی غیر معمولی تعویق (Retardation) نہیں ہوئی تو وہ:

(۱) "2700 عیسوی تک یا اگر بہت تاخیر ہوئی تو 3001 عیسوی تک اللہ رب العالمین کو "قتل" کردیں گے یا اس کا خاتمہ کردینے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

(۲) ان کا خیال ہے کہ اللہ رب العالمین کے قتل کے بعد وہ بغیر مزاحمت کے فی الفور 'کون' پر قبضہ کرلینے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

(۳) اللہ رب العالمین کے "قتل' کے بعد وہ موت کا خاتمہ کردیں گے۔

اپنی عاقبت کے تصور سے پریشان ہوکر ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کی اس کوشش کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے جس میں آنحضور ﷺ نے خبر دی ہے کہ دجال اکبر آسمان کی طرف رخ کر کے اللہ تعالی کو مارنے کے لئے تیر چلائے گا اور ملائکہ اس پر خون لگا کر اسے واپس کردیں گے اور دجال اکبر اہل ایمان کو دکھلائے گا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو بالآخر ہلاک کردیا۔

(۳۰) امت مسلمہ محمدیہ کی تاریخ میں حالات کی نزاکت کے اس موڑ پر اس عاجز کا نقطۂ نظر ہے۔

(۱) علم شئی بہ از جہل شئی ــــــ کسی شئے کا علم اس شئے سے لاعلمی سے بہتر ہے۔

Marfat.com

(۲) علم کے بعد بے چینی ـــــ لاعلمی کی صورت میں اطمینان ـــــ سے بہتر ہے۔

(۳) حرکیت کے باوجود ناکامی ـــــ تعطل کی حالت میں کامیابی ـــــ سے بہتر ہے۔

چنانچہ اس تعلق سے اس کی رائے درج ذیل ہے۔

(۳۱)

(۱) قرائن بتاتے ہیں کہ امت محمدیہ میں اہل مذہب کا رویہ صریح ہلاکت کا باعث ہوگا۔

(۲) قرائن بتاتے ہیں کہ امت مسلمہ محمدیہ میں موجود متغربین کا رویہ بھی اہل مذہب کے رویہ کی طرح صریح ہلاکت کا باعث ہوگا۔

(۳) امت مسلمہ محمدیہ مغربی افکار، علم اور اداروں پر قائم سوچ، فکر، تدبیر، عمل اور اسلحوں سے اس مہلکہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ایسا کرنا صریح ہلاکت کا باعث ہوگا۔

(۴) امت مسلمہ محمدیہ صرف 'انفاقی سطح' پر اس کا مقابلہ کر سکتی ہے۔

(۵) 'انفاقی سطح' وہی سطح ہے جس کا قیام حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اور اسی سطح پر قائم زندگی 'نبوت ورحمت' کی زندگی کہلائے گی۔

(۶) یہی وہ سطح ہے جو ناقابل زوال، اعلیٰ ترین ترقی یافتہ اور سب سے زیادہ خیر کی سطح ہے۔

(۷) 'انفاقی سطح' ہی نبوی سطح ہے۔

(۸) 'انفاقی سطح' ہی جنتی سطح ہے۔

انفاقی سطح

(۱) 'انفاقی سطح'، ہی 'انبیائی یا نبوی سطح' ہے۔ یہی سطح 'جنتی سطح' ہے۔ یہی وہ سطح ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے نسل آدم کو اس روئے ارض پر ایک مدت خاص تک رہنے کا حکم فرمایا تھا۔ اسی سطح پر رہائش کا حکم درج ذیل آیات میں دیا گیا ہے:

(۱) وقلنا اھبطو بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین (البقرہ ۳۶)

ترجمہ: ''اور ہم نے کہا تم سب اترو! تم سب ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ اور تمہارے لئے زمین میں مستقر اور متاع ہے ایک وقت تک۔''

(۲) و قلنا اھبطوا منھا جمیعاً فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلاخوف علیھم ولا ھم یحزنون (البقرہ۔۳۸)

ترجمہ: ''ہم نے کہا: تم سب یہاں سے اترو اکٹھے۔ پھر اگر تم کو پہنچے میری طرف سے ھدیٰ تو جس نے اتباع کیا میری ھدیٰ کا نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

(۲) انبیائی سطح کیا ہے؟ انبیاء نے کیا کیا اور کیا نہیں کیا؟

(۱) انبیاء نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہیں کیا۔

(۲) نبی بنائے جانے سے قبل بھی پوری حیات وہ انفاقی سطح اول و دوم پر قائم رہے۔

(۳) نبی بنائے جانے کے بعد ہر نبی نے لازماً ہجرت کی ہے۔

Marfat.com

(۴) نبی بنائے جانے کے بعد سبھوں نے 'کیفیاتی ہجرت' کی اور اکثر نے مکانی ہجرت بھی کی۔

(۳) 'کیفیاتی ہجرت' کیا ہے اور اس کا حکم کیا ہے؟

(۱) 'کیفیاتی ہجرت' کا حکم قرآن نے یوں دیا: والرجز فاھجر (المدثر۔۵)

ترجمہ: ''رجز' چھوڑ دے۔''

(۲) جب انبیاء 'کیفیاتی ہجرت' کرتے ہیں تو 'انفاقی سطح دوم' سے 'انفاقی سطح اول' پر آجاتے ہیں۔

(۳) غیر انبیا، صالحین جب 'کیفیاتی ہجرت' کرتے ہیں تو وہ اکثر 'غیر انفاقی سطح' سے انفاقی سطح پر آجاتے ہیں۔

(۴) یہ کہنا غلط ہے کہ انبیا 'پیشہ ور یا صناعت پیشہ' (Manufacturers) تھے۔

(۵) ''بکریاں چرانا انبیاء کی سنت ہے'' (حدیث) کا مفہوم کیا ہے؟

اس حدیث کا مفہوم سمجھنے کیلئے پہلے 'انفاقی سطح' کو سمجھنا ضروری ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

Marfat.com

انفاقی عمل، ہنر اور معیشت

(۶)

(۱) انفاقی عمل، ہنر اور معیشت درجہ اول:

(۱) انفاقی عمل (Infaqui Activity/Work)	مرحلۂ قدرتی غذا (Stage of Food-gathering)	زمین+محنت (Land+Labour)

یہاں زمین = مستقر + متاع ہے اور محنت انفاقی عمل۔

(۲) انفاقی ہنر (Infaqui Technology)	جارحہ متصل کے استعمال کا مرحلہ (Stage of Jariha Muttasil)	محنت + جارحہ متصل (Labour+T)

یہاں جارحہ متصل سے مراد ہاتھ اور دیگر جوارح جسم ہیں۔ اس مرحلے میں جارحہ منفصل مثلاً لاٹھی کا بھی استعمال ہوسکتا ہے۔

(۳) انفاقی معیشت (Infaqui Economy)	مرحلۂ عدم کنز (Stage of No Saving)	من وسلویٰ مرحلہ آمد=صرف (E=C)

یہاں عدم کنز سے مراد ہے کل کے لئے کچھ بھی جمع نہ کرنا۔

____ یہی جنتی سطح اور اس کی پہلی منزل ہے۔

____ یہی نبوی سطح اور اس کی دوسری منزل ہے۔

____ یہی انفاقی سطح اول ہے۔

(۲) انفاقی عمل، ہنر اور معیشت درجہ دوم:

(۱) انفاقی عمل (Infaqui Activity/Work)	مرحلۂ قدرتی غذا (Stage of Food-gathering)	زمین+محنت (Land+Labour)

Marfat.com

(۲) انفاقی ہنر (Infaqui Technology)	جارحہ متصل و منفصل کا مرحلہ (Stage of Jariha Mut+Mun)	محنت+جارحہ متصل و منفصل (Labour+T+T_1)
(۳) انفاقی معیشت (Infaqui Economy)	مرحلۂ عدم کنز (Stage of No Saving)	من و سلویٰ مرحلہ آمد=صرف (E=C)

یہاں E = آمد (Earning) اور C = نفق (Consumption) ہے۔

—— یہ جنتی سطح کی دوسری منزل ہے اور موجودہ سطح (ارض) کی پہلی سطح۔

—— یہ نبوی سطح کی دوسری منزل ہے۔

—— یہ انفاقی سطح دوم ہے۔

Marfat.com

اکتشافی عمل، ہنر اور معیشت

(۷)

(۱) اکتشافی عمل، ہنر اور معیشت درجہ اول:

(۱) اکتشافی عمل (Iktishafi Activity/Work)	مرحلۂ زراعت برائے غذا (Stage of Cultivation)	زمین + زمین دوم + محنت ($L+L_1$ Lab)

یہاں زمین دوم سے مراد مزروعہ (Reclamed Land) ہے۔ یہاں L = محنت اور L_1 = مزدور ہیں۔

(۲) اکتشافی ہنر (Iktishafi Technology)	آلہ کے استعمال کا مرحلہ (Stage of Investment)	محنت + جارحہ متصل + منفصل + آلہ ($LT.T_1T_2$...)
(۳) انفاقی معیشت (Infaqui Economy)	ذخیرہ اندوزی کا مرحلہ (Stage of Storage)	آمد = صرف + ذخیرہ (E=C+S)

یہاں S = ذخیرہ اندوزی (Storage) ہے۔

—— یہ ابتدائی فساد کی سطح ہے۔

—— نبوی سنت سے انحراف کی یہ پہلی سطح ہے۔

(۲) اکتشافی عمل، ہنر اور معیشت درجہ دوم:

(۱) اکتشافی عمل (Iktishafi Activity/Work)	مرحلۂ صناعت برائے غذا (Stage of Manufacturing)	ز + ز۱ + ز۲ + محنت ($L+L_1+L_2$+Lab)

Marfat.com

(۲) اکتشافی ہنر (Iktishafi Technology)	مرحلۂ کل یا مشین (Stage of Machine)	محنت+ ج ۱+۲+۳+م ($L+T+T_1+T_2+M$)
(۳) اکتشافی معیشت (Iktishafi Economy)	تمویل کا مرحلہ (Stage of Enterprise & Investment)	$S+S_1+S_2+S_3$

یہاں S = ذخیرہ ———— S_1 = احتیاطی پس اندازی S_2 = توقعاتی پس اندازی Speculatative Saving اور S3 = تمویلی پس اندازی Investment Saving ہے۔

—— یہ فساد کا دوسرا مرحلہ اور دوسری سطح ہے۔

—— یہ نبوی سنت سے انحراف کی دوسری سطح ہے۔

(۳) اکتشافی عمل، ہنر اور معیشت درجہ سوم:

(۱) اکتشافی عمل (Iktishafi Activity/Work)	ہائی ٹیک صناعت کا مرحلہ۔ مکلفہ کا مرحلہ (Stage of High-tech Industries, Stage of Automation & Programming)	ز+ز ۱+ز ۲+محنت ($L+L_1+L_2+Lab$)

Marfat.com

(۲) اکتشافی ہنر (Iktishafi Technology)	ہائی ٹیک صناعت کا مرحلہ۔ مکلفہ کا مرحلہ (Stage of High-tech Industries, Stage of Automation & Programming)	
(۳) اکتشافی معیشت (Iktishafi Economy)	غیر مرئی زر، غیر مرئی تمویل اور کلی استحصال کا مرحلہ (Stage of Invisible M.+Invisible Invest + Total Exploitation)	

——— یہ فساد کا تیسرا مرحلہ اور تیسری سطح ہے اور یہی فساد فی الارض کی سطح ہے۔

——— یہ نبوی سنت سے انحراف کی تیسری سطح ہے۔ یہی وہ سطح ہے جب مفسدین کو یا مفسدین اور متاع کو یا مفسدین، 'متاع' اور 'مستقر' سب کو تباہ کر دیا جاتا ہے۔ یہی ——— مرحلہ نقم ——— ہے۔

(۸) اس سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ بکریاں چرانا کیا ہے؟ یہ کیوں سنت نبوی ہے؟ یہ سارے انبیاء کی سنت کیوں رہی ہے؟ اور اس کا مفہوم کیا ہے؟ اور سب سے اہم بات یہ کہ سنت از روئے حقیقت کیا ہے؟

Marfat.com

تدبیر و توجیہ۔۱ (حصہ اوّل)

قائد اور قیادت کا ظہور

(۱) فی زمانہ امت مسلمہ محمدیہ کا بنیادی مسئلہ ''قائد کا انہدام'' ہے۔اس انہدام کے بعد اس کی تلافی کی ہر راہ ''شاکلہ کے انہدام'' نے بند کر دی ہے۔

(۲) 'شاکلہ کے انہدام' نے امت مسلمہ محمدیہ کے احیاء کی تمام معمولی اور معتاد صورتوں ،عوامل اور اداروں کو ختم کر دیا ہے۔

(۳) لہٰذا اب صرف ایک صورت ممکن رہ گئی ہے ـــــ اور وہ ہے ـــــ براہ راست امت مسلمہ محمدیہ کے عام سمندر سے ـــــ یعنی عوام الناس سے 'قائد اور قیادت کا حصول'۔

(۴) امتِ مسلمہ محمدیہ کے عظیم عوامی سمندر سے 'قائد اور قیادت کے حصول' کے لئے درج ذیل منہج ممکن ہے:

(۱) قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ میں ایمانی، فکری، علمی درک اور رسوخ کا حصول۔

(۲) سنتِ رسول اللہ ﷺ کا انفرادی و اجتماعی اجراء۔

(۵) ان اہداف کے حصول کے لئے اب ـــــ 'غیر معمولی' اور غیر معتاد ـــــ صرف تین راہیں میسر ہیں یا ان شاء اللہ میسر ہو جائیں گی۔ یہ تین راہیں درج ذیل ہیں:

(۱) ترقی اوسع کا طریقہ اور نزول اوسع کی صورت: یہ طریقہ صرف حضرات انبیاء علیہم السلام کی موجودگی میں ممکن ہے۔قوی امید ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ان شاء اللہ امت کو اس طریقہ سے فیض یاب ہونے کا موقع مل جائے گا۔

(۲) ترقی وسیع کا طریقہ اور نزول وسیع کی صورت: یہ طریقہ اہل ہمم کا ہے یعنی اہل ہمم

Marfat.com

اس طریقہ کو اختیار کر کے حضرات انبیاء علیھم السلام کی غیر موجودگی میں بھی خواہ نزول اوسع اور ترقی اوسع کی صورت کو نہ پاسکیں لیکن ان کے قریب پہنچ سکتے ہیں۔ بلکہ آنحضورﷺ کی ایک بشارت سے اس کا علم ہوتا ہے کہ اس طریقہ سے بھی اللہ کی رحمت و فضل خاص کے سبب امت مسلمہ محمدیہ نزول اوسع اور ترقی اوسع تک پہنچ جائے گی۔ چنانچہ آنحضورﷺ نے فرمایا: فرب مبلغ اوعی من سامع (أو کما قال)

(۳) ترقی راسخ کا طریقہ اور نزول راسخ کی صورت: یہ طریقہ غیر اہل ہمم کا ہے۔ چونکہ آنحضورﷺ نے اس کی بشارت دی ہے کہ ـــــ عام مسلمان ـــــ پر اللہ کا ایک خصوصی فضل رہے گا۔ چنانچہ اس امت کے غیر اہل ہمم خصوصاً مستضعفین اور اہلِ عذر بھی عام انسانوں میں موجود مستضعفین اور اہل عذر سے زیادہ ہمت والے واقع ہوں گے اور ان شاء اللہ اگر وہ سعی کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں نزول راسخ سے نواز کر ترقی راسخ سے سرفراز فرمادے گا۔

(٦) اہل ہمم کے طریقے میں 'نزول وسیع' کی صورت درج ذیل ہوگی۔

آفاق و انفس میں [(صرف بذریعہ قرآن و سنت رسول اللہﷺ + (احادیث)]
تعقل، تنظر، تدبر، تذکر اور تراءۃ ـــــ براہ قیام ـــــ

(۷) غیر اہل ہمم کے طریقے میں نزول راسخ، کی صورت درج ذیل ہوگی:

آفاق و انفس میں ـــــ (بذریعہ قرآن و سنت رسول اللہﷺ + احادیث + علوم مخزون)
تعقل، تنظر، تدبر اور تذکر ـــــ براہ تعمیل ـــــ

تدبیر و توجیہ۔۱ (حصۂ دوم)

طریقۂ اہل ہمم

(۱) اہل ہمم کے طریقے میں تین مرحلے ہو سکتے ہیں۔ یہ تینوں مرحلے یکے بعد دیگرے بھی ہو سکتے ہیں اور بیک وقت بھی۔ یہ تین مرحلے درج ذیل ہیں:

(۱) مرحلۂ اول: اس میں تین اعمال بندے کی جانب سے ہوتے ہیں:

(۱) قیامت

(۲) تکبیر

(۳) ہجرت

(۲) مرحلۂ دوم: اس میں تین فیضان رب العالمین کی جانب سے ہوتے ہیں:

(۱) تلاوت

(۲) تعلیم

(۳) تزکیہ

(۳) مرحلۂ سوم: اس میں تین اعمال بندے کی جانب سے ہوتے ہیں:

(۱) اقامت

(۲) تکبیر

(۳) ہجرت

(۲) مرحلۂ اول میں بندہ درج ذیل کام کرتا ہے ــــــــ خواہ درجۂ اول پر کرے۔ درجۂ اول میں کوئی بھی کام اپنی ذات کی حد تک ایمانی، فکری، قولی اور عملی ہر صورت سے ہو۔ اپنی ذات سے باہر عملِ خفی یا عمل قلیل تک محدود ہو تو مضائقہ نہیں۔ معرکۂ دجال اکبر کی انتہائی صورت میں یہ کام شدید درجہ کے عمل

خفی تک محدود ہو سکتے ہیں۔اس مرحلہ میں بندہ مندرجہ ذیل سارے کام خالصتاً لوجہ اللہ کرتا ہے:

(۱) ایمان باللہ و بالرسول و بالآخرہ

(۲) دعوت الی اللہ

(۳) تعیینِ طاغوت

(۴) کفر طاغوت

(۵) جہاد فی سبیل اللہ

(۶) تلاوت

(۱) قیامت

(۲) اقامتِ صلوۃ

(۳) توسیعِ اقامت صلوۃ

(۴) اذان من اللہ

(۷) تدبر فی القرآن

(۸) تدبر فی السنۃ

(۹) تذکر بایام اللہ

(۱۰) ہجرت

(۱) کسب میں

(۲) اسبابِ حیات میں

(۳) عمل میں

(۴) کائنات مسلم سے عدم آہنگی سے

(۵) رضاء الٰہی سے عدم آہنگی سے

Marfat.com

(۱۱) صبر

(۳) مرحلۂ دوم میں بندہ پر تین عنوانات سے فیضانِ رب العالمین ہوتا ہے۔ یوں تو ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے تاہم چند امور درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

(۱) تلاوت: قراءت، جمع قرآن۔

(۲) تعلیم: رشد، حکمت، تاویل احادیث۔

(۳) تزکیہ: اس کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔

(۴) مرحلۂ سوم مرحلۂ اول کی اوسع شکل ہے۔

(۵) عہد نبوی ﷺ اور خلافتِ راشدہ کے بعد سنت اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے مسلسل انحراف اور صلاح سے فساد کی طرف پیش رفت کے سبب روئے ارض میں کثافت کی طرح خباثت کی سطح بھی ناقابل بیان حد تک بڑھ گئی ہے۔

مسلمانوں کے کمزور، بے وقار، رسوا اور ذلیل ہونے کی بنیادی وجہ ہے روئے ارض میں ابلیس، دجال اکبر اور شیطانی قوتوں کا طاقت ور ہو کر غالب آ جانا۔ اور شیاطین کے طاقت ور ہونے کی بنیادی وجہ ہے امتِ مسلمہ محمدیہ کی انفرادی و اجتماعی حیات اور معاشرے میں 'طیبات' کا گھٹ جانا اور 'خبث' کا بڑھ جانا۔ چنانچہ آج کے اہل ہمم اگر تابعین کرام کے برابر ہمت والے بھی ہوں جب بھی وہ ان کے مقابلے میں صرف ایک فیصد طاقت والے ہوں گے۔ اس کی بنیادی وجہ ہے آج روئے ارض اور بالخصوص مسلم زندگی اور معاشرے کا 'خبث' سے بھر جانا۔

چنانچہ آج اہل ہمم عام طور پر محسوس کرتے ہیں کہ ——— مثلاً جتنی طاقت صرف کر کے کل کروڑوں لوگوں کے قلوب کی اصلاح کی جا سکتی تھی آج اسی طاقت سے اپنی آنکھوں کے سامنے رہنے والی ایک عدد اولاد کی اصلاح نہیں کی جا سکتی۔ اس کے بالمقابل کل کے اہل شر جس طاقت سے ایک چٹکی مٹی اٹھا سکتے تھی آج اسی طاقت سے وہ پہاڑ اٹھا کر اہل ایمان پر پھینک دیتے ہیں۔ چنانچہ اصلاح احوال کی کوئی تدبیر، اہل ہمم کا کوئی کام اور بالخصوص معرکۂ دجال اکبر میں حق پر قائم رہنا ممکن باقی نہیں رہے گا اگر

Marfat.com

امت مسلمہ محمدیہ نے فی الفور انفرادی واجتماعی سطح پر 'خبث' کو گھٹانے اور 'طیبات' کو بڑھانے کی جی توڑ جدو جہد نہ کی۔ اگر انہوں نے ایسی جی توڑ کوشش کی تو امید واثق ہے کہ پوری دنیا میں ان پر آئی ہوئی 25 فیصد مصیبتیں ازخود دور ہو جائیں گی۔ لیکن اگر انہوں نے اس پر فی الفور کان نہ دھرا اور اصلاح احوال کی موثر اور جامع تدبیر نہ کی تو وہ عنقریب 'طیبات' کے بڑھانے اور 'خبث' کے گھٹانے کی معتاد صورت سے بھی محروم ہو جائیں گے اور دجال اکبر کا فتنہ ان کی رہی سہی اتنی طاقت بھی سلب کر لے گا۔

(۶) اس وقت پوری امت مسلمہ محمدیہ پر فرض ہے اور بالخصوص اہل ہمم پر کہ وہ درج ذیل کام کریں:

(۱) 'خبث' اور 'خباثت' کی بڑھتی ہوئی رفتار (Acceleration) کو کم کرنا۔

(۲) 'خبث' اور 'خباثت' کی رفتار (Speed) کو کم کرنا۔

(۳) 'طیب' اور 'طیبات' کی کمیت کو بڑھانا۔

(۴) 'طیب' اور 'طیبات' کی رفتار کو بڑھانا۔

(۵) 'طیب' اور 'طیبات' کے دائرے کو وسیع، عمیق اور ارفع کرنا۔

(۷) بالعموم ساری امت مسلمہ محمدیہ کا اور بالخصوص ان میں اہل ہمم کا 'طیبات' کی سطح پر ساری کائنات کے غیر مختار مخلوقات کے ساتھ اسلام میں بلا تاخیر متحد و ہم آہنگ ہو جانا۔

(۸) بالعموم ساری امت مسلمہ محمدیہ کا اور بالخصوص ان میں اہل ہمم کا 'رضاء الٰہی' سے فی الفور ہم آہنگ ہو جانا۔

(۹) واضح ہو کہ فی زمانہ درج ذیل امور کے واقع ہو جانے اور ان میں روز افزوں اضافہ سے روئے ارض پر 'خبث' اور 'خباثت' کی سطح تیزی سے بڑھ رہی ہے اور 'طیب' اور 'طیبات' کی سطح تیزی سے گھٹ رہی ہے اور پوری دنیا میں اجسام، قلوب، افعال اور احوال پر ابلیس اور دجال اکبر کو غلبہ ہوتا جا رہا ہے:

Marfat.com

(الف) ایمانی:

(۱) شرک کی کثرت ہو جانا یعنی مشرکانہ اعمال کی کثرت ہو جانا۔ (۲) اصنام کی کثرت ہو جانا۔ (۳) شرک خفی کی کثرت ہو جانا۔ (۴) کفر باللہ کی کثرت ہو جانا۔ (۵) کفر بالرسول کی کثرت ہو جانا۔ (۶) کفر بالآخرۃ کی کثرت ہو جانا۔ (۷) اعمال میں کفر کی کثرت ہو جانا۔ (۸) ہنر میں کفر کی کثرت ہو جانا۔

(ب) عبادات:

(۱) قیام نہ ہونا، قیام صلوۃ نہ ہونا۔ (۲) قیام اللیل نہ ہونا، یعنی تہجد نہ پڑھا جانا۔ (۳) اقامت صلوۃ نہ ہونا۔ (۴) اذان نہ ہونا۔ (۵) متعدد مقامات پر اذان ہونے کی بجائے لاوڈ اسپیکر سے اذان ہونا۔ (۶) نمازوں میں انسانی مکبر کے بجائے لاوڈ اسپیکر کا استعمال ہونا۔ (۷) اقامت جمعہ نہ ہونا۔ (۸) جمعہ میں لوگوں کا خطبہ اولی اور ثانیہ کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ (۹) جمعہ کا اہتمام نہ ہونا، جمعہ کے دن سنت کا اہتمام نہ ہونا۔ (۱۰) جمعہ کے دن سبت کا اہتمام نہ ہونا اور کام، کاروبار، دوکانوں اور فیکٹریوں کا پوری طرح بند نہ ہونا۔ انسانی عمل حیات کا پوری طرح بند نہ ہونا۔ (۱۱) جمعہ کے دن غیر معذور عورتوں کا گھروں میں 'سبت' کا اہتمام نہ کرنا یعنی قریب ترین مسجد جہاں جمعہ کی اقامت ہوتی ہے اس کی اذان خطبہ سے ختم نماز تک سب کا مصلی پر نہ ہونا۔ (۱۲) اقامت حج نہ ہونا۔ (۱۳) حج کے لئے ذہنی اور فکری تیاری نہ کرنا۔ (۱۴) حرام اور مشتبہ مال سے حج کرنا۔ (۱۵) غیر اتفاقی حج کرنا۔ (۱۶) چندوں کے لئے حج کرنا۔ (۱۷) مال حاصل کرنے کے لئے حج کرنا۔ (۱۸) بھیک لینے کے لئے اور صدقات حاصل کرنے کے لئے حج کرنا۔ (۱۹) تفاخر کے لئے حج کرنا۔ (۲۰) استطاعت ہوتے ہی حج نہ کرنا۔ (۲۱) استطاعت ہوتے ہوئے حج نہ

Marfat.com

کرنا۔ (۲۲)زکوۃ نہ دینا۔ (۲۳)زکوۃ بسط نہ دینا۔ (۲۴)مال پر مال جمع کرنا یہاں تک کہ اس پر سال گزر جانا اور اس پر زکوۃ کا واجب ہو جانا۔ (۲۵) جس مال پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہوگئی ہو اس پر بھی زکوۃ ادا نہ کرنا۔ (۲۶) رمضان کے روزے نہ رکھنا۔ (۲۷) قضا روزوں کی ادائیگی کا اہتمام نہ کرنا۔ (۲۸) رمضان کے علاوہ دنوں میں روزوں کا اکثر اہتمام نہ کرنا۔ (۲۹) روزہ کے دوران اس کی رعایت اور اس کا احترام نہ کرنا۔ (۳۰) وقت پر نماز کا قائم نہ کرنا۔ (۳۱) تلاوت قرآن نہ ہونا۔ (۳۲) مسلمان گھروں میں ہر وقت کسی نہ کسی کا قرأۃ قرآن نہ کرتے رہنا۔ (۳۳) غیر ذی روح مثلاً ریڈیو، ٹی وی کیسٹ میں قرأۃ کا ہونا۔ (۳۴) قرأۃ قرآن کو شوقیہ سننا۔ (۳۵) قرأۃ قرآن کے وقت مودب ہو کر بیٹھنا نہ سننا۔ (۳۶) منزل علی القلب قرآن کی غیر آدمی اور غیر مومن کے ذریعہ قرأۃ ہونا اور اس کا سننا۔ (۳۷) مرسوم قرآن کا ناپاکی کی جگہ پر رکھنا رہنا۔ (۳۸) مرسوم قرآن کا ناپاک ہاتھوں سے مس ہونا۔ (۳۹) مرسوم قران کا نجس افراد یعنی کفار و مشرکین کے ہاتھوں میں دیا جانا۔ (۴۰) مرسوم قرآن کا نجس افراد کے گھروں میں ہونا۔ (۴۱) 'سبات' کا اہتمام نہ ہونا (۴۲) عشاء کے بعد بھی دیر تک گھروں میں تیز روشنی کا جلنا۔ (۴۳) عشاء کے بعد بھی دفتروں، تجارت کے کاروبار، صناعت اور زراعت کے کاروبار کا صبح تک بلاضرورت جاری رہنا۔ (۴۴) عشاء کے بعد بھی گھروں اور محلوں میں عورتوں، بچوں اور مردوں کا بلاضرورت جاگا رہنا اور علاقے میں بلاضرورت تیز روشنی کا ہونا۔ (۴۵) صبح صادق کے ہونے کے باوجود مردوں اور عورتوں کا بیدار نہ ہونا۔ (۴۶) مردوں، عورتوں اور بچوں کا طلوع آفتاب کے وقت بلاضرورت سوتا

Marfat.com

رہنا۔ (۴۷)مسلمان گھروں، محلوں، شہروں، علاقوں، اور ملکوں بلکہ پورے ارض میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے یہاں ہر وقت قرآن کی قرأت کا نہ ہونا۔ (۴۸)مسلمان گھروں، محلوں، شہروں علاقوں ملکوں بلکہ پورے ارض میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے یہاں ہر وقت آنحضور ﷺ اور ان کی آل اور جملہ مومنین پر درود کا نہ پڑھا جانا۔ (۴۹)جمعہ کے دن بطور خاص کثرت سے درود نہ پڑھا جانا۔ (۵۰)مسلمانوں کا زیادہ سے زیادہ صدقہ دینے کا اہتمام نہ کرنا۔ (۵۱)ہفتہ کے روزوں کا اہتمام نہ کرنا۔ (۵۲)مسلمانوں کا دیر تک غسل کی حاجت کی حالت میں ناپاک رہنا اور اس میں کاروبار کرنا۔ (۵۳)مسلمانوں کا ہر وقت وضو یا تیمم کا اہتمام نہ کرنا اور ایسی حالت میں اکثر کاروبار حیات کرنا۔ (۵۴)معاشرے میں بلاضرورت شام اور رات کے مجالس کی کثرت ہو جانا خواہ وہ بظاہر نیک ہی کیوں نہ معلوم ہوں۔ (۵۵)معاشرے میں رات کے اوقات میں تیز روشنی کا ہونا۔ (۵۶)ہر طرح کی پس اندازی مثلاً احتیاطی پس اندازی اور توقعاتی پس اندازی میں غیر معمولی اور خطیر اضافہ ہوجانا۔ (۵۷)بڑے مالی تمویل کی کثرت ہوجانا۔ (۵۸)معاشرے میں تصویر کشی، تصویر سازی، تصویر اندوزی کی کثرت ہوجانا۔ (۵۹)بڑے بڑے کھیت کی کثرت ہوجانا۔ (۶۰) سونے اور چاندی کے زیورات کی کثرت ہوجانا۔ (۶۱)ضرورت سے زیادہ اسباب زندگی مثلاً رہائشی گھر، لباس، استعمال کے سامان یا برتن کی کثرت ہوجانا۔ (۶۲)عالیشان رہائش گاہوں، ممرد فرشوں، ملبس وملبوس دیواروں اور اونچے صدر دروازوں کی کثرت ہوجانا۔ (۶۳)شراب خانوں، قحبہ خانوں، قمار خانوں، لہو ولعب کے مراکز اور ذرائع اور اشیاء کی کثرت ہوجانا ان کا دن رات ہر وقت دستیاب ہونا اور آسانی سے ان تک رسائی کی کثرت ہوجانا۔ (۶۴)عبادت

Marfat.com

گاہوں کا بالکل مقفل ہونا، یا کبھی کبھی کھلنا یا صرف عبادت کے اوقات میں کھلنا اور رات کو کلیتاً مقفل ہونا۔

(ت) معاملات:

(۱) سود لینا۔ (۲) سود دینا۔ (۳) سودی کاروبار کرنا۔ (۴) سودی کاروبار میں کسی صورت ملوث ہونا خواہ حساب و کتاب رکھنا ہو یا کوئی اور عمل۔ (۵) سود کی رقم سے حاصل شدہ غذا کا کھانا خواہ کسی کی دعوت ہو۔ (۶) سود کی رقم سے حاصل شدہ مکان میں رہنا یا اس کا تصرف کرنا۔ (۷) سود کی رقم سے حاصل شدہ لباس کا استعمال کرنا۔ (۸) سود کی رقم سے تعمیر کردہ مسجد و مدرسہ سے استفادہ کرنا۔ (۹) مسجد و مدرسہ اور تعلیم گاہوں کو سود کی رقم سے تعمیر اور اس سے استفادہ کرنا۔ (۱۰) سود کی رقم سے حج کرنا۔ (۱۱) سود کی رقم سے طلباء کی مدد کرنا۔ (۱۲) حرام مال سے تجارت کرنا۔ (۱۳) حرام مال سے کاشتکاری کرنا۔ (۱۴) حرام مال سے صنعت کاری کرنا۔ (۱۵) حرام مال کا جمع کرنا۔ (۱۶) خوشحال لوگوں کا تنہا اپنے آپ میں زندگی گزارنا۔ (۱۷) خوشحال لوگوں کا صرف اپنے جیسے خوشحال لوگوں میں نشست و برخاست رکھنا۔ (۱۸) خوش حال لوگوں کا ناداروں، نادار قرابت داروں، پڑوسیوں اور نادار پڑوسیوں سے آمد و رفت اور نشست و برخاست نہ رکھنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک نہ کرنا۔ (۱۹) عام مسلمانوں کا ناداروں، قرابت داروں اور پڑوسیوں سے بے اعتنائی برتنا۔ (۲۰) عام مسلمانوں کا محتاجوں اور سائل کی مدد نہ کرنا۔ (۲۱) خوشحال مسلمانوں کا محتاج مسلمانوں کی خبر گیری میں اتنی تاخیر کرنا کہ وہ علانیہ اپنی حاجت بیان کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ (۲۲) مسلمانوں کے گھروں میں یتیموں اور بیواؤں کا پایا نہ جانا۔ (۲۳) مسلمانوں کا مسافروں کی خبر گیری نہ کرنا۔ (۲۴) وراثت میں بڑی بڑی جائدادیں چھوڑ جانا۔

Marfat.com

(۲۵) وراثت کی بڑی بڑی جائدادوں کا تقسیم نہ ہونا۔ (۲۶) وراثت کی تقسیم میں تاخیر ہونا۔ (۲۷) بلوغت کے بعد مرد یا عورت کے نکاح میں تاخیر ہونا۔ (۲۸) تاہلی زندگی گزارنے کی اہل مطلقہ اور بیوہ خواتین کا بلا عذر شرعی غیر تاہلی زندگی گزارنا۔ (۲۹) مسلم تاجروں کا ناپ اور تول میں بد دیانتی کرنا۔ (۳۰) روئے ارض پر مسلمانوں میں انفاقی اخذ کا کم ہوجانا اور بیع وصدقہ کا زیادہ ہوجانا۔ (۳۱) معاملات اخذ میں بیع کا کم ہوجانا اور رباء کا بڑھ جانا۔ (۳۲) معاملات دین میں صدقہ کا کم ہوجانا اور رباء کا بڑھ جانا۔ (۳۳) بیع باطل اور بیع فاسد کا بڑھ جانا۔ (۳۴) پیداوار میں ذخیرہ کا بڑھ جانا۔ (۳۵) آمدنی میں کنز کا بڑھ جانا۔ (۳۶) کنز میں توقعاتی (Speculative) کنز کا بڑھ جانا۔ (۳۷) تمویل (Investment) میں توقعاتی تمویل مثلاً اسٹاک کاروبار اور شیئر کاروبار کا بڑھ جانا۔ (۳۸) مال ـــــ جنس ونقد کی ذخیرہ اندوزی ہونا۔ (۳۹) اموال تجارت کی ذخیرہ اندوزی ہونا۔ (۴۰) فصلوں، اناجوں، پھلوں، گوشت مچھلیوں، سبزیوں، کی ذخیرہ اندوزی کرنا اور انہیں کولڈ اسٹوریج میں رکھنا۔ (۴۱) ہر طرح کی اشیاء کے لئے فریج اور کولڈ اسٹوریج کی سہولتوں کا ہوجانا۔ (۴۲) پکے ہوئے کھانوں کا پھینک دیا جانا اور کوڑا دانوں، نالیوں اور گٹر میں ڈال دیا جانا۔ (۴۳) کھانا کھاتے ہوئے تفاخر کے آداب اختیار کرنا۔ (۴۴) کھانوں میں اسراف کا ہونا۔ (۴۵) تقریبات میں اسراف ہونا۔ (۴۶) پلیٹوں اور دسترخوانوں پر کھانے کے ٹکڑوں کا چھوڑ دیا جانا اور ان کا تلف ہوجانا۔ (۴۷) پانی کا اسراف کرنا خواہ وضو اور غسل اور جنابت جیسے ضروری کام میں ہی کیوں نہ ہوں۔ (۴۸) پانی پر قبضہ کرلیا جانا اور جانوروں، پرندوں چرندوں اور دیگر حیوانات

Marfat.com

کو باسانی پانی پینے سے محروم کردینا۔

(ث) گناہ جرائم:

(۱) قتل عمد ہونا۔ (۲) بے گناہوں کا قتل ہونا۔ (۳) قزاقی ہونا اور کرنا۔ (۴) قزاقی میں بالواسطہ یا بلاواسطہ شامل ہونا یا مددگار ہونا۔ (۵) رہزنی ہونا اور کرنا۔ (۶) رہزنی میں بالواسطہ اور بلاواسطہ شامل ہونا یا مددگار ہونا۔ (۷) رہزنی اور قزاقی کے مال کا جانتے ہوئے تصرف کرنا۔ (۸) قصاص کا قائم نہ ہونا۔ (۹) دیت کا نہ دیا جانا۔ (۱۰) زنا ہونا۔ (۱۱) زنا بالرضاء ہونا۔ (۱۲) زنا بالجبر ہونا۔ (۱۳) زنا کی حد جاری نہ ہونا۔ (۱۴) زانی سے میل جول رکھنا۔ (۱۵) مال حرام کھانے والوں، زانیوں اور قاتلوں کی عزت کرنا۔ (۱۶) انہیں مساجد، منابر، مدارس، معاشرہ اور حکومت میں اعلیٰ مناصب پیش کرنا، ان کے لئے لوگوں سے سفارش کرنا۔ (۱۷) چوری کرنا۔ (۱۸) چوری میں بالواسطہ اور بلاواسطہ شامل ہونا۔ (۱۹) اجرت یا کرایہ کی چوری کرنا، مثلاً بس، ریل، ہوائی جہاز سے بے ٹکٹ سفر کرنا یا بجلی کی چوری کرنا یا بل کی ادائیگی میں چوری کرنا۔ (۲۰) زنا سے اولاد حاصل کرنا۔ (۲۱) حرام طریقہ سے اولاد حاصل کرنا۔ (۲۲) مال غصب کرنا اور غصب مال کے لین دین میں قباحت محسوس نہ کرنا۔ (۲۳) مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے، مردوں اور عورتوں کا بچوں سے جنسی تلذذ کرنا، اور ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ جانا۔ (۲۴) مردوں کا عورتوں کا اور عورتوں کا مردوں کا لباس وطرز رہائش اختیار کرنا۔ (۲۵) انسانوں کا جانوروں سے جنسی تلذذ کرنا اور ان کی تعداد کا بڑھ جانا۔

(ج) اجتماعی:

(۱) قائدین ـــــ حکمرانوں، علماء اور مشائخ کا فاسق وفاجر ہوجانا۔ (۲) عوام

Marfat.com

کا فاسق و فاجر حکمرانوں، علما، اور مشائخ کا معتقد ہونا اور ان کا پشتیبان و مددگار ہونا۔ (۳) حکمرانوں کا ظالم اور خائن ہو جانا۔ (۴) حکومت کے اہل کاروں کا ظالم، خائن، فاسق اور فاجر ہو جانا۔ (۵) ظالم، خائن، فاسق و فاجر حکمرانوں اور ان کے اہل کاروں سے علماء و مشائخ کا قربت رکھنا اور ان کی توقیر یا ان کے لئے شفقت کا اظہار عام کرنا۔ (۶) علماء و مشائخ کا ایسے حکمرانوں اور ان کے اہل کاروں سے تحفہ قبول کرنا یا ان کے حسن سلوک سے استفادہ کرنا۔ (۷) حکمرانوں اور ان کے اہل کاروں کا خود جا کر غریبوں اور کمزوروں سے نہ ملنا۔ (۸) حکمرانوں اور ان کے اہل کاروں کا خود جا کر غریبوں اور کمزوروں کے احوال کی خفی اور جلی خبر نہ لینا۔ (۹) حکمرانوں اور ان کے اہل کاروں کا خود جا کر غریبوں اور کمزوروں کی داد رسی نہ کرنا۔ (۱۰) کمزوروں، مظلوموں اور غریبوں کا حکمرانوں یا ان کے اہل کاروں تک عام اور آسان رسائی نہ ہونا۔ (۱۱) عدل کرنے پر متعین ذمہ داروں کا بطور خاص فاسق اور فاجر ہو جانا۔ (۱۲) عدل ملنے میں تاخیر ہونا۔ (۱۳) عدل کی تاخیر سے ظالم کا جری اور مظلوم کا مایوس ہو جانا۔ (۱۴) عدل نہ ملنا۔ (۱۵) ہوا مٹی، پانی، گھاس اور جنگل پر ظالم جابروں کا قبضہ ہو جانا۔ (۱۶) ظالم اور جابر لوگوں کا مٹی، پانی، گھاس اور جنگل سے منافع حاصل کرنا۔ (۱۷) بارش کے پانی، بہتے ہوئے چشموں، ندیوں، اور پانی کے بڑے بڑے ذخائر مثلاً جھیلوں اور سمندروں کے کناروں پر ظالم و جابر لوگوں کا قبضہ ہو جانا۔ (۱۸) بستیوں کے آس پاس کھلی چراگاہوں پر ذاتی قبضہ ہو جانا۔ (۱۹) جنگلوں، وہاں کے پیڑوں پودوں، گھاس، لکڑی اور پتوں پر ظالم و جابر لوگوں کا قبضہ ہو جانا، اور خلق خدا اور عام جانوروں کا اس کے استفادہ سے محروم ہو جانا۔ (۲۰) روئے ارض پر سایہ دار درختوں، پھل دار درختوں خودرو پودوں اور جھاڑیوں اور گھاس کے میدانوں کو بے تحاشا کاٹ کر یا

Marfat.com

جلا کر تباہ کر دیا جانا۔ (۲۱) معاشرے میں تیز رفتار سواریوں بالخصوص غیر ذی روح سواریوں کی کثرت ہو جانا مثلاً کاریں، ریل، ہوائی جہاز، ہیلی کوپٹر وغیرہ۔ (۲۲) معاشرے میں اونچی اونچی تعمیرات کی کثرت ہو جانا۔ (۲۳) معاشرے میں فنون لطیفہ اور اس کے رواج کی کثرت ہو جانا۔ (۲۴) زمین پر بڑے بڑے فرنس کی کثرت ہو جانا۔ (۲۵) رہائشی اور غیر رہائشی تعمیرات میں ٹاورس (Towers) کا ہو جانا۔ (۲۶) زمین پر مصنوعی آوازوں یعنی بالواسطہ یا بلا واسطہ انسانی اعمال کے نتیجے میں پیدا ہونے والی آوازوں کی کثرت ہو جانا مثلاً مشینوں، گاڑیوں، ریلوں، ہوائی جہازوں، دھماکوں، لاوڈ اسپیکروں، وغیرہ کی آوازیں۔ (۲۷) روئے ارض پر بچوں، عورتوں اور مردوں کی غلاموں کی حیثیت میں خرید و فرخت کا بڑھ جانا۔ (۲۸) روئے ارض پر بچوں، عورتوں اور مردوں کو غلامی سے آزاد کرانے کے عمل کا بند یا کم ہو جانا۔ (۲۹) بردہ فروشی کا بڑھ جانا۔ (۳۰) قحبہ گری کی کثرت ہو جانا۔ (۳۱) کاشت کاری کا صنعت ہو جانا یعنی صنعتی کاشتکاری کی کثرت ہو جانا۔ (۳۲) روئے ارض پر بڑے بڑے کھیت کی کثرت ہو جانا۔ (۳۳) روئے ارض پر بڑی بڑی صنعت کی کثرت ہو جانا۔ (۳۴) روئے ارض پر بڑے بڑے ڈیم کی کثرت ہونا۔ (۳۵) بڑے بڑے شہروں کی کثرت ہونا۔ (۳۶) ایک شہر کا دوسرے شہر سے مل جانا۔ (۳۷) معاشرے میں سونا، چاندی نوٹوں، سکوں اور علامتی زر کی کثرت ہو جانا۔ (۳۸) بیع اور شراء کی رفتار کا بے حد تیز ہو جانا۔ (۳۹) سونے، چاندی، نوٹوں، اور علامتی زر کا تیزی سے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہونا۔ (۴۰) روئے ارض پر جمادات کی عظیم مقدار کا مصنوعی طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کی کثرت ہو جانا۔ (۴۱) سیال جمادات مثلاً پانی کی عظیم مقدار کا مصنوعی طور

Marfat.com

پر روک لئے جانے یا جمع کر لئے جانے کی کثرت ہو جانا، مثلاً مصنوعی جھیل، اور ڈیم بنا کر پانی کے بڑے ذخائر بنا لئے جانے کی کثرت ہو جانا۔ (۴۲) زیر زمین، برزمین، زیرآب، برسر آب، فضاء میں، اور خلاء میں بڑے بڑے جہازوں، شٹل، سیارچوں اور اسپیس شپ کی کثرت ہو جانا۔ (۴۳) معاشرے میں جراحی کی کثرت ہو جانا۔ (۴۴) معاشرے میں اندرونی جراحی کی کثرت ہو جانا۔ (۴۵) روئے ارض پر اعلیٰ سرمایہ دارانہ نظام (High Capitalism) کی کثرت ہو جانا۔ (۴۶) روئے ارض پر اعلیٰ نسل پرستی (High Racialism) کی کثرت ہو جانا۔ (۴۷) روئے ارض پر اعلیٰ استعماریت (High Imperialism/Colonialism) کی کثرت ہو جانا۔ (۴۸) روئے ارض پر بڑے بڑے مائنس (Mines) اور ڈرل (Drills) کی کثرت ہو جانا۔ (۴۹) روئے ارض پر اسلحوں ـــــــ آتشیں، کیمیاوی، حیاتیاتی کی کثرت ہو جانا۔ (۵۰) روئے ارض پر بڑے بڑے بس اسٹینڈ، ریلوے اسٹیشن، ہوائی اڈوں بندرگاہوں اور خلائی اسٹیشنوں کی کثرت ہو جانا۔

تدبیر و توجیہ۔۱ (حصہ سوم)

لائحہ فکر و عمل

(۱) درج ذیل لائحہ فکر و عمل اصلاً اہل ہمم اور غیر اہل ہمم، مستضعفین اور اہل عذر ہر دو طبقوں کے لئے ہے۔ اہل ہمم ان پر عمل درآمد ''ترقی وسیع کے طریقہ'' سے کریں گے اور غیر اہل ہمم، مستضعفین اور اہل عذر اپنے اپنے ظروف و احوال میں 'ترقی راسخ کے طریقہ' سے۔

(۲) ہر دو امور یعنی:

(۱) قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ میں ایمانی، فکری، اور علمی درک اور رسوخ کا حصول

اور

(۲) سنت رسول اللہ ﷺ کے انفرادی و اجتماعی عملی اجراء ــــــــ کے لئے درج ذیل شعبوں کو محور بنا کر قرآن و سنت میں تعقل، تدبر، تفقہ اور تنظر کرنا ہوگا اور پھر اس کے داعیات اور تقاضوں کے مطابق عملی رویے کو تبدیل کرنا ہوگا۔ امید قوی ہے کہ اللہ رب العالمین کی مدد ضرور آئے گی اور اہل ہمم پر ان شاء اللہ نزول وسیع، اور غیر اہل ہمم پر ''نزول راسخ'' ہوگا۔

لائحۂ فکر و عمل

(۱) محاور:

(۱) محورِ اَلسنہ

(۲) محورِ ادب

(۳) محورِ تاریخ

(۴) محورِ سرالسموات والارض (غیر روحانی)

(۵) محورِ سرالسموات والارض (روحانی)۔

(۲) تمام محاور پر غور و فکر اور پھر اس کی تعمیل کی بنیاد اہل ہمم کے لئے صرف قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ غیر اہل ہمم قرآن و سنت کے علاوہ دیگر علوم مخزون سے بھی مدد لے سکتے ہیں تاوقتیکہ صرف قرآن و سنت پر مبنی علمی خزانہ جمع نہ ہو جائے۔

(۳) امت میں موجود مذہبی و عصری علوم کے ادارے، ان میں رائج نصابی کتب، ان کے مراجع اور مصادر، مذہبی اور عصری علوم کے علماء ــــــ معرکۂ دجال اکبر کے لئے اہل ہمم تیار کرنے سے قاصر ہیں اس لئے کہ وہ اس کام کے لئے کم ترین علمی لیاقت سے بھی محروم ہیں۔ ظن غالب ہے کہ اس کے لئے اہل ہمم بظاہر عام نظر آنے والے مسلمانوں میں سے اِن شاءاللہ از خود پیدا ہوں گے جو دراصل تلمیذ الرحمٰن ہوں گے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب پطرس اور جیمس اور آنحضور ﷺ کے اصحاب ابو بکر، عمر، علی، بلال، سمیہ، عمار، یاسر یا صہیب تھے۔

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانۂ روم و ایراں بشست

کا حقیقی مفہوم یہی ہے۔

Marfat.com

جہاں ایک جانب علماء وقت قرآن وسنت رسول اللہ ﷺ کے علوم سے خالی ہیں وہیں دوسری جانب عصری علوم کے اکثر مسلمان اہل علم ''بزاخفش'' ہیں۔ علماء وقت اور مشائخ وقت سے اندیشہ ہے کہ وہ علماء یہود کی روش اختیار نہ کرلیں ــــــ جیسا کہ خبر دی گئی ہے ــــــ (لتتبعن سنن الذین من کان قبلکم: تم ان کے نقش قدم پر چل کر رہو گے جو تم سے پہلے ہوئے) اور محض اپنی بدبختی میں حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی تکذیب کرنے اور ان کو مار ڈالنے کی جدوجہد میں عملاً ابلیس، دجال اکبر اور یہود کا ساتھ نہ دے دیں۔ مسلمان علماء عصری علوم کی اکثریت جس طرح مغرب کے ''بزاخفش'' ہیں ان سے اندیشہ ہے کہ وہ یہود کے "Golem" نہ بن کر رہ جائیں۔ گزشتہ سو سالوں میں اس عاجز کے علم کی حد تک اس کی پوری گنجائش تھی کہ وہ یہود کے "Golem" ہوتے ہوئے بھی باطل کے لئے "Frankenstein" بن سکتے تھے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ یہ وقت ضائع کردیا گیا۔ اب اس عاجز کو اس کی توقع نہیں کہ وہ "Frankenstein" بھی بن سکیں۔

تاہم چند علماء کرام میں اور اکثر عصری علوم کے اہل علم میں ایک خاص قسم کی 'جودت' الحمدللہ اب بھی پائی جاتی ہے۔

چنانچہ اگر انہوں نے اس کو ضائع ہونے سے بچالیا اور زیر بحث لائحۂ فکر وعمل پر عمل پیرا ہو گئے تو ممکن ہے کہ امت کے لئے ایسے اہل ہمم پیدا ہو جائیں جو صالح قیادت دے سکیں۔

یہ لائحۂ عمل صرف قرآن وسنت کی مدد سے ہی پورا کیا جاسکتا ہے۔ اس عاجز کا اندازہ ہے کہ معروف مذہبی علمی سرمایہ اس میں زیادہ مددگار ثابت نہیں ہوگا۔ مغرب کا علم تصور وتصدیق میں مددگار تو ہو سکتا ہے مگر صرف ایک حد تک۔

(۴) محورِ اول: محورِ السنۃ:

(الف) علم قراءت کا عام، متوسط اور عمیق علم (یہ علم قراءت معروف علم قراءت نہیں بلکہ علم قرآن ہے۔)

(۱) علم نور و قراءت نور کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۲) علوم مخلوقات نوری کا	عام، متوسط وعمیق علم

(۳)علم نار وقراءت نار کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۴)علوم مخلوقات ناری کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۵)علم ارض وقراءت سماء کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۶)علم سماء وقراءت سماء کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۷)علوم مخلوقات ارضی کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۸)علوم جمادات کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۹)علوم نباتات بحری، فضائی وسمائی کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۰)علوم حیوانات بری، بحری، فضائی وسمائی کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۱)علم ظلمات وقراءت ظلمات کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۲)علم صوتیات کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۳)علم لہجات کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۴)علم لسانیات کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۵)علم صور کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۶)علم کتابت کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۷)علم اشارہ کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۸)علم علائم کا	عام، متوسط وعمیق علم

(ب) عربی مبین کا عام، متوسط وعمیق علم (واضح ہو کہ عربی مبین موجودہ عربی زبان نہیں بلکہ وہ زبان ہے جس کا موجود سب سے مستند ذخیرہ قرآنِ عظیم الشان ہے)

(۱)علم تکوین کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۲)علم تخلیق کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۳)علم ترتیب کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۴)ماوراء الجنۃ کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم

Marfat.com

(۵) الجنۃ کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۶) ماوراء ارض کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۷) ماقبل تسخیر ارض کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۸) مابعد تسخیر ارض کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۹) ماوراء ھبوطِ بشر کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۰) عہدِ آدم وحوا کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۱) عہدِ شیث کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۲) عہد انس کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۳) عہد انس کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۴) ماقبل طوفان نوح کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۵) ماقبل طوفانِ نوح کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۶) عہد نوح مابعد طوفان کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۷) عہد نوح مابعد طوفان کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۸) عہد عاد کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۹) عہد عاد کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۰) عہد ثمود کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۱) عہد ثمود کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۲) عہد قوم شعیب کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۳) عہد قوم شعیب کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۴) عہد ابراہیم کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۵) عہد ابراہیم کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۶) اقوام بائدہ کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم

Marfat.com

(۲۷) اقوام الذین اشرکوا کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۸) اقوام الذین کفروا کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۹) اقوام الذین ظلموا کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳۰) عہدِ یعقوب کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳۱) عہدِ یعقوب کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳۲) عہدِ موسیٰ کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳۳) عہدِ موسیٰ کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳۴) عہدِ داؤد کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳۵) عہدِ داؤد کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳۶) عہدِ یسعیاہ کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳۷) عہدِ یسعیاہ کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳۸) عہدِ حزقیئیل کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳۹) عہدِ حزقیئیل کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴۰) عہدِ عزیر کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴۱) عہدِ عزیر کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴۲) عہدِ زکریا کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴۳) عہدِ زکریا کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴۴) عہدِ عیسیٰ کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴۵) عہدِ عیسیٰ کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴۶) عہدِ نبوی ﷺ کی عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴۷) عہدِ نبوی ﷺ کی غیر عربیٔ مبین کا	عام، متوسط و عمیق علم

Marfat.com

(۴۸)عہدِ مابعد نبوی ﷺ کی عربی مبین کی تشکیل جدید کا — عام، متوسط و عمیق علم

(۴۹)مابعد عہدِ نبوی عربی مبین کی تشکیل جدید میں ناکام ہونے والی اقوام کی لسان کا — عام، متوسط و عمیق علم

(۵۰)مابعد عہدِ نبوی کی غیر عربی مبین السنۃ کا — عام، متوسط و عمیق علم

(۵۱)عہدِ حاضر میں عربی مبین کی تشکیل کی لسانی صورتحال کا — عام، متوسط و عمیق علم

(۵۲)عہدِ حاضر میں تشکیلی عربی مبین، تشکیلی معکوس عربی مبین اور السنۃ غیر عربی مبین کا — عام، متوسط و عمیق علم

(۵) محورِ دوم: محورِ ادب:

(الف) عربی مبین: اول

(۱)نوری ادب کا — عام، متوسط و عمیق علم

(۲)ناری ادب کا — عام، متوسط و عمیق علم

(۳)سمائی ادب کا — عام، متوسط و عمیق علم

(۴)ظلماتی ادب کا — عام، متوسط و عمیق علم

(۵)الجنۃ کے ادب کا — عام، متوسط و عمیق علم

(۶)ارضی ادب کا (ماقبل تسخیر) — عام، متوسط و عمیق علم

(۷)ارضی جماداتی ادب کا (مابعد تسخیر) — عام، متوسط و عمیق علم

(۸)ارضی نباتاتی ادب کا — عام، متوسط و عمیق علم

(۹)ارضی حیواناتی ادب کا — عام، متوسط و عمیق علم

(۱۰)صوتیاتی ادب کا — عام، متوسط و عمیق علم

(۱۱)اشاراتی ادب کا — عام، متوسط و عمیق علم

Marfat.com

(۱۲) علاماتی ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۳) صوری ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۴) قراءتی ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۵) لہجاتی ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۶) لسانی ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۷) کتابتی ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم

(ب) عربی مبین: دوم:

(۱) تکوینی ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲) تخلیقی ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳) ترتیبی ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴) ماوراء الجنۃ بشری ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۵) الجنۃ کے بشری ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۶) عہدِ آدم وحوا تا عہدِ خاتم النبیین کے عربیٔ مبین ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۷) عہدِ آدم وحوا تا عہدِ خاتم النبیین کے غیر عربیٔ مبین ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۸) عہد آدم وحوا تا عہد خاتم النبیین کے عربیٔ مبین معکوس کے ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۹) مابعد عہد نبوی ﷺ تشکیلی عربی مبین ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۰) مابعد عہد نبوی غیر عربی مبین ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۱) مابعد عہد نبوی عربی مبین معکوس کے ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۲) عہد حاضر کی تشکیلی عربی مبین ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم

Marfat.com

(۱۳)عہدِ حاضر کی غیر عربی ہبین ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۴)عہدِ حاضر کی عربی ہبین معکوس ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم

(۶) محورِ سوم: محورِ تاریخ

(الف)

(۱)تکوینی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲)تخلیقی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳)ترتیبی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴)تسخیری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۵)منصبی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۶)احتسابی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۷)فلسفۂ تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۸)زمانی و مکانی سطح کی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۹)بشری سطح کی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۰)اجتماعی سطح کی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۱)انفرادی سطح کی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۲)آثاری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۳)جاری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۴)مستقبلی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۵)اخروی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۶)شہودی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۷)تجرباتی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم

Marfat.com

(ب) بشری تاریخ کے تناظر و تعامل میں

(۱)نوری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲)ظلماتی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳)ناری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴)ارضی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۵)جماداتی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۶)نباتاتی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۷)حیواناتی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۸)عقوبتی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم

(ج) بشری تاریخ کی تفصیلات: (تفصیلات سے مراد محض معروف تفصیل نہیں بلکہ قرآنی اصطلاح فصلناہ تفصیلا ہے) یہ تفصیلی تاریخ دراصل حقیقی، منصبی، واقعاتی، حادثاتی، اور کیفیاتی بشری تاریخ ہے۔ اس کا مرکز و محور نہ سنین ہیں، نہ بادشاہ، نہ طرز حکمرانی نہ مالی صورتحال بلکہ دراصل اس کی حقیقی سطح معرکۂ خیر و شر کی سطح ہے۔ معرکۂ خیر و شر سے الگ روئے ارض پر بشری تاریخ جمادات، نباتات و حیوانات کی تاریخ ہو جائے گی۔

(۱)ماقبل الجنۃ کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲)الجنۃ کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳)ھبوطِ آدم کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴)عہدِ آدم و حوا تا عہد خاتم النبیین کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۵)عہدِ مابعد خاتم النبیین کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۶) عہدِ حاضر کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۷)عہدِ مستقبل قریب کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۸)عہدِ مستقبل بعید کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم

Marfat.com

(۹)عہدِ برزخ برزمین کی بشری تاریخ کا عام،متوسط وعمیق علم

(۱۰)عہدِ آخرت مابعد برزخ کی بشری تاریخ کا عام،متوسط وعمیق علم

(۱۱)عہدِ حاضر میں جاری (غیرحرکی وحرکی)بشری تاریخ کا عام،متوسط وعمیق علم

(۱۲)جاری شہودی مستقبلی بشری تاریخ کا عام،متوسط وعمیق علم

(۱۳)اخروی شہودی مستقبلی تاریخ کا عام،متوسط وعمیق علم

(۱۴)معکوسی (۱)اخروی بہ دنیوی (۲)دنیوی بہ اخروی (۳)ماضوی بہ مستقبلی (ماضی میں)(۴) مستقبلی بہ ماضوی (ماضی میں) کی تاریخ کا عام،متوسط وعمیق علم

(۷) محورِ چہارم: محورِ سرالسمٰوات والارض غیرروحانی

(۱)علم اُمر کا عام،متوسط وعمیق علم

(۲)علم خلق کا عام،متوسط وعمیق علم

(۳)علم تکوین کا عام،متوسط وعمیق علم

(۴)علم تخلیق کا عام،متوسط وعمیق علم

(۵)علم سنت اللہ کا عام،متوسط وعمیق علم

(۶)علم تربیب کا عام،متوسط وعمیق علم

(۷)علم ترزیق کا عام،متوسط وعمیق علم

(۸)علم سنت الارض وعادۃ اللہ فی الارض کا (نور وظلمات کا) عام،متوسط وعمیق علم

(۱)علم طبیعات کا عام،متوسط وعمیق علم

(۲)علم کیمیا کا عام،متوسط وعمیق علم

(۳)علم عدد کا عام،متوسط وعمیق علم

(۴)علم حساب کا عام،متوسط وعمیق علم

Marfat.com

(۵) علم بر کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۶) علم بحر کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۷) علم فضاء کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۸) علم ملاء کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۹) علم خلاء کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۰) علم نور کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۱) علم ظلمات کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۲) علم نار کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۳) علم ارض کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۴) علم سماء کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۵) علم طبقات ارض کا (ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۶) علم طبقات ارض کا (ماوراء ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۷) علم جغرافیہ کا (ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۸) علم جغرافیہ کا (ماوراء ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۹) علم جمادات کا (ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۰) علم جمادات کا (ماوراء ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۱) علم نباتات کا (ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۲) علم نباتات کا (ماوراء ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۳) علم حیوانات کا (ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۴) علم حیوانات کا (ماوراء ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۵) علم مخلوقات نوری کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۶) علم مخلوقات ناری کا	عام، متوسط و عمیق علم

Marfat.com

(۲۷)علم مخلوقات ارضی کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۸)علم ماء طیب کا	عام، متوسط و عمیق علم

(۸) محورِ پنجم: محورِ سر السمٰوات والارض روحانی

(۱)علم نظام تکوین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲)علم نظام خلق کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳)علم نظام عوالم کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴)علم نظام الارض کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۵)علم نظام خیر و شر کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۶)علم نظام ربط کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۷)علم نظام ہدایت کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۸)علم نظام دین وشرع کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۹)علم نظام معاشرہ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۰)علم نظام مکافات کا	عام، متوسط و عمیق علم

(ان کی تفصیلات عاجز کی کتاب عالم اسلام کی روحانی صورت حال صفحات ۱۷ تا ۱۳۱ میں ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

تدبیر وتوجیہ۔ا (حصہ چہارم)

توجیہ وتشکیل: اول

'انفاقی قیام' کی بحال

(۱) 'مستقر' پر پہلا عمل 'قیام' ہے۔ 'قیام کا آخری مرحلہ 'اقامت' ہے۔ 'اقامت' کا آخری مرحلہ 'اقامت جہاد' ہے۔ 'اقامت جہاد' کا پہلا مرحلہ 'اقامت صلوٰۃ' ہے اور 'اقامت صلوٰۃ' کا پہلا مرحلہ 'بناء مسجد' ہے۔

(۲) روئے ارض پر صالح ترین اور پاک ترین مسجدیں کون کون سی ہیں اور وہ کیسے بنیں؟ اور اسی کے تتبع میں مسجدیں کیسے بن سکتی ہیں؟

(۳) روئے ارض پر صالح ترین اور پاک ترین مسجدیں صرف وہ مسجدیں ہیں جو انفاقی (اور وہ بھی درجۂ اول اور درجۂ دوم میں) طور پر بنائی گئی ہیں۔ ایسی مشہور ترین انفاقی مسجدیں درج ذیل ہیں:

(۱) مسجدِ تین — جسے حضرت آدم علیہ السلام نے بنائی

(۲) مسجدِ زیتون — جسے حضرت نوح علیہ السلام نے بنائی

(۳) مسجدِ بلدامین — جسے حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیھما السلام نے بنائی

(۴) مسجدِ طورِ سینین — جسے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیھما السلام نے بنائی

(۵) مسجدِ النبی — جسے نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنائی

(۴) ایسی صالح ترین اور پاک ترین مسجدوں کے تتبع میں مسجد بنانے میں درج ذیل امور کا لحاظ

Marfat.com

کیا جانا چاہیئے:

(۱) ایسی صالح ترین اور پاک ترین مسجد کی تعمیر میں تین امور شامل ہیں:

(۱) ارض (مستقر) -

(۲) ارض (متاع)

(۳) عبادت (محنت)

(۲) اس میں:

(۱) ارض (مستقر) اللہ کی جانب سے

(۲) ارض (متاع) اللہ کی جانب سے

(۳) عبادت (محنت) بندہ کی جانب سے

اسی کا ذکر البقرۃ آیت ۱۲۷ میں ہے۔ اور یہی مسجد جنتی سطح کی مسجد ہے اور اس کے بارے میں کہا گیا: مسجدیں جنت کا باغ ہیں۔

(۵) اس روئے ارض پر صالح ترین اور پاک ترین مسجدیں وہ ہیں جو اللہ کی خالصہ زمین پر، اللہ کے خالصہ مواد سے، صرف لوجہ اللہ عبادت (محنت) سے بنی ہوں اور ان میں کسی قسم کے مال کا استعمال قطعاً نہ ہوا ہو یا درجۂ انفاقی اول و دوم میں ہوا ہو۔

(۶) امر اول: صالح ترین اور پاک ترین زمین (مستقر)

(۱) دین اللہ میں پوری روئے ارض 'خالصہ' ہے یعنی وقف للّٰلہ ہے۔ چنانچہ عہد حاضر میں اگر کوئی ایسی زمین روئے ارض پر ہے تو وہ صالح ترین اور پاک ترین زمین ہے۔ اور اگر ایسی کوئی زمین روئے ارض پر پائی نہیں جاتی جو 'خالصہ' ہو تو گویا روئے ارض کی ساری زمینیں ——— 'غصب شدہ' ——— ہیں۔

(۲) مسجد زمین پر بنائی جائے۔ یعنی رہائشی، تجارتی یا صنعتی مجموں

Marfat.com

(Complexes) میں اس طرح قطعاً نہ ہوں کہ:

(۱) نیچے مسجد ہو اور اوپر رہائشی یا تجارتی حصے یا

(۲) درمیان میں مسجد ہو اور نیچے اوپر رہائشی یا تجارتی حصے

(۳) اوپر مسجد ہو اور نیچے رہائشی یا تجارتی حصے۔

(۳) امرِ اوّل کے تحت صورت و گنجائش یہ ہے کہ اگر زمین کی صورت و حالت واقعی انفاقی درجہ اوّل و دوم کی نہ ہو جب بھی بعض عبوری صورتوں میں بنا ممکن ہے۔[تاہم عبوری صورتوں کو مستقل صورت تسلیم کر لینا نادرست ہوگا۔ اگر بوجوہ ایسی ھیئت حاکمہ نہیں جو اقامتِ صلوٰۃ کر سکے اور اقامتِ صلوٰۃ کے لئے اللہ کی زمین کو واگزار کرا کے اسے خالصہ بنائے تو اولاً ایسی صورت میں مسجد کی بناء سے زیادہ ضروری ھیئت حاکمہ کی تشکیل ہے جو اقامتِ صلوٰۃ کرنے کی اہل ہو اور اس کے لئے زمین کو خالصہ بنائے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے مقامات سے ہجرت لازم قرار پاتی ہے جہاں ھیئت حاکمہ منہدم ہو جائے جو اقامت صلوٰۃ کر سکے اور ایسے مقام سے جہاں ایسی ھیئت حاکمہ قائم ہو ایسے مقام کی طرف ترک مکانی حرام ہے جہاں اقامتِ صلوٰۃ کرنے والی ھیئت قائم نہیں خواہ عملاً پہلی ھیئت حاکمہ ظالم و جابر ہی کیوں نہ ہو جائے اس وقت تک وہاں سے اجازت ہجرت نہیں جب تک وہ کفرِ بواح نہ کرے۔] اگر زمین ان معنوں میں خالصہ نہیں کہ وہ کسی فرد کی ذاتی ملکیت ہے تو اسے صالح اور پاک ترین مال کے عوض اپنے حق سے دستبرداری اور زمین کی بحالی کے لئے راضی کیا جا سکتا ہے۔ یہ عاجز اس صورت میں بھی اس کے لئے 'بیع و شراء' کے الفاظ استعمال کرنے کو درست نہیں سمجھتا۔

(۷) امرِ دوم: صالح ترین اور پاک ترین موادِ تعمیر (متاع)

(۱) مسجد کی تعمیر صرف انفاقی مواد سے ہو۔ یعنی مٹی، پتھر، لکڑی وغیرہ سے۔

(۲) یہ مواد اموال خالصہ ہوں اور انھیں انفاقی طور پر حاصل کیا گیا ہو۔

Marfat.com

(۳) امر دوم میں بھی دو باتوں کی گنجائش ہے:

(۱) اگر بوجوہ تعمیر کے یہ مواد اموال خالصہ کی صورت میں دستیاب نہ ہوں تو اس کی گنجائش ہے کہ بدرجۂ آخر مجبوراً انھیں صالح ترین مال سے بیع و شراء کی صالح ترین صورت میں حاصل کی جائے۔

(۲) تعمیر کے دوران تعمیری مواد کا استعمال اگر اتفاقی درجۂ اول یعنی درجۂ جارحہ متصل و منفصل میں نہ ہو سکے تو اس کی گنجائش ہے کہ اتفاقی درجۂ دوم یعنی درجۂ آلہ میں کیا جا سکے۔

(۸) امرِ سوم: صالح ترین اور پاک ترین عبادت (محنت)

(۱) روئے ارض پر اعلیٰ ترین درجہ کے اہل ایمان مثلاً اولوالعزم انبیاء، انبیاء اور صالحین کا سب سے محبوب اور سب سے نازک عمل' بناء مسجد' رہا ہے۔

(۲) ایسی مسجد کی بناء میں 'عبادت' (محنت) اہل ایمان کے لئے سب سے بڑی عبادت ہے۔

(۳) ایسی ہی مسجد کی بناء کے تعلق سے کہا گیا ہے: جو روئے ارض پر اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

(۴) کمزور اہل ایمان کے لئے:

(۱) اللہ تعالیٰ سے اپنی عبدیت کے اظہار۔

(۲) اپنے احوال و اعمال کی درستگی اور اصلاح۔

(۳) گناہوں سے نجات۔

(۴) اپنے اموال میں پائی جانے والی خباثت سے بچتے ہوئے عبادت کا یہ سب سے اچھا طریقہ ہے۔

(۹) سب سے اچھی عبادت یہ ہے لوگ ایسی مسجد کی بناء کریں۔ بناء کے شرائط پوری کریں۔ شرائط

Marfat.com

پوری ہو جائیں تو مسجد کی بناء کریں۔اور دوران بناء مواد تعمیر کی فراہمی اور مسجد کی تعمیر میں عبادت (محنت) کریں۔ روئے ارض پر مسجد کی تعمیر ایسا عظیم الشان عمل ہے کہ اگر دنیا کے موجودہ مسلم بادشاہوں اور حکمرانوں کو فی الواقع اس کی عظمت کی حقیقت معلوم ہو جائے تو وہ بناء مسجد کی شرائط پوری کرنے میں سر دھڑ کی بازی لگا دیں اور جب وہ شرائط پوری ہو جائیں تو اپنے ہاتھوں سے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کرلانے اور سر پر گارا اور پتھر ڈھونے اور چلچلاتی دھوپ میں اپنے ہاتھوں سے مسجد تعمیر کرنے میں لگ جائیں گے۔

(۱۰) تعمیر کے بعد ایسی مسجدوں کی صفائی وستھرائی اور دیکھ ریکھ کا بھی یہی حکم ہے۔زمان ومکان کو اب تک وہ نظارہ یاد ہے جب نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے علاوہ ہر ہفتہ مسجد قباء کی صفائی وستھرائی اور خاک روبی کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔

(۱۱) صدیاں بیت گئیں روئے ارض ایسی مسجدوں، ان کے بنانے والوں، اور ان کی خاک روبی کرنے والوں سے خالی ہو گئی۔ بھلا اس صورت میں روئے زمین پر ابلیس کا غلبہ اور دجال اکبر کی آمد اور اس کے استقبال کی تیاریاں نہیں ہونگیں تو کیا خیر و برکت کا نزول ہو گا۔

توجیہ و تشکیل: دوم

'انفاقی کسب' کی بحال

(۱) 'متاع' کے تعلق سے پہلا عمل 'کسب' ہے۔ 'کسب' کی سب سے ارفع صورت 'انفاقی عمل' سے 'انفاقی درجہ' میں 'انفاقی کسب' ہے۔

(۲) 'متاع' اور 'کسب' کی کیفیت کیا ہے؟

(۱) اللہ تعالیٰ نے روئے ارض پر پائے جانے والی اشیاء کو آدمی اور دیگر مخلوقات کے لئے 'متاع' بنایا ہے۔

(۲) تمام 'رزق' متاع ہے لیکن ہر 'متاع' 'رزق' نہیں۔

(۳) روئے ارض پر 'برکت' انسانوں میں صرف اہل ایمان کے لئے اترتی ہے۔

(۴) روئے زمین پر موجود رزق تمام مخلوقات ارضی کے لئے کافی ہے۔ اس میں کمی کا الزام اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے اور اللہ کے باغیوں اور ابلیس کا قول اور اشتہار ہے۔

(۵) 'طیبات' سے رزق میں برکت اور 'سیئات و خبث' سے اس میں کمی واقع ہوتی ہے۔

(۶) ابلیس کی ہمہ دم کوشش یہ ہے کہ انسان کے رزق میں کمی واقع ہو جائے تاکہ انسان اللہ سے مایوس ہو کر ابلیس کی بات مان لے۔ رزق میں کمی واقع کرانے کے لئے وہ انسانوں کو سیئات اور خبث کو بڑھانے کی ترغیب دیتا ہے۔

(۷) 'حدود اللہ' کی حفاظت سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

Marfat.com

(۸) 'حدود اللہ' کی پامالی سے رزق میں کمی ہو جاتی ہے۔

(۹) 'حدود اللہ' کی خود حفاظت کرنے اور دوسروں سے حفاظت کروانے سے رزق میں برکت کی بحالی ہو جاتی ہے۔

(۱۰) روئے ارض پر بسنے والے اللہ کے باغیوں کو بھی صرف صالحین، اہل ایمان اور دیگر مخلوقات کے طفیل میں رزق ملتا ہے۔

(۱۱) اہل ثروت مسلمانوں کے رزق میں نادار اور مفلس مسلمانوں کے طفیل میں برکت ملتی ہے۔

(۱۲) جب مسلمان اہل ثروت نادار اور مفلس مسلمانوں پر رزق کے دروازے تنگ کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے رزق سے برکت اٹھالیتا ہے۔

(۱۳) حرام اور مشتبہات سے پاک حلال روزی، ماء طیب' اور ماء حیات' کی طرح ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین پر اتارا ہے۔

(۱۴) حرام اور مشتبہ روزی' آگ' کے مانند ہے جو زمین پر ہی انسان کے سارے اعمال جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

(۱۵) حرام اور مشتبہات سے پاک تھوڑی مگر حلال روزی حرام اور مشتبہ مال کے پہاڑ سے بہتر ہے۔

(۱۶) 'حاجت' زندگی گزارنے کی کم سے کم صورت وحالت کو کہتے ہیں۔

(۱۷) 'حاجت' سے زیادہ 'اسباب حیات' رکھنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا اور اللہ کو ناراض کرنا ہے۔

(۱۸) 'حاجت' سے زیادہ مال جمع کرنا اپنے کو ہلاکت میں النا اور اللہ کو ناراض کرنا ہے۔

Marfat.com

(۱۹) 'حاجت' سے زیادہ مکان یعنی رہائش گاہ رکھنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا اور اللہ کو ناراض کرنا ہے۔

(۲۰) 'حاجت' سے زیادہ سواری رکھنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا اور اللہ کو ناراض کرنا ہے۔

(۲۱) 'حاجت' سے زیادہ اسباب حیات رکھنا دراصل 'کنز اور بذر' ہے اور 'انفاق اور عفو' کی خلاف ورزی۔

(۳) اہل ایمان کے لئے لازم ہے کہ وہ روئے ارض پر 'انفاقی رزق' کی بحالی کریں۔ (تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: دجال جلد دوم صفحات (۶۰-۵۹)

Marfat.com

توجیہ وتشکیل: سوم

'انفاقی تغذیہ' کی بحالی

(۱) اہلِ ہم لازماً مصنوعی ماہی پروری (Artificial Fishery) سے کلی اجتناب کریں اور اسی طرح مصنوعی ماہی پروری سے پیدا شدہ مچھلیوں کے کھانے سے سخت پرہیز کریں۔

(۲) اہلِ ہم لازماً مصنوعی مویشی پروری (Artificial Animal Husbandry) سے کلی اجتناب کریں اور اسی طرح مصنوعی مویشی پروری سے پیدا شدہ مویشیوں کے گوشت کے کھانے سے سخت پرہیز کریں۔

(۳) اہلِ ہم لازماً جینیک طریقے سے تبدیل شدہ (Genetically Modified) اناج، مچھلیوں، مویشیوں، پھلوں، سبزیوں، وغیرہ سے کلی اجتناب کریں، نہ اس کام میں شامل ہوں نہ اس طرح پیدا کردہ اشیاء کا بالواسطہ یا بلاواسطہ استعمال کریں۔

(۴) اہلِ ہم لازماً مصنوعی مرغ پروری (Artificial Poultry Farming) سے کلی اجتناب کریں۔ اور اسی طرح مصنوعی مرغ پروری سے پیدا شدہ انڈوں، چوزوں، برائلرز اور مرغوں اور مرغیوں کو کھانے سے سخت پرہیز کریں۔

(۵) اہلِ ہم مصنوعی کیمیاوی کھاد سے سبزیوں کو اگانے اور ایسی سبزیوں کے کھانے سے سخت اجتناب کریں۔

(۶) اہلِ ہم ہائی ٹیک کاشتکاری (Hi-Tech Cultivation) سے کلی اجتناب کریں۔

(۷) اہلِ ہم مصنوعی کیمیاوی کھاد (Artificial Fertilizer) سے کاشتکاری کرنے اور ایسی

Marfat.com

کاشتکاری سے پیدا شدہ اشیاء سے حتی الوسع اجتناب کریں۔

(۸) اہلِ ہم بازار میں اشیاء فروخت کرنے والوں مثلاً اناج، پھل، سبزی، گوشت، انڈا بیچنے والوں پر واضح کریں اور انھیں تاکید کریں کہ آپ ان سے پرہیز کرتے ہیں تاکہ کچھ عرصہ بعد ہی سہی وہ تاجرانہ طور پر آپ کی طلب کا لحاظ کرنے لگیں۔

(۹) اہلِ ہم اشیاء کو پیدا کرنے والوں مثلاً اناج، پھل، سبزی، گوشت، انڈا پیدا کرنے والوں پر واضح کریں اور انھیں تاکید کریں کہ آپ ان سے سخت پرہیز کرتے ہیں۔

(۱۰) ہوا، پانی اور مٹی کی ہائی ٹیک '(Commercialization) روئے زمین پر فسادِ عظیم ہے۔ اہلِ ہم کو ہر سطح پر اسے روکنے کی حسب استطاعت کوشش کرنی چاہیئے یا کم از کم اس سے مجتنب رہنا چاہیے اور بالواسطہ یا بلاواسطہ اس میں شریک کار نہیں ہونا چاہیئے۔

(۱۱) 'بوتلوں میں بند پینے کا پانی' اور 'ڈبوں میں بند سانس لینے کی ہوا' اور اس کی تجارت فتنۂ دجال اکبر کی عظیم نشانیوں میں سے ایک ہے کہ اب اس کی آمد آمد ہے۔

(۱۲) اہلِ ہم مقامی طور پر پیدا کردہ اشیاء مثلاً سبزیوں، اناجوں، حتی کہ جنگلی غذاؤں کو ترجیح دیں۔ بڑی تجارتی کاشتکاری (Large Commercial Cultivation) اور ہائی ٹیک کاشتکاری (High-tech Cultivation) سے حاصل اشیاء سے کلی اجتناب کریں۔

(۱۳) جو لوگ ہائی ٹیک بیج (High-Tech Seed) اور Hybrid قسموں کی چیزوں کا استعمال کر رہے ہیں ایسے لوگ اور ان اشیاء کا استعمال کرنے والے نہ صرف صریح ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں بلکہ ان کا نصیبہ دجال اکبر کی جنت میں داخل ہو کر رہنا ہے۔

(۱۴) اہلِ ہم دودھ، شہد، پھل، جنگلی پھل، روٹی، ستو، گڑ، ابلے اناج، پالتو جانوروں کا بھنا یا ابلا ہوا گوشت، ابلی ہوئی ہری سبزیاں، دیسی مرغا یا مرغی اور ان کے انڈے، حتی کہ پتوں، ڈنٹھلوں اور گھاس کی روٹی کا زیادہ سے زیادہ استعمال کریں۔

Marfat.com

(۱۵) پوری امت مسلمہ محمدیہ کو بالعموم اور اہل ہم کو بالخصوص چاہیئے کہ وہ فی الفور مندرجہ ذیل امور سے کلی یا حتی الوسع اجتناب کرنے کے اقدامات کریں۔ مزید اور ہولناک تباہی سے امت کو بچانے کی نسبتاً آسان اور دستیاب راہ فی الوقت یہی ہے:

(۱) ایسی دواؤں، انجکشن، ٹیکہ دیئے اور ڈراپ پلائے جانے سے کلی اجتناب کریں جن کے لئے کلی مہم (Sweeping Drive) چلائی جاتی ہوں۔ اب تک جو خرابیاں پیدا کردی گئی ہیں ان کی موجودگی میں ایسا اجتناب کرنے سے ابتداء کچھ نقصانات تو ہوں گے لیکن بالآخر بڑے نقصان سے اللہ تعالی محفوظ رکھے گا۔

(۲) جینٹیک طریقے سے پیدا کردہ (Genetically Produced/Induced/Modified) اناج، پھل، سبزی، گوشت، مچھلی اور مرغ سے کلی اجتناب کریں۔ اسی طرح ان اشیاء سے بنائے گئے کھانوں سے۔

(۳)

(۱) ڈبہ بند تمام نیم تیار غذائی چیزوں سے کلی اجتناب کریں۔

(۲) تمام زود غذاؤں (Fast Food) سے کلی اجتناب کریں۔

(۳) تمام نیم تیار غذائی اشیاء (Semi-Prepared Food Items) سے کلی اجتناب کریں۔

(۴) زیادہ بہتر ہوتا کہ لوگ کل تک نسبتاً محفوظ ایسے عام غذائی اجناس سے بھی کلی اجتناب کرتے مثلاً پسے ہوئے مسالوں سے۔

(۴)

(۱) ہر طرح کے مشروبات (Cold-Drinks) سے کلی، فوری اور سختی سے اجتناب کریں۔ اس کی بجائے قدیمی اور روایتی شربت اور دیگر مشروبات کو رواج دیں۔

Marfat.com

(۲) اسنس (Essence) کے ہر طرح کے استعمال سے غذا کو بچائیں۔ایسی غذا سے کلی اجتناب کریں۔

(۳) ذائقہ کے لئے عصری تمام اشیاء (Flavour) سے کلی اجتناب کریں۔

(۵)

(۱) گھر یا مقامی طور پر اور معتمد علیہ نانبائیوں کے ذریعہ تیار کردہ بسکٹوں کے علاوہ ہر طرح کے بسکٹوں، چاکلیٹوں اور کنفیکشنری سے کلی اجتناب کریں۔

(۲) ڈبہ بند دودھ، جمائے ہوئے دودھ (Condenced Milk) ،سفوف خشک دودھ (Milk Powder) سے کلی اجتناب کریں۔

(۳) ڈبہ بند شہد سے بھی کلی اجتناب کریں الا یہ کہ اطمینان ہو۔

(۴) دودھ، دہی، گھی، پنیر وغیرہ کی ضرورت گھروں یا پڑوس یا محلے میں ہی پوری کر لی جائیں تو بہتر ہے۔

(۶)

(۱) پھولوں یا مشک سے بنایا گیا پاک عطر ملے تو لگائیں ورنہ ہر قسم کے مصنوعی اور کیمیاوی خوشبو سے کلی اجتناب کریں۔مشرق وسطی سے درآمد کردہ مغربی خوشبوؤں سے کلی اجتناب کریں۔عطر نہ لگانا نجس ہونے یا ہلاک ہونے سے بہتر ہے۔

(۲) زیبائش کے تمام عصری اشیاء (Cosmetic Items) سے کلی اجتناب کریں اور اس کی جگہ روایتی طریقوں کا استعمال کریں۔

(۷) لکڑی، چمڑے اور سوتی یا ریشمی کپڑوں سے بنے گھریلو کھلونوں کے علاوہ عصری تمام کھلونوں سے مسلمان بچوں کو کلی اور فوری طور پر بچایا جائے۔کیمیاوی مادوں سے تیار کردہ یہ کھلونے دراصل کیمیاوی، حیاتیاتی اور جراثیمی ہتھیار ہیں جن سے آئندہ کی پوری مسلم نسل کو

Marfat.com

شدید خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔

(۸) ان امور سے کلی، فوری اور سختی سے اجتناب کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عصر حاضر میں یہ تمام راستے دراصل جنگ کے راستے ہیں اور یہ اشیاء نہیں بلکہ غالب قوم کے جراثیمی، حیاتیاتی اور کیمیاوی اسلحے ہیں۔ اب کسی قوم کا خاتمہ کرنے کے لئے ٹینکوں سے حملے اور ہوائی جہازوں سے بمباری نہیں ہوگی بلکہ دوا، ٹیکہ، انجکشن، غذا، پھل، سبزی، اناج، بیج، بسکٹ، چاکلیٹ، دودھ، مشروبات اور مٹھائی بھیجی، پھیلائی اور رائج کی جائے گی اور دیکھتے دیکھتے قوم تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گی۔

Marfat.com

توجیہ و تشکیل: چہارم

'انفاقی تعمیر' کی بحالی

(۱) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'مسجدیں اللہ کا گھر' اور 'جنت کے باغ' ہیں۔

(۲) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'بازار ابلیس کا قلعہ ہے اور وہاں اس کا جھنڈا لہراتا ہے'۔

(۳) جب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے زمین پر آدم کی آمد کے مقصد اور اللہ کی رضا اور دین اللہ کے نصب العین کی تکمیل کی تو اللہ تعالیٰ نے تاریخ انسانی میں پہلی بار پوری 'روئے زمین' کو 'مسجد' بنا دیا۔ (وجعلت لی الارض مسجداً وطھوراً ترجمہ: میرے لئے 'الارض' مسجد اور پاک بنا دی گئی)

(۴) جب ابلیس روئے زمین پر اپنی پوری قوت سے دجال اکبر کے ساتھ ظاہر ہوگا اور روئے ارض سے 'دین اللہ' کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ پوری 'روئے زمین' کو 'بازار' بنا دے گا۔

(۵) جب زمین پوری طرح 'مسجد' بنی تو مومن کا ہر عمل 'عبادت' بن گیا۔

(۶) جب زمین پوری طرح 'بازار' بنا دی جائے گی تو ہر عبادت تجارت اور ہر شئے قابل خرید و فروخت بن جائے گی۔

(۷) حالیہ سو سالوں اور بالخصوص گزشتہ چند سالوں میں:

(۱) پوری دنیا کا بازار بن جانا۔

(۲) تجارت، صناعت، زراعت، خدمت حتی کہ اعضاء جسم کا تجارتی (Commercialization) اور صنعتی (Industrilization) ہو جانا۔

Marfat.com

(۳) سانس لینے کی ہوا اور پینے کے پانی کا تجارتی (Commercilalization)اور صنعتی(Industrilization)ہو جانا۔

پوری زمین پر ابلیس کے غلبے اور دجال اکبر کی آمد کی تہذیبی اور تمدنی علامت ہیں۔

(۸)

(۱) جب روئے زمین پر بڑے بڑے بازار بن جائیں، بلکہ پوری روئے زمین اور اس میں پائی جانے والی ہر چیز، اس کا ہر فرد اور اس کی ہر خدمت قابل بیع و شراء مواد (Commodity)بن کر بازار(Market) کا حصہ ہو جائے۔

(۲) جب روئے ارض کی زمینیں، سمندر اور جنگل تجارتی (Commercialized)ہو کر اور صنعت(Industry)بن کر بازار(Market) کا حصہ ہو جائیں۔

(۳) جب روئے ارض پر کاشتکاری صنعت(Industry) بن کر بازار (Market) کا حصہ ہو جائے۔

(۴) جب روئے زمین پر صناعت(Manufacturing) کو غلبہ ہو جائے۔

(۵) جب روئے زمین بڑی بڑی صنعتوں(Industries) سے بھر جائیں۔

(۶) جب روئے زمین پر بڑے بڑے شہر(Mega Cities & Metros) وجود میں آ جائیں۔

(۷) جب روئے زمین پر رہائش کے لئے بڑی بڑی تعمیرات اور مجمعے (Grand Structures & Complexes)بن جائیں ،تو جان لینا چاہئے کہ روئے زمین پر ابلیس اور اس کے متبع جن وانس کا غلبہ ہو چکا ہے اور اب ابلیس نے باور کر لیا ہے کہ اسے اتنی کامیابی مل چکی ہے کہ اب وہ دجال اکبر کو ظاہر کر دے۔

Marfat.com

(۹) اس صورت حال میں اہل ہمم کے لئے لازم ہے کہ وہ جلد از جلد انفاقی رہائش گاہوں کی بحالی کریں۔

(۱۰) اہل ہمم جلد از جلد شہروں سے قصبوں کی طرف، قصبوں سے گاؤں کی طرف، گاؤں سے چھوٹے گاؤں کی طرف، چھوٹے گاؤں سے جنگلی رہائش گاہوں کی طرف، جنگل رہائش گاہوں سے غاروں کی طرف جانے کی کوشش کریں۔ اور ایسی جگہوں پر بڑے پیمانے پر شجر کاری کریں اور بالخصوص پھل دار اور سایہ دار درختوں کی۔

(۱۱) امت عنقریب واقع ہونے والی اس ہلاکت (Casualties) کا اندازہ نہیں کر سکتی جو بڑے شہروں (Mega Cities & Metros) میں رہنے کے سبب ان پر وارد ہونے والی ہے۔

(۱۲) جو لوگ غذا یا غذائی اجناس کی حفاظت کے لئے مصنوعی ثلاجہ (Fridge) کا استعمال کر رہے ہیں وہ جلد از جلد اس سے چھٹکارا پالیں۔ غذا کی حفاظت کے لئے متبادل، قدیمی اور قدرتی طریقوں کا استعمال کریں۔

(۱۳) 'عام مسلمان' بالعموم اور اہل ہمم بالخصوص فون، موبائل، انٹرنیٹ، ای میل اور فیکس کا استعمال صرف ضرورتاً بلکہ اضطراراً کریں۔

(۱۴) جو لوگ پانی کے لئے براہ راست نلوں کا استعمال کرتے ہیں یعنی بجائے بالٹی یا کسی برتن میں پانی لے کر یا رکھ کر غسل کرنے یا وضو کرنے کے براہ راست نلوں کا استعمال کرتے ہیں وہ بھی بڑی سرعت سے دجال اکبر کے سائے کی طرف جا رہے ہیں۔ جب سے انسان نے ابلیس کے اتباع میں اور دجال اکبر کے استقبال کے لئے ربانی اور قدرتی انتظام آب (Divine Water Management) کو درہم برہم کر کے شیطانی انتظام آب (Satanic Water Management) اختیار کیا ہے تب سے اللہ تعالی نے ——— 'یارض ابلعی' و 'یاسماء اقلعی' (ھود۔۴۴) کا عذاب لا دیا ہے جو شدید ہوتا جا رہا ہے۔ اسی صورت عذاب میں دجال اکبر کا دروازہ وا ہوتا ہے۔ جب اس کے طریقہ پر چل کر کوئی وقتی

Marfat.com

طور پر یہ محسوس کرے گا کہ اس نے عذاب سے نجات پالی ہے جب کہ حقیقت یہ ہوگی کہ وہ دراصل ہلاکت کی طرف جارہا ہوگا (فمن یا تیکم بماء معین)(الملک ـ ۳۰)

ترجمہ: ''پھر کون لائے تمہارے پاس پانی ابلتا''

(۱۵) جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے عالیشان (؟) عادی، ثمودی، فرعونی اور شدادی مسجدیں (؟) بنواتے ہیں اور ان میں براہ راست نلوں سے غسل اور وضو کا نظم کر رکھا ہے اور جو لوگ اس سے غسل اور وضو کر کے نمازیں پڑھتے ہیں وہ ــــــ نیکی برباد گناہ لازم ــــــ کے مصداق خود کو ہلاک کرتے ہیں۔ ہر روز غسل اور وضو کرنے والے کروڑوں لوگ خود بھی گناہ بٹورتے ہیں اور اپنے گناہ کا ایک حصہ ان کو بھی منتقل کرتے رہتے ہیں جنھوں نے ایسی مسجدیں بنوائی ہیں اور ان میں ایسے نل لگوائے ہیں۔ جب ایک سے تین لیٹر پانی سے ہونے والا وضو دس سے بیس لیٹر پانی سے ہو اور پانچ سے بیس لیٹر پانی سے ہونے والا غسل پچاس سے ڈیڑھ سو بلکہ دو سو لیٹر پانی سے ہو تو گناہ بٹورے اور تقسیم نہیں کئے جائیں گے تو کیا اجر و ثواب ملے گا۔ جب مسجدوں کی یہ صورتحال ہے تو بآسانی قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ان افراد اور اشخاص کے نامہ اعمال کی کیا صورتحال ہوگی جو بڑے بڑے شہروں (Mega Cities) میں بڑی بڑی تعمیرات (Mega Structures)، فلک بوس عمارتوں (Sky Scrappers) اور مجمعوں (Complexes) تعمیر کرتے اور ان میں رہتے ہیں۔

Marfat.com

توجیہ وتشکیل: پنجم

'انفاقی حج' کی بحالی

(۱) 'قیام' کا آخری مرحلہ 'اقامت صلوۃ' ہے۔ اور 'اقامت صلوۃ' کا آخری مرحلہ 'اقامت حج' ہے۔ 'اقامت حج' روئے ارض پر اللہ کی کبریائی کی اقامت کا اعلان عام ہے۔

(۲) اس عہد میں اکثر ارادۂ حج، صورت سفر حج، ادائیگی ارکان حج اور انتظامات حج فسادات سے بھر گئے ہیں۔

(۳) اس عہد میں صورت کم وبیش یہ ہوگئی ہے کہ حرام اور مشتبہات سے استفادہ کئے بغیر حج ہو ہی نہیں سکتا یا حرام اور مشتبہات سے استفادہ کرنے والے ہی اب حج کر سکتے ہیں۔

(۴) روئے ارض پر ابلیس کے غلبہ کے سبب صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ مال حرام کمانے، جوا کھیلنے، عیاشی کرنے حتی کہ زنا کرنے کے لئے روئے ارض کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جانے اور گھومنے پر نہ صرف یہ کہ کوئی پابندی نہیں بلکہ ان مشغلوں کے لئے ہر طرح کی سہولت فراہم اور ہر طرح کی رکاوٹ دور کی جاتی ہے اور سفر کو آسان سے آسان اور سستا سے سستا بنانے کی سعی کی جاتی ہے لیکن حلال مال سے (جو لازماً کم مقدار میں ہوگا) حج کرنا ممکن ہی نہیں رہ گیا بلکہ تقریباً محال بنا دیا گیا ہے۔ اس لئے اہل ہم اس کی کوشش کریں اور سعی بلیغ کریں تا کہ انفاقی حج بحال ہو جائے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل صورتیں اختیار کی جائیں اور اس تعلق سے رکاوٹیں دور کرائی جائیں:

(۱) حج پیدل اور بری راستوں سے کیا جائے۔ صرف ضرورتاً بحری راستوں سے حج کیا جائے۔ حج کے لئے ہوائی جہاز کا قطعاً استعمال نہ ہو۔ صرف بعض صورتوں میں اضطراراً اس بات کی گنجائش نکل سکتی ہے۔

(۲) حج انفرادی یا حسب ضرورت وسہولت دیگر سواریوں پر قافلوں کی شکل میں ادا کیا

Marfat.com

جائے۔

(۳) کھانے اور پینے کا سامان قابل عمل حد تک اپنے ساتھ لے جایا جائے۔ مثلاً ستو، شہد، کھجور وغیرہ۔

(۴) حج کے انتظام و آداب کے تعلق سے بہت سے امور جن کا رواج بیسویں صدی عیسوی میں ہوگیا یا کردیا گیا وہ بے جا، تکلیف دہ اور لغو ہیں۔ ان کے سبب حج کی صورت، مقاصد، حیثیت اور روح میں بنیادی تبدیلی ہوگئی ہے۔ ان امور نے اہل تقویٰ کو حج کرنے کے قابل نہیں رکھا یا انھیں فی الواقع بالواسطہ یا بلاواسطہ حج کی ادائیگی کرنے سے روک دیا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ 'عام مسلمان' حج کے برکات سے محروم کردیئے گئے۔

گزشتہ صدی عیسوی میں ایسا لگتا ہے کہ یہودیوں کے ذریعہ کیا گیا مشرق وسطیٰ کا نظم جدید، دراصل دجال اکبر کے ورود کی راہ ہموار کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ احادیث کے مطابق دجال اکبر کا ظہور ایسے زمانے میں ہوگا جب وہ پورے مشرق وسطیٰ حتی کہ جزیرۃ العرب میں دندناتا پھرے گا اور حرمین کے قریب تک چلا آئے گا (لیکن اس میں داخل نہیں ہوسکے گا اس لئے کہ اللہ کے ملائکہ اسے ایسا کرنے سے روک دیں گے) لیکن احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پوری دنیا میں حتی کہ حرمین میں حق کی پامالی کی حالت ایسی ہوگی کہ مہدی چھپ کر حج کرے گا اور احادیث کے مطابق وہ ایسے لباس و وضع و قطع میں ہوگا کہ بظاہر بنی اسرائیلی (یہودی) نوجوان نظر آئے گا۔

(۵) احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال اکبر کے ظہور کے قریبی زمانے میں عام طور پر حج کرنے والے حکمران، حکومتی اہل کار، مال دار، تاجر اور صنعت کار، اپنی ذات یا دیگر عنوانات کے بہانے مانگنے اور سوال کرنے والے مسلمان اور علماء اور مشائخ ہوں گے جن میں اکثر لوگوں کا حج مقبول اور مبرور نہیں ہوگا۔ اس سے امت میں برکتوں کی سخت کمی واقع ہوجائے گی۔ اس کمی کی تلافی کرنے اور مقبول حج کی تعداد میں اضافہ کے لئے 'عام مسلمانوں' کو زیادہ سے زیادہ 'اتفاقی حج' کرنے کی سعی کرنی چاہیے خواہ اس کے سبب انھیں صعوبتوں کا سامنا ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

Marfat.com

توجیہ وتشکیل: ششم

'انفاقی جسد' کی بحالی

(۱) معرکۂ دجال اکبر کے اس مرحلے میں امت نا قابل بیان آزمائش سے عن قریب دو چار ہونے والی ہے۔ اس آزمائش سے کامیاب نکلنے اور امت کو عام ہلاکت سے بچانے کے لئے 'عام مسلمان' بالعموم اور اہل ہم بالخصوص درج ذیل اقدامات فوری طور پر کریں:

(۱) اس کا قوی اندیشہ ہے کہ عن قریب امت مسلمہ محمدیہ کی طبعی غیر عادی رغیر معتاد ہلاکت کی شرح نا قابل بیان حد تک بڑھ جانے والی ہے۔ خدانخواستہ یہ شرح ایک کروڑ سے دو کروڑ فی سال تک جا سکتی ہے۔ مسلمانوں کی یہ اموات اور ہلاکت سالانہ عام طبعی موت سے مرنے والوں سے الگ ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آنے والے دنوں میں فی سال دو سے پانچ 'قتل عظیم' (Megadeath) کا سامنا ہو۔ 'قتل عظیم' (Megadeath) اس موت کو کہتے ہیں جو ایک ہی جگہ ایک ہی وقت میں واقع ہو اور اس میں کم از کم دس لاکھ افراد ہلاک ہوں۔ اللھم احفظنا

(۲) اس صورتحال سے نبرد آزما ہونے کے لئے عام مسلمانوں پر بالعموم اور اہل ہم پر بالخصوص ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ شرح پیدائش اور شرح تولید کو جہاں تک اور جتنا ممکن ہو جلد از جلد بڑھائیں۔ اور اس مقصد کے لئے کثرت ازدواج اور کثرت تولید کی ہر جائز صورت اختیار کریں۔

(۲) مسلم جسد کو زیادہ سے زیادہ شدائد اور تکالیف برداشت کرنے کا عادی ابھی سے بنائیں تا کہ جب زمینی حقائق فی الواقع شدید ہو جائیں (عن قریب ہو جانے والے ہیں) تو مسلمانوں کی جسمانی اور ذہنی مدافعت کی قوت بہت متاثر نہ ہو۔ روکھا سوکھا کھانا ابھی سے کھائیں۔ کنویں، ندی اور تالاب کا

Marfat.com

Unfiltered قدرتی پانی (گندا اور غلیظ پانی نہیں) پینے کی عادت ڈالیں ۔ جدید سہولتوں کے بغیر جینے کی عادت ڈالیں ۔ تا کہ جسم و ذہن Resistant ہو جائیں ۔

(۳) اہل ہم ادویہ بصورت غذا یعنی غذائی ادویہ کی معلومات اور تجربہ کو تازہ کریں اور ان کو زیر استعمال لائیں ۔ خواتین اور بچوں کو ان کی معلومات فراہم کریں اور ان کو ان کا عادی بنائیں کہ خود ان تدابیر کو اختیار کریں ۔

(۴) تاریخ میں پہلی بار مسلم معالجین کو اللہ رب العالمین ایسی عظیم آزمائش سے دو چار کرنے والا ہے جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے ۔ اس تعلق سے چند ضروری امور مسلم معالجین کے لئے درج ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں:

(۱) یوں تو ہر طریقۂ علاج کے مسلم معالجین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس آزمائش کے لئے خود اور امت کو تیار کریں لیکن سب سے زیادہ ذمہ داری ان معالجین پر عائد ہوتی ہے جو قدرتی اشیاء سے براہ راست علاج کرتے ہیں یا جن کا طریقۂ علاج ابھی اس (Commercialization) کا شکار نہیں ہوا ہے جس سے ایلو پیتھک اور ہومیو پیتھک ہو چکے ہیں ۔ اس عاجز کے علم کی حد تک طب یونانی کے معالجین پر سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے ۔ خواہ مفردات کے تعلق سے ہو یا مرکبات اور جراحی کے تعلق سے یا بطور خاص سمیات کے تعلق سے ۔

(۲) اس تعلق سے سب سے اولین ذمہ داری بالکل بے سر و سامانی کی حالت اور جنگل میں علاج اور جراحی کرنے کی صلاحیت اور مہارت بڑھانے کی ہے ۔

(۳) اس تعلق سے دوسری بڑی ذمہ داری مسلم مردوں ، خواتین ، بچوں اور بچیوں اور بالخصوص کم عمر کے لوگوں کو طبی مددگار اور ابتدائی علاج کی مہارت فراہم کرنے سے ہے ۔

(۴) اس تعلق سے تیسری بڑی ذمہ داری زچگی کرانے بالخصوص بالکل بے سر و سامانی کی حالت میں زچگی کرانے اور علاج و معالجہ کی مہارت کے بڑھانے کی ہے ۔

Marfat.com

(۵) اس تعلق سے چوتھی بڑی ذمہ داری زچگی میں مددگار خواتین کی تربیت اوران کو زچہ بچہ کے ابتدائی علاج اور دیکھ ریکھ کی مہارت فراہم کرنے سے ہے۔

(۶) اس تعلق سے پانچویں بڑی ذمہ داری قدرتی اشیاء بالخصوص جنگلوں اور گاؤں میں براہ راست دوا سازی کی مہارت بڑھانے سے ہے۔

(۷) اس تعلق سے چھٹی بڑی ذمہ داری سمیات اوراس کے معالجہ سے متعلق مہارت میں اضافہ کرنے سے ہے بالخصوص بے سروسامانی کی حالت میں سمیات کے معالجہ کی۔

(۸) اس تعلق سے ساتویں بڑی ذمہ داری روایتی سمیات سے جداگانہ جدید کیمیاوی، حیاتیاتی اور جراثیمی ہتھیاروں کی سمیات اوراس کے معالجہ سے متعلق مہارت بڑھانے سے ہے بالخصوص بے سروسامانی کی حالت میں۔

(۹) اس تعلق سے آٹھویں بڑی ذمہ داری غیر روایتی سمیات مثلاً جوہری تابکاری سے متاثر اور کیمیاوی، حیاتیاتی اور جراثیمی ہتھیاروں کی سمیات سے متاثر نعشوں کی تدفین کی مہارت پیدا کرنے اور مرد و خواتین کو اس کی تربیت دینے سے متعلق ہے۔

(۱۰) اس تعلق سے نویں بڑی ذمہ داری بالخصوص چیچک اوراس کے وسیع پیمانے پر اور بڑی سرعت کے ساتھ پھوٹ پڑنے کی صورت میں اس کے علاج و معالجہ اور تیمارداری کی مہارت بڑھانے سے ہے خصوصاً بے سروسامانی کی حالت میں۔

(۱۱) ایک عام اندازہ کے مطابق ——— پورے عالم اسلام سے قطع نظر ——— صرف برصغیر میں طبی مددگاروں اور زچگی میں مددگار مرد و خواتین کی آئندہ ضرورت فی کس دس لاکھ سے بیس لاکھ کی ہوگی۔

(۵) عہد موجودہ میں امت مسلمہ محمدیہ کے لئے بالعموم اوران میں اہل ہمم کے لئے بالخصوص لازم ہے کہ وہ ہر اس مہم (Campaign) اور کوشش (Drive) سے خود کو محفوظ رکھیں جس میں (Sweeping Approach) اختیار کیا گیا ہو۔ مثلاً بیمار اور صحت مند ہر فرد کو بلا لحاظ بچاؤ کے نام پر

احتیاطی دوا دینا۔ موجودہ زمانہ تاریخ انسانی کا سب سے 'کھلا' اور 'معلوم' زمانہ نہیں بلکہ سب سے 'چھپا' اور 'خفیہ' زمانہ ہے۔ اسی زمانے میں تاریخ انسانی میں پہلی بار 'Patent Right' اور 'Copy Right' کے نام پر علوم، دریافت اور ایجادات کی حقیقت چھپائی گئی ہے۔ اور غریب اقوام پر بڑی بڑی جنگیں محض ہتھیاروں کا تجربہ کرنے کے لئے تھوپی گئی ہیں۔ ایسی حالت میں ہم چند نام نہاد مسلم دانش وروں اور ماہرین کی آراء پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ گزشتہ سو سالوں میں متعدد بار یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایسے دانش وروں کی حیثیت اور حقیقت 'Record Player' سے زیادہ کچھ نہیں۔ وہ وہی کہتے ہیں جو مغربی استعمار ان کو باور کراتا ہے۔ جہاں تک مغربی استعمار کی حقیقت جاننے کا سوال ہے تو وہ اس سے اکثر نابلد ہوتے ہیں۔ ایسے مسلم دانش وران اور حکمران انسان ہوتے ہوئے بھی اتنے ذی فہم اور اپنی قوم کا اچھا برا سمجھنے والے ثابت نہیں ہوئے جتنے جنگل کے جانور۔ مغربی یہودی غیر انسانی تجربوں پر جانوروں کے ردعمل کو جاننے کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) Cindy Engel: Wild Health: How Animals Keep Tnemselves Well and What We Can Learn From Them: Houghton Mifflin, 2002.

(۲) کثرت ازدواج اور کثرت تولید کے تعلق سے الحمد للہ 'عام مسلمانوں' کو سمجھانے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ تاہم امت مسلمہ کے 'ضعفاء' اور بالخصوص 'متغربین' کو چاہئے کہ وہ عن قریب شائع ہونے والی فلپ لانگ مین (Phillip Longman) کی کتاب "The Empty Cradle: Basic Books, 2004" ضرور پڑھ لیں۔ جس کا کچھ حصہ Foreign Affairs: May/June 2004 میں شائع ہوا ہے۔ اس عاجز کو قوی امید ہے کہ اگر 1968 میں پال اہلرخ (Paul Ehlrich) کی کتاب (Paul Ehlrich: The Population Bomb) ان کی سمجھ میں آئی تھی تو ان شاء اللہ یہ کتاب بھی ـــــــ بلکہ کتاب سے زیادہ اس کا بین السطور ـــــــ ان کی سمجھ میں ضرور آجائے گا۔

Marfat.com

(۷) عصر حاضر میں طرح طرح کی وبائی اور متعدی اور غیر متعدی بیماریاں پھیل رہی ہیں جن کے علاج کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ دواؤں اور طریقوں کی تشہیر کی جاتی ہے جس سے تاثر ملتا ہے کہ مغربی طریقۂ حیات میں کتنی آسانیاں میسر ہیں۔ جب کہ عام طور پر یہ بیماریاں پھیلتی نہیں بلکہ پھیلائی جاتی ہیں۔ اس وقت ان کے ذرائع درج ذیل ہیں:

(۱) جراثیمی جنگ۔

(۲) حیاتیاتی جنگ۔

(۳) جوہری جنگ۔

(۴) جراثیمی، حیاتیاتی اور جوہری تجربے خواہ وہ تجربے ہوں یا دواؤں کے تجربے۔

(۵) بعض دوائیں جو دراصل درپردہ بیماریاں پیدا کرتی ہیں خواہ راست کریں یا بطور سائڈ ایفیکٹ مثلاً حاملہ عورتوں کو متلی کے لئے دی جانے والی دوا Thalidomide عام طور پر نا تمام بچوں کی پیدائش، اپاہج بچوں کی پیدائش یا پولیو زدہ بچوں کی پیدائش پر منتج ہوتی ہے۔

(۶) جنیٹک طور پر تبدیل شدہ اناج، پھلوں، سبزیوں گوشت، مچھلی، مرغ کے ذریعہ۔

(۷) ڈبہ بند کھانوں کے ذریعہ۔ مثلاً مرغ بانی میں جس طرح بے تحاشا اینٹی بایوٹک کا استعمال صرف جلد فربہی کے حصول کے لئے کیا جاتا ہے۔

(۸) مشروبات (Cold Drinks) کے ذریعہ۔

(۹) کیمیاوی مواد سے تیار کردہ کھلونوں اور دیگر گھریلو سامان کے ذریعہ۔

(۱۰) معالجہ کے طریقوں سے مثلاً ـــــ ایکس رے (X-Ray) کے ذریعہ ـــــ سی ٹی اسکین (CT Scan) کے ذریعہ ـــــ پیٹ (PET) کے ذریعہ ـــــ ایم آر آئی (MRI) کے ذریعہ۔ اطباء کو چاہئے کہ وہ ان امور کے تعلق سے اپنی قومی وملی ذمہ داریاں پوری کریں۔ ایسے طبی طریقے وضع کریں یا ماضی میں پائی جانے والی صلاحیتوں مثلاً نباضی کو

Marfat.com

بڑھائیں تا کہ ان کی مدد سے ان مضر طریقوں سے محفوظ رہا جا سکے۔

(۸) احادیث مبارکہ میں جن نیم آدمی یا آدمی نما مخلوقات کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے ایسا لگتا ہے کہ وہ گھڑی آن پہنچی ہے۔

(۹) لہذا تمام مسلمانوں اور بالخصوص اہل ہم کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ فطرت کو حتی المقدور بچائیں۔ مغربی طبی معالجہ اور دواؤں بالخصوص جینٹک میڈیسن (Genetic Medicine) سے کلی اجتناب کریں۔ آدمی کی نسل کو بچائیں۔ اناجوں، پھلوں، سبزیوں وغیرہ کے بیجوں کی حفاظت کریں۔ فطری بیجوں کو محفوظ رکھیں۔ اور صرف ان کی ہی کاشت کریں۔ پالتو جانوروں کی نسل کو بچائیں۔ اور انھیں مصنوعی اور غیر فطری نسل بننے سے بچائیں۔

Marfat.com

توجیہ و تشکیل: ہفتم

'انفاقی قیادت' کی بحالی

(ا) عہد حاضر میں مسلمانوں کی قیادت کے اہل لوگوں اور ان کے اعوان و انصار کے مطلوبہ صفات درج ذیل ہیں:

(۱) نوجوان ہوں۔

(۲) صحت مند ہوں۔

(۳) صالح ہوں۔

(۴) قران پڑھتے وقت ان پر گریہ، لرزہ یا حیرت طاری ہو جاتی ہو۔

(۵) شہید ہونے کا جذبہ رکھتے ہوں اور اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہوں۔

(۶) اسرار دین سے واقف ہوں۔

(۷) سنت رسول ﷺ سے واقف ہوں۔

(۸) 'علت شرع' یا 'شرعۃ' سے واقف ہوں۔

(۹) 'صورت منہاج' سے واقف ہوں۔

(۱۰) 'ایام اللہ' سے واقف ہوں۔

(۱۱) فی زمانہ 'الارض' کے احوال و حیثیت سے واقف ہوں۔

(۱۲) فی زمانہ 'تغلب فی البلاد' سے واقف ہوں۔

(۱۳) فی زمانہ 'تداول ایام' سے واقف ہوں۔

Marfat.com

(۱۴) فی زمانہ 'طاغوت' سے واقف ہوں۔

(۱۵) فی زمانہ 'قردۃ' 'خنازیر'، 'عبد طاغوت'، 'غاوون' اور 'شعراء' سے واقف ہوں۔

(۱۶) فی زمانہ مسلم معاشرہ میں 'طیب' اور 'خبث' کی حالت سے واقف ہوں۔

(۱۷) فی زمانہ 'افک' اور 'افتراء' سے واقف ہوں۔

(۱۸) فی زمانہ 'سحر' سے واقف ہوں۔

(۱۹) فی زمانہ 'اجل'، 'اجل امت' اور 'اجل مسمیٰ' سے واقف ہوں۔

(۲۰) فی زمانہ 'تلاوت آیات' سے واقف ہوں۔

(۲۱) فی زمانہ 'منقلب' 'مقام'، 'تکبیر'، 'رجز'، اور 'تمنیٰ'، سے واقف ہوں۔

(۲۲) فی زمانہ 'مثوی'، 'عرض قریب'، 'سفر قاصد'، 'قرح'، 'غم' اور 'انقلاب عقب' سے واقف ہوں۔

(۲۳) فی زمانہ 'اقامت صلوۃ' سے واقف ہوں۔

(۲۴) فی زمانہ 'اقامت صبر' سے واقف ہوں۔

(۲۵) اللہ تعالیٰ سے 'قصد سبیل'، 'تاویل احادیث'، 'استقامت'، 'نصرت' اور 'فتح' کے طالب ہوں۔

Marfat.com

تدبیر و توجیہ۔۲ (حصہ اول)

لائحہ فکر و عمل برائے غیر اہل ہمم، مستضعفین و اہل عذر

تمہید

(۱) امت مسلمہ صرف ایک جسد واحد ہے۔ اس کے لئے بنیادی طور پر صرف ایک نصب العین، ایک مقصد اور ایک ہدف ہوسکتا ہے۔

(۲) اجتماعی زندگی میں ایک نصب العین، ایک مقصد اور ایک ہدف ہوتے ہوئے بھی کاموں کی تقسیم کی جاسکتی ہے جس سے کارکردگی میں اضافہ اور حصول مقصد میں آسانی ہو جاتی ہے۔

(۳) امت مسلمہ محمدیہ کے لئے اصلی لائحۂ فکر و عمل تو وہی ہے جس کا ذکر تدبیر و توجیہ حصہ سوم میں گزر چکا ہے۔

(۴) اس حصہ میں امت مسلمہ محمدیہ کے بعض افراد اور اجتماعیات کے مخصوص احوال کو دیکھتے ہوئے اس لائحہ کی ایک مخصوص توجیہ (Orientation) کی گئی ہے۔

(۵) اس حصہ کا بنیادی مقصد

(۱) امت میں بعض طبقات میں موجود فکری، علمی اور عملی پراگندہ خیالی کے مضر اثرات کا سد باب کرنا ہے۔

(۲) امت میں موجود 'قوت کار' کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھنا ہے۔

(۳) امت میں موجود 'حرکیت' کو لایعنی اور بعض اوقات مضر کاموں میں ضائع ہونے سے بچانا ــــــ ہے، ــــــ اور ــــــ

(۴) پوری امت مسلمہ میں بنیادی ربط کو استوار اور مضبوط کرنا ہے۔

Marfat.com

تدبیر و توجیہ۔۲ (حصہ دوم)

صالح ترین اور خبیث ترین معاشرہ

(۱) صالحیت سے پر، اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، برکتوں سے قریب تر اور عذاب الٰہی سے دور تر معاشرہ صالح ترین معاشرہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس خباثت سے پر، اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب الٰہی سے قریب تر معاشرہ خبیث ترین معاشرہ ہوتا ہے۔

(۲) صالح ترین معاشرہ وہ ہے:

(۱) جہاں لوگ حکمراں اور اس کے اعوان و انصار اور ان کے مصاحب بننے سے اس طرح بچیں جیسے کوئی دھکتی ہوئی بھٹی میں گرنے سے بچتا ہے۔ اس کے برعکس اہل افراد سے لوگ عاجزانہ درخواست کریں حتی کہ اس کے انکار کرنے اور ذمہ داری سے بچنے کے باوجود پکڑ کر انھیں اپنا حکمراں اور ان کے اعوان و انصار بنائیں۔ اور ان کے لئے رات کی تنہائی میں دعاء کریں۔

اس کے برعکس سب سے برا اور خباثت سے بھرا ہوا معاشرہ وہ ہے جہاں حکمراں اور اس کے اعوان و انصار بننے کے لئے لوگ بے قابو ہو کر باہم مسابقت کریں۔ معاشرے کے بداطوار، ناپاک مال رکھنے والے اور ناپاک طریقوں اور قوتوں سے کام لینے والے لوگ اس کی بالواسطہ یا بلا واسطہ حمایت کریں اور اسے حکمراں بنانے کی کوشش کریں۔ اور عام انسان رات کی تنہائی میں حکمراں بننے کے اس خواہش مند فرد یا طبقے کے لئے بددعا کریں اور ان سے خدا کی پناہ چاہیں۔

(۲) جہاں قتل ناحق کے سب سے کم واقعات ہوتے ہوں اور مظلوم کو کم سے کم وقت میں عدل ملتا ہو اور مجرم بچ نکلنے میں کم سے کم کامیاب ہوتے ہوں۔

Marfat.com

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں قتل ناحق کے سب سے زیادہ واقعات ہوتے ہوں، مظلوم کو عدل نہیں ملتا اور مجرم اکثر بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتے ہوں۔

(۳) جہاں زنا بالجبر اور زنا بالرضاء کے سب سے کم واقعات ہوتے ہوں اور بفرض محال اگر ایسے حادثات ہو ہی جائیں تو زانی اور زانیہ اپنے فعل پر خود شرمسار ہو کر محض آخرت کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنے اوپر حد جاری کرنے کے خواہش مند ہوں۔

اس کے برعکس سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں زانی اور زانیہ باوقار مناصب پر فائز کئے جائیں اور حکمراں، علماء، مشائخ اور اعیان معاشرہ ان سے مصاحبت رکھیں۔

(۴) جہاں کسی شخص کی موت کے بعد وراثت جلد تقسیم ہوتی ہو اور وراثت کی مقدار و مالیت کم سے کم ہو۔

اس کے برعکس سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں وراثت تقسیم نہ ہوتی ہو اور وراثت کی مقدار و مالیت زیادہ سے زیادہ ہو اور اس وراثت سے مستفید ورثاء کی تعداد کم سے کم۔

(۵) جہاں یتیم گھروں میں حسن سلوک کے ساتھ پالے جاتے ہوں۔

اس کے برعکس سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں غیر سرکاری طور پر بڑے بڑے یتیم خانے چلائے جاتے ہوں۔ جہاں تک تیسری صورتحال کی بات ہے یعنی وہ معاشرہ جہاں یتیم نہ گھروں میں پالے جاتے ہوں نہ سرکاری اور غیر سرکاری یتیم خانوں میں تو ایسے معاشرے پر عذابِ الٰہی کے دروازے کھل چکے ہوتے ہیں۔

(۶) جہاں مسافر گھروں میں ٹھہرائے جاتے ہوں۔

اس کے برعکس سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں بڑے بڑے سرائے اور عالیشان ہوٹل پائے جاتے ہوں۔

(۷) جہاں مہمان اور مسافر گھروں میں پکے ہوئے کھانے کھاتے ہوں۔

Marfat.com

اس کے برعکس سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں گھر کے مرد، خواتین اور بچے معمول کا کھانا ہوٹلوں میں جا کر کھاتے ہیں۔

(۸) جہاں مفلس محتاج اور مصیبت زدہ کم سے کم علانیہ دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہوں۔

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں مفلس اور محتاج علانیہ دست سوال دراز کرنے پر زیادہ سے زیادہ مجبور کر دیئے جائیں۔

(۹) جہاں اسٹاک ایکس چینج پایا ہی نہ جاتا ہو۔

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں منظم اور ترقی یافتہ اسٹاک ایکس چینج (Highly Organised & Developed Stock Exchange) پایا جاتا ہو۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسٹاک ایکس چینج 'فتنہ مال' کی چھاونی اور دجال اکبر کے ہراول دستہ کا پیش خیمہ ہے۔ اسٹاک ایکس چینج کی سرپرستی کرنے والے حکمراں اور اس سے منسلک ہر فرد دراصل دجال اکبر کے جاؤش ہیں۔

(۱۰) جہاں اکثر لوگ - مرد، خواتین اور بچے صبح صادق کے وقت بیدار ہو جاتے ہیں اور عشاء کے معا بعد بستروں پر چلے جاتے ہیں۔

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں لوگ مرد، خواتین اور بچے دیر رات سوتے ہیں اور طلوع آفتاب کے بہت بعد دن چڑھے بیدار ہوتے ہیں۔

(۱۱) جہاں اموال غیر نامیہ کی زکوۃ کے نصاب کے اہل لوگ کم سے کم ہوں۔

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں لوگوں کے پاس اموال غیر نامیہ کی مقدار زیادہ سے زیادہ ہو اور وہ زکوۃ نہ دیتے ہوں۔

(۱۲) جہاں انتظامی اور تجارتی دفاتر میں ذمہ داران کے اسٹینو، پرسنل اسسٹنٹ،

Marfat.com

پرائیوٹ سکرٹری، اور کنسلٹینٹ کی حیثیت سے خواتین سب سے کم پائی جاتی ہوں۔

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں ان امور میں خواتین کی تعداد سب سے زیادہ ہو۔

Marfat.com

تدبیر و توجیہ۔۲ (حصہ سوم)

دنیا میں تمکن کے تقاضے

(۱) روئے ارض پر کس قوم کا نظام غالب ہوتا ہے؟ دنیا میں کون سی قوم امتِ وَسَط بن سکتی ہے؟ امتِ وَسَط کے منصب پر قائم رہنے کے موضوعی تقاضے کیا ہیں؟۔ ان سوالوں کا جواب درج ذیل ہے۔

(۱) وہ قوم جو 'تاریخ اکبر' کا سب سے زیادہ اور براہ راست علم رکھتی ہے اور عمل کرنے سے پہلے انفرادی اور اجتماعی طور پر اس کا استحضار اور ہر عمل کے بعد اس سے احتساب کرتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے بعد روئے ارض پر 'تاریخ اکبر' کا سب سے مستند اور سب سے بڑا ذخیرہ 'قران وسنت' کی شکل میں امت مسلمہ کے پاس ہے لیکن بحیثیت مجموعی پچھلے سات سو سالوں سے 'تاریخ اکبر' کا سب سے زیادہ اور براہ راست علم رکھنے والی قوم یہودی ہیں۔

(۲) وہ قوم جو 'تاریخ اصغر' کا سب سے زیادہ اور براہ راست علم رکھتی ہے۔ اور ہر عمل کرتے وقت انفرادی اور اجتماعی طور پر اسے پیش نظر رکھتی ہے۔ پچھلے دو ہزار سالوں سے عہد نبوی اور عہد خلافت راشدہ کو چھوڑ کر 'تاریخ اصغر' کا سب سے زیادہ اور براہ راست علم یہودیوں کے پاس ہے۔

(۳) وہ قوم جو 'علم اُلسنۃ' (Knowledge of Languages) میں سب سے فائق ہو اور اس قوم کی دینی، فکری اور علمی کتابیں 'علم السنۃ' سے سب سے زیادہ اور ہمہ جہت طور پر مستفید اور نقد یافتہ ہوں اور اس میں تاریخی تسلسل پایا جاتا ہو۔

(۴) وہ قوم جو 'کثیر الفنون معلوماتی سطح' (Multidisciplinary Knowledge

(Base) رکھنے کے اعتبار سے سب سے فائق اور ارفع ہو۔

(۵) وہ قوم جس کی قیادت ـــــ حکمران، علماء، مشائخ اور اعیان معاشرہ ـــــ 'تاریخ اکبر'، 'تاریخ اصغر'، 'علم السنۃ' اور 'کثیر الفنون معلوماتی سطح' رکھنے میں عامۃ الناس سے فائق ہوں۔

یہودیوں میں 40 عیسوی سے 2004 تک فکری اور علمی صلاحیتوں کے رکھنے کے اعتبار سے درج ذیل ترتیب بلا فصل قائم رہی ہے:

(۱) اس قوم میں سب سے ارفع، کثیر الفنون معلوماتی سطح' علماء اور مشائخ کی رہی ہے ـــــ اس سے فروتر عصری علوم کے دانش وران کی ـــــ اس سے فروتر اعیان معاشرہ کی ـــــ اور 1948 کے بعد سب سے فروتر ان کے حکمرانوں کی۔ حکمراں یہودیوں میں نسبتاً سب سے کم صلاحیت کے مالک افراد ہوتے ہیں جو فی الواقع تعمیل کے ماہر ہوتے ہیں۔ یہودیوں میں تفکیر ہمیشہ بلا فصل علماء و مشائخ کے ہاتھوں میں ـــــ ان کے نزدیک محض برکت کے لئے نہیں بلکہ از روئے حقیقت ـــــ رہی ہے اس لئے کہ یہودی علماء اور مشائخ سے زیادہ علم رکھنے والا ان کی قوم میں کوئی عموماً دوسرا نہیں ہوتا۔

یہ عاجز خوب سوچ سمجھ کر اس رائے کا اظہار کرتا ہے کہ امت مسلمہ محمدیہ کو خلافت راشدہ کے بعد ایک عظیم سازش کے تحت منہدم کیا گیا۔ تاریخی حقائق بتاتے ہیں کہ خلافت راشدہ کے معاً بعد ہی امت میں صورتحال بحرانی ہو چکی تھی۔ اب تو اس کی کوئی انتہا ہی نہیں رہی۔ چنانچہ امت میں 'کثیر الفنون معلوماتی سطح' رکھنے کے تعلق سے خلافت راشدہ کے بعد ترتیب بالکل مختلف ہو گئی۔ جواب تقریباً الٹ گئی ہے۔ امت مسلمہ محمدیہ میں سب سے زیادہ باصلاحیت حکمراں ہوئے ـــــ ان سے فروتر عصری علوم کے دانش وران ـــــ ان سے فروتر اعیان معاشرہ ـــــ اور سب سے فروتر علماء و مشائخ۔ یہ بحران دوسری صدی ہجری آتے آتے راسخ ہو چکا تھا جس کا مظہر امام محمد الشیبانی کا یہ قول ہے: من لا يعرف أهل زمانه فهو جاهل (جو عالم دین اپنے زمانے کے لوگوں اور احوال کو نہیں جانتا وہ جاہل ہے)۔ اس کا واضح مفہوم ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد امت میں سازش کرنے والوں

Marfat.com

نے معاشرے میں ایسی بنیادی تبدیلیاں کیں کہ دوسری صدی آتے آتے 'علماء وقت' کہلائے جانے والے ایسے لوگ کثیر تعداد میں پائے جانے لگے تھے جو عصر حاضر سے ناواقف محض تھے اور علوم دین سے مراد کچھ ایسی باتیں سمجھی جانے لگیں تھیں جن کا لوگوں کے احوال سے حقیقی تعلق نہ ہو۔ چنانچہ یہ سوال پیدا ہوا کہ جو علماء عصر حاضر سے ناواقف ہیں انھیں عالم دین کہا جائے یا نہیں؟

عصر حاضر میں علماء و مشائخ کی بات جانے دیجئے امت کے سب سے بیدار اور باخبر طبقہ یعنی حکمرانوں کی ذہنی، فکری، علمی درماندگی اور واماندگی کن حدوں کو چھو رہی ہے اس کا اندازہ صرف اس تجزیہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ "ظہیر الدین محمد بابر (1483-1530) مسلمانوں میں وہ آخری حکمراں گزرا ہے جو عصر حاضر کو جانتا تھا۔"

علماء وقت کی اپنے تعلق سے خوش فہمی اور اپنے کو اس منصب جلیلہ پر فائز رکھنے کی ہوس اب تو بے حیائی کی حدوں کو پار کر چکی ہے۔ چنانچہ اسی ہوسنا کی کا نتیجہ ہے کہ انھوں نے اپنے احوال کی اصلاح کی حقیقی فکر کرنے کی بجائے ایک نئی اصطلاح رائج کی ہے تا کہ کم از کم عندالناس ان کی چلی آ رہی حیثیت برقرار اور مستحکم رہے خواہ ایسا کرنے سے دین اللہ اور امت مسلمہ کی جو درگت بنے اس سے انھیں کوئی مطلب نہیں۔ عیارانہ طور پر رائج کردہ وہ اصطلاح ہے ـــــ 'عرض مسئلہ'۔

(۶) وہ قوم جو 'منصبی نقل مکانی' کرے۔ یا کم از کم 'مقصدی نقل مکانی' میں سب سے زیادہ متحرک اور فائق ہو۔ 'اجباری نقل مکانی' نقص اور مجبوری ہے اور "حریصانہ نقل مکانی" تو صریح غلامی۔

(۷) وہ قوم جس میں اہل علم 'ماوراء نسل (Transgeneration) علمی تخلیق' کا عزم رکھتے ہوں۔ مثلاً

(۱) قوم یہود میں اس قبیل کے سینکڑوں زندہ اہل علم میں سے صرف ایک اہل علم کا ذکر کافی ہوگا۔ اور وہ ہیں: جے نیوسنر (J. Neusner) جو بیسویں صدی کی تیسری دہائی سے

Marfat.com

اس دم تحریر تک یہودیوں کی تاریخ بابل ثانی' (Second Babylon) پر تحقیق کر رہے ہیں اور اس کے فکری اور علمی سرمایوں کو جمع کرنے کی کوشش کر رہے اور ان کے تقریباً پچاس سے زائد جلدوں پر مشتمل کام ـــــ جو متعدد پہلوؤں سے متعلق ہے ـــــ اب تک شائع ہو چکے ہیں۔ جس کی ہر جلد اپنے موضوع پر علم اور تحقیق کی دنیا کا ایک شاہکار ہے۔ اس عاجز نے نیوسز کی متعدد کتابیں پڑھیں ہیں اور وہ اس کی گواہی دیتا ہے۔

(۲) رومن کیتھولک طبقہ میں وہ مصنف جس نے شہرۂ آفاق کتاب مگنے گریکا (Migne Graeca) اور مگنے لیٹینا (Migne Latina) مرتب کی ـــــ جو نادر الوجود اور کثیر الفنون دستاویزات کی ترتیب کا محیر العقول شاہکار ہے۔ مصنف انیسویں صدی کی دوسری دہائی میں پیدا ہوا۔ غالباً 1838 میں اعلیٰ علمی سند حاصل کی۔ اور اسی سال مگنے گریکا (M.G) کی ترتیب میں مصروف ہو گیا۔ 69-1868 میں مگنے گریکا (M.G) کی سو سے زائد ضخیم جلدوں کی ترتیب سے فارغ ہوا اور اسی سال مگنے لیٹینا (M.L) کی ترتیب میں مصروف ہو گیا۔ 1898 میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت تک اس نے مگنے لیٹینا (M.L) کی اٹھتر (78) ضخیم جلدیں مرتب کر لی تھیں۔ اس عاجز نے M.G اور M.L کے بعض حصے پڑھے ہیں۔ علمی اور تحقیقی کاوش اور اپنے سرمائے کی حفاظت کی فکر دیکھ کر آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

(۳) اسی طرح مشہور انگریز مستشرق مونیر۔ ولیم (Moneir - William) جس نے استشراقی علم کی تلاش میں پہلے سنسکرت سیکھی۔ پھر نصف صدی سے زاید عرصے تک قوم کے لئے ایک اچھی اور جامع سنسکرت۔ انگریزی ڈکشنری مرتب کرتا رہا۔ کتاب کے پہلے ایڈیشن کے پیش لفظ میں مرتب کے بیٹے نے لکھا ہے:

''یہ سوچ کر دل کو اطمینان ہو جاتا ہے کہ ابا جان نے نصف صدی سے زیادہ مدت پر محیط انتھک محنت کے بعد اپنی مرتب کردہ ڈکشنری کے تعلق سے آکسفرڈ یونیورسٹی پریس کے ذمہ داران کی طرف سے ان کے نام بھیجا ہوا وہ خط اپنے انتقال سے صرف دو دن پہلے دیکھ لیا تھا جس

Marfat.com

میں ذمہ داران نے انھیں مطلع کیا تھا کہ وہ اب اس کی طباعت واشاعت کا فیصلہ کر چکے ہیں اور کتاب ایک سال کے اندر طبع ہو کر منظر عام پر آ جائے گی۔''

(۸) وہ قوم جس میں ہر فن کے الگ الگ اور یکجا قوامیس (Encylopaedias) کی تصنیف، تالیف اور اشاعت ہو رہی ہو۔ اور اس کے پس منظر میں بنیادی محرک اس قوم میں اس کی طلب ہو۔

(۹) وہ قوم جس میں 'کثیر اللسانہ ڈکشنریاں' Multi-Lingual Dictionaries اور ''کثیر اللسانہ جامع ڈکشنریاں'' (Multi-Lingual Poly-Dictionaries) اور ('Poly-Glot') کتابیں سب سے زیادہ تصنیف و مرتب ہو کر شائع ہوتی ہوں، اور قوم میں اس کی طلب ہو۔

(۱۰) وہ قوم جس کی مادری زبان (ذیلی زبان اور لہجہ نہیں) اس کی علمی زبان ہو اور اس علمی زبان میں ڈکشنریوں کے ایڈیشن نئے علمی الفاظ کے وجود میں آنے کے سبب کم ترین عرصے میں از کار رفتہ ہو جاتے ہوں۔

(۱۱) وہ قوم جس میں شائع ہونے والی علمی اور تحقیقی کتابیں نہ صرف Indexed ہوں بلکہ ان میں متعدد اقسام کے اشاریے (Indices) پائے جاتے ہوں۔ قوم کی حقیقی ترقی معاشی اعداد وشمار، مجموعی قومی پیداوار (GDP)، فی کس آمدنی (PCI)، اور اسٹاک ایکسچینج کے اتار چڑھاؤ سے نہیں جھلکتی بلکہ حقیقی ترقی کے پیمانوں میں سے ایک بنیادی پیمانہ ہے قوم کی مادری زبان میں تحقیقی اور علمی کتابوں میں متعدد اقسام کے اشاریوں (Indices) کی موجودگی اور عدم موجودگی ۔ جس قوم میں علمی اور تحقیقی کتابیں بھی انڈکس سے عاری ہوں وہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ اس قوم کا قومی جسد جاں کنی کی حالت کو پہنچ چکا ہے۔

(۱۲) وہ قوم جس میں شائع ہونے والی تحقیقی، علمی اور فنی کتابیں زیادہ سے زیادہ حواشی سے مزود (Annotated) اور معرب (Punctuated) ہوں۔

(۱۳) وہ قوم جس میں شائع ہونے والی تحقیقی، علمی اور فنی کتابیں 'اخیری علم' (Marginal Knowledge) سے لازماً بحث کرتی ہوں اور قوم میں ہر عنوان کے تعلق سے 'اخیری علم' (Marginal Knowledge) خاص وعام میں معلوم اور شائع ہو۔

(۱۴) وہ قوم جس کی علمی زبان میں دنیا کے ہر خطے میں شائع ہونے والے علمی، تحقیقی اور فنی کتابوں کے تبصرے اور تلخیصات کم سے کم مدت میں دستیاب ہوں۔ تبصرے اور تلخیصات ایک سال کے اندر اور تراجم دو سال کے اندر۔

(۱۵) وہ قوم جس میں محلہ کی سطح سے مرکز المراکز کی سطح تک نہ صرف عوامی لائبریریاں پائی جاتی ہوں بلکہ ان لائبریریوں میں علمی مصادر، مراجع اور منابع کی قابل لحاظ کتابیں موجود اور دستیاب ہوں۔

(۱۶) وہ قوم جس میں رونما ہونے والے حوادث و واقعات پر ایک سال سے پانچ سال کے اندر بیشتر متعلق دستاویزات، روز نامچے، سفرنامے اور آپ بیتیاں طبع ہو کر شائع ہو جاتی ہوں۔ اور ان اشاعتوں سے قومی اجتماعی زندگی میں احتسابی عمل جاری ہو۔

(۱۷) وہ قوم جس کے حکمرانوں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ کی خودنوشت یا غیر نوشت سوانح عمری اور ان کی زندگی سے متعلق دستاویزی مواد کی طباعت و اشاعت ان کی موت سے قبل ہو جاتی ہو۔ اور ان کی مقدار اتنی ہو کہ ان کی موت ان میں صرف سن اور تاریخ موت کا اضافہ کرتی ہو۔

(۱۸) وہ قوم جس کے حکمراں اس قوم کی شستہ زبان میں گفتگو، تقریر اور تحریر کرتے ہوں اور ان میں قوم سے اس کی تلمیحات میں ربط رکھنے کی اعلیٰ صلاحیت موجود ہو اسی کے ساتھ ساتھ وہ معاصر اقوام کی شستہ زبان اور ان کی تلمیحات پر بھی قدرت رکھتے ہوں۔

(۱۹) وہ قوم جس میں 'علم الآخرۃ' کی توہمی اور فرضی حساسیت کی بجائے حقیقی اور عینی حساسیت پائی جاتی ہو اور اس قوم کا فکری، علمی، عملی اور رویہ جاتی منہج اسی حقیقی اور عینی حساسیت سے متحرک ہو۔

(۲۰) وہ قوم جس کی 'علمی زبان' اپنے صوتیوں (Phonems) یعنی مصوتوں اور مصمتوں کو نہ

Marfat.com

صرف 'مضبوط' رکھنے پر قدرت رکھتی ہو بلکہ دنیا کی زیادہ سے زیادہ زبانوں کے صوتیوں کو بھی بعینہ مضبوط و مرسوم رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

(۲۱) وہ قوم جس میں ''بال جبریل'' یا ''کار جہاں دراز ہے'' جیسی تخلیقات جب منظر عام پر آتی ہوں تو پوری قوم کے ہر خاص و عام میں کہرام برپا ہو جاتا ہو اور قوم ایسے تخلیق کاروں کو اپنے نوبل پرائز سے سرفراز کرتی ہو۔

اس کے برعکس کسی قوم کی قومی حیات کی جاں کنی کی علامت یہ ہے کہ جب اس میں یمیم نورائیم (Yamim Noraim) جیسی تخلیق سامنے آتی ہو تو عوام تو عوام اس قوم کے خواص بھی نہ اسے پڑھ سکتے ہوں اور اگر بفرض محال پڑھ بھی ڈالیں تو کسی کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

(۲۲) وہ قوم جس میں تفکیر کے تعلق سے تصنیفات کرنے اور افکار دینے میں سولہ سے پچیس سال کی عمر کے افراد کا حصہ پچاس فیصد سے زیادہ ہو۔ اور:

(۱) قوم کے حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ ایسے افراد کی تلاش میں رہیں۔

(۲) ان کی فوری نشاندہی کے لئے قوم میں باضابطہ ذرائع اور ادارے قائم ہوں۔

(۳) ان کی نشاندہی کے بعد ان سے استفادہ کی شکل فوری طور پر نکالی جاتی ہو۔

(۴) ایسے نوعمر ذکی لوگوں سے استفادہ کے نام پر بے گار نہ لیا جاتا ہو بلکہ ضرورت پڑے تو ان کے لئے جگہ اور کرسی خالی کر دی جاتی ہو۔

اسحاق برراؤ (Isaac Barrow 1630-1677) مشہور یہودی سائنسدان تھا اور مشہور عالم یہودی سائنسدان اسحاق نیوٹن (Isaac Newton 1643-1727) کا اصل استاذ اور اس سے صرف تیرہ سال بڑا تھا۔ اس کی یہودیوں کے لئے سائنس کی تحقیق میں بڑی خدمات ہیں۔ لیکن یہودی آج تک اس کا فیصلہ نہیں کر سکے کہ اس کے دو کارناموں میں زیادہ بڑا کارنامہ کون سا ہے۔

Marfat.com

اس کا پہلا کارنامہ تھا سائنس میں نادر تحقیق اور اسحاق نیوٹن جیسی شخصیت کو سائنس کی تعلیم دینا۔ اور اس کا دوسرا کارنامہ تھا 1669 میں کیمبرج یونیورسٹی میں لوکیسین پروفیسر (Lucasian Professor) کے منصب سے از خود استعفاء دے دینا تاکہ اس کا شاگرد نیوٹن اس پر فائز ہو سکے۔ جب کہ خود اس وقت اس کی عمر 39 سال اور شاگرد کی عمر 26 سال تھی۔

(۲۳) وہ قوم جس میں تعلیم کے تعلق سے اہل افراد کا اسی فیصد سولہ سے تیس سال کی عمر پر مشتمل ہو۔ قوم کے حکمراں، علماء، مشائخ اور اعیان معاشرہ علانیہ طور پر ایسے افراد کی تلاش میں سرگرداں ہوں اور اس کے لئے قوم میں ڈھانچہ (Infrastructure) موجود اور فعال ہو۔

(۲۴) وہ قوم جس کے اندر ملی علمی سرمایہ کی تمام زبانوں اور عالمی زبانوں میں ترجمہ کا فن بے حد بالیدہ ہونے کے باوجود اس قوم کے صف اول اور صف دوم کے اہل علم ہر حال میں اصلی مصادر کی طرف ہی مراجعت کرتے ہوں۔

(۲۵) وہ قوم جس میں قوم کے اندر موجود علمی سرمایہ کی تمام زبانوں اور فی زمانہ اس عہد کی ہم عصر عالمی زبانوں اور دیگر فنون کی کتابوں کے نقول تیار کرنے والے اور موجودہ عہد میں کتابت کرنے، کمپوز کرنے، تصحیح کرنے، ایڈٹ کرنے اور چھاپنے والے سب سے زیادہ دستیاب ہوں۔ عصر حاضر میں عالم اسلام کے بڑے علمی مراکز مثلاً کراچی، لاہور، تہران، قاہرہ اور دہلی میں بمشکل ۱۰ عالمی زبانوں میں کتابوں کی کتابت کرنے، کمپوز کرنے، تصحیح کرنے، اور چھاپنے والے مسلمان دستیاب ہوں گے۔ ہماری موجودہ حالت کا اندازہ صرف اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1870 میں پیرس، لندن اور برلن میں چار ہزار عالمی زبانوں میں ایسے کام کرنے والے دستیاب تھے۔

(۲۶) وہ قوم جس کی علمی زبان میں دنیا کے ہر خطے سے متعلق تازہ ترین دقیق معلومات سے پر رہنماء سفر (Travel Guide) اور سفرنامے (Travelogue) سب سے زیادہ دستیاب ہوں۔ اور ان کا ہر اگلا ایڈیشن بغیر نظر ثانی کے قبول نہ کیا جائے۔ اور سفرنامے دقیق معلومات سے پر ہوں۔ کسی قوم کی

Marfat.com

ترقی اور تنزلی کی حقیقی صورتحال کا اندازہ مرتب تاریخ کی کتابوں، کارناموں اور قصیدوں سے نہیں ہوتا بلکہ سفرناموں اور روزنامچوں سے ہوتا ہے۔ قوم نصب العین کی حامل ہے یا اس سے عاری، اس میں عزم اور زندگی پائی جاتی ہے یا وہ جاں کنی سے گزر رہی ہے اس کا اندازہ سفرناموں اور روزنامچوں سے ہوتا ہے۔

یہی سبب ہے کہ یہ عاجز مسلم حکمرانوں، علماء، مشائخ، دانش وروں، اور بالخصوص تحریک اسلامی سے وابستہ افراد کے سفرناموں اور روزنامچوں کو بغور پڑھتا ہے۔ اور سفری روداد بیانی کی مجلسوں میں کبھی بتواتر شریک ہوتا تھا۔ اس عاجز کے خیال میں امت کے حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور ان میں بالخصوص تحریک اسلامی کے افراد اور بالاخص اس کے ذمہ داران ——— کتنے ——— بے نشاط، بے مقصد، بیمار، ذہنی، فکری اور علمی طور پر پس ماندہ بلکہ درماندہ اور غلام اور فی الواقع اکثر اہل ہوس ہیں ——— اس کا اندازہ ان کے سفرناموں اور روزنامچوں سے ہو جاتا ہے۔

یہودیوں کے سفرناموں اور روزنامچوں مثلاً عہد وسطی میں پیتاجیہ اور بن یمین اور عہد حاضر میں ویمبری (Vambery) اور آریل اسٹین (Aurel Stein) کی بات تو جانے دیجئے ستر ہویں، اٹھارہویں، انیسویں، اور بیسویں صدی کے یوروپی عیسائیوں کے سفرناموں اور ان کے روزنامچوں کو ہی دیکھ لیں جو جرمن، فرنچ، اسپینی، پرتگالی، اطالوی، ڈچ اور انگریزی زبانوں میں ہزاروں کی تعداد میں دستیاب ہیں اور ان کا تقابل اہل اسلام میں انیسویں صدی کے علماء اور مشائخ اور بیسویں صدی کی تحریک اسلامی کے افراد کے سفرناموں اور روزنامچوں سے کرلیں تو اندازہ ہو جائے گا کہ جب اہل ہوس اور غلام (مغرب کے عیسائی) بھی مقصدی ہو جاتے ہوں تو ان میں کیسی عقابی روح بیدار ہو جاتی ہے اور وہ کیا کچھ کر سکتے ہیں اور دوسری طرف ایمانی اور منصبی طور پر شہید علی الناس قوم مسلمان اور بالخصوص اس کے حکمراں، علماء، دانش وران اور تحریک اسلامی کے افراد جب جامد، معطل، بے نشاط اور غلام ہو جاتے ہیں تو ان کی ذہنی سطح کتنی پست ہو جاتی ہے۔

(۲۷) وہ قوم جس میں اس کے اپنے علمی سرمایہ کے تمام یا بیشتر مخطوطات اور اولین دستاویزات خود اس کی اپنی تحویل میں ہوں۔

(۱) وہ قوم ذہنی، فکری اور اخلاقی طور پر دیوالیہ اور غلام ہے جو اپنی قوم کے ا

Marfat.com

مخطوطے قیمتاً یا دوسروں کوخوش کرنے کے لئے تحفتاً دوسری اقوام کے حوالے کر دیتی ہے۔

(۲) وہ حکمراں اور حکومتیں بھی اسی صف میں ہیں جو اپنے قومی سرمایوں کو واپس لانے کی بجائے اپنے اہل علم کو انھیں بھول جانے کی بالواسطہ یا بلاواسطہ ترغیب دیتی ہیں۔

(۳) وہ کتاب فروش اور لائبریری کے اہل کار بھی اسی صف میں ہیں جو محض چند ٹکوں کے لئے اپنی قوم کے سرمایہ کو لائبریریوں سے چُرا کر یا لوگوں سے حاصل کر کے غالب اقوام کے ہاتھوں میں دے دیتے ہیں۔

(۴) اسی طرح آج کے حکمراں، علماء، دانش وران اور اعیان معاشرہ بھی اسی صف میں ہیں جو یہودیوں کے دام ہم رنگ زمین سے بے پروا ہو کر اوران کی رائج کی ہوئی علمی نیٹ ورکنگ (Knowledge Networking) اور کنورجینس (Convergence) کے دیوانے ہو کر اپنا سارا سرمایہ یہود کے ہاتھوں میں سونپ رہے ہیں۔

(۵) کیا امت مسلمہ محمدیہ کے ان نام نہاد سر برآوردہ لوگوں کو معلوم ہے کہ:

(۱) نیویارک کا یشیوا (Yesheva) ۹ لاکھ مخطوطات اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے۔ جن میں ۳ لاکھ ایسے مخطوطے ہیں جن کا کوئی دوسرا نسخہ پوری دنیا میں کہیں اور پایا نہیں جاتا۔ ان مخطوطوں کو کوئی غیر یہودی خواہ وہ امریکہ یا برطانیہ کے کسی تحقیقی مرکز یا یونیورسٹی کی جانب سے ہی کیوں نہ انھیں دیکھنے کا خواہش مند ہو وہ اس کا مجاز نہیں۔

(۲) واضح ہو کہ ان میں بن یمین اندلسی کے ہاتھوں کا لکھا ہوا وہ سفر نامہ بھی ہے جو 1843 تک بوڈلین لائبریری (Bodelien Library) کی ملکیت تھا لیکن غالباً 1863 کے اواخر میں اسے وہاں سے غائب قرار دیا گیا اور اب نیویارک کے مذکورہ یشیوا میں ہے۔

(۶) اسی طرح آج امت مسلمہ کے حکمراں، علماء، دانش وران، اور اعیان معاشرہ بھی

اسی صف میں ہیں جو معاصر عہد میں اپنی آنکھوں کے سامنے ان سرمایوں کی لوٹ اور غارت گری کا مشاہدہ کررہے ہیں لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ نہ وہ صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں نہ قوم کو ان المیوں سے آگاہ کرتے بلکہ اکثر پوری قوم کو بے خبر رکھنے اور یہودیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے اور ان کے عطا کردہ عزت افزائیوں کو اس بے غیرتی کے عوض قبول کرتے ہیں۔ عصر حاضر میں امت میں ہونے والی بڑی بڑی غارت گری میں سے چند درج ذیل ہیں جن سے ہمارے قائدین نے امت کو بے خبر رکھا اور اس کے عوض اہل مغرب کی ضیافتیں قبول کیں:

(۱) مصر اور شام سے 'Geniza' دستاویزات کی لوٹ اور منتقلی۔

(۲) ٹرانس جارڈن سے بحر مردار کے مسجلات (Dead Sea Scroll DSS) کی لوٹ اور منتقلی۔

(۳) سلطنت آصفیہ کے علمی ذخائر کی تباہی، لوٹ اور منتقلی۔

(۴) اسی کی دہائی میں افغانستان کے علمی خزانوں اور دستاویزات اور نوادرات کی تباہی، لوٹ اور منتقلی۔

(۵) گزشتہ تین سالوں میں افغانستان کے علمی خزانوں، دستاویزات و نوادرات کی لوٹ اور منتقلی۔

(۶) پچھلے ایک سال میں عراق کے عظیم خزانوں بالخصوص، بابل، نینوا، بغداد، موصل، بصرہ کے علمی ذخائر، دستاویزات اور نوادرات کی تباہی، لوٹ اور منتقلی۔

Marfat.com

تدبیر و توجیہ ۔۲ (حصہ چہارم)

ہمارا منصب اور ہماری حالت

(۱) روئے ارض پر 'تاریخ اکبر' کا سب سے بڑا خزانہ قران اور سنت رسول ﷺ ہے لیکن یہ ایک المیہ ہے کہ مسلمان بالعموم اور مسلم قیادت ــــــــــ حکمراں، علما، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ ــــــ بالخصوص 'تاریخ اکبر' کے تعلق سے سب سے زیادہ نابلد ہیں۔

(۲) حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اسی 'تاریخ اکبر' کا بھرپور شعور اور علم تھا۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ جب نبی آخرالزماں ﷺ کی وفات حسرت آیات ہوئی تو حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ''آج زمین کا تعلق عرش سے ختم ہوگیا'' (اوکما قال)۔

(۳) روئے ارض پر کسی قوم کی سربلندی کا فیصلہ سائنس اور ٹکنالوجی میں اس کی فوقیت کے اعتبار سے نہیں ہوا بلکہ 'تاریخ اکبر' اور 'تاریخ اصغر' کے ادراک اور اس کے مطابق رویہ اختیار کرنے سے ہوا۔

(۴) 'تاریخ اکبر' کا درست ادراک تو صالحیت کی حفاظت سے آتا ہے اور 'تاریخ اصغر' کا ادراک حقیقت شناسی، حقیقت رسی اور غور وفکر سے پیدا ہوتا ہے لیکن ہر دو کے تعلق سے 'علم السنۃ' (Knowledge of Languages) کی بے حد ضرورت ہوتی ہے۔ روئے ارض پر پچھلے ایک ہزار سال کے دوران 'علم السنۃ' میں یہودی علماء، اور مشائخ سے فائق کسی عالمگیر قوم کے علماء اور مشائخ نہیں رہے اور اسی ایک ہزار سال کے دوران 'علم السنۃ' میں مسلمان علماء و مشائخ سے پس ماندہ کسی عالمگیر قوم کے علماء اور مشائخ نہیں رہے۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اس دوران ان کی اسی پس ماندگی اور کورانہ زلہ ربائی نے ہمارے علمی خزانے کو کوڑا کرکٹ سے بھر دیا۔

(۵) 'تاریخ اکبر' اور 'تاریخ اصغر' کے تعلق سے مسلم قیادت ــــــ حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران

Marfat.com

اور اعیان معاشرہ کی لاعلمی، پس ماندگی، واماندگی حتی کہ درماندگی کی انتہاء یہ ہے کہ جن عنوانات کے تحت ان کی معلومات ساری دنیا میں بے مثال اور عدیم النظیر ہونی چاہیے تھی اور ساری دنیا کا ان کو آخری مرجع ہونا چاہیے تھا ان عنوانات کے تحت ان کی معلومات ناقابل بیان حد تک پس ماندہ ہی نہیں بلکہ مبتدیانہ اور لاعلمانہ ہے۔ ایسے عنوانات میں سب سے منفرد عنوان ''سیرت نبی آخرالزماں ﷺ'' ہے۔

(۶) اگر 'سیرت رسول اللہ ﷺ کے علم' کے دس درجات فرض کر لئے جائیں جن سے حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین واقف تھے تو آج امت کے پورے ذخیرۂ علم کے حوالے سے مسلم قائدین ـــــ حکمران، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ ـــــ کے یہاں پایا جانے والا سیرت کا علم پہلے درجے کے برابر بھی نہیں۔

ظاہر ہے اس کی صرف ایک وجہ ہو سکتی ہے اور وہ ہے مسلم قائدین ـــــ حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران، اور اعیان معاشرہ ـــــ کی عام طور پر قران وسنت ﷺ سے غیر معلوم الاعلمی۔ اور اس کی وجہ ہے ان علوم سے لاعلمی جس کے بغیر قران وسنت ﷺ کے راز ہائے سربستہ وا نہیں ہو سکتے۔ اس تعلق سے بنیادی امر ہے عربی مبین کا علم۔

(۷)

(۱) اللہ تعالیٰ کی مصلحت خاصہ کے تحت جس کو 'اجل امت' بھی کہتے ہیں، فی زمانہ کسی خطے میں ایک 'تاریخی مدت' تک 'غیر معمولی دانش ورانہ قوت و صلاحیت' کی نمود ہوتی ہے۔ اس خطے میں فی زمانہ بسنے والے افراد کے لئے یہ گھڑی فیصلہ کن اور آزمائش کی ہوتی ہے۔ وہ چاہیں تو اہل ثابت ہو کر اللہ کے مزید انعامات کے مستحق ہو جائیں۔ یا ان قوتوں کو ضائع کر کے خسران اٹھائیں۔ عصر حاضر میں پورے عالم اسلام میں سب سے 'غیر معمولی دانش ورانہ قوت وصلاحیت' کی نمود پاکستان میں نظر آتی ہے۔ لیکن گزشتہ پچاس سالوں کے دوران اس 'انعام خاص' کے باوجود وہاں کے اکثر حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران، اور اعیان معاشرہ فی الواقع کوتاہ اور بے توفیق ثابت ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے اس 'اجل امت'

Marfat.com

' کی ایسی بے توقیری کی اور اس ''غیر معمولی دانش ورانہ قوت وصلاحیت'' کو اتنا ضائع اور ایسا پامال کیا جس کی نظیر حالیہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ کم سواد اور کم ہمت لوگ یہ دیکھ کر عموماً خوش ہو لیتے ہیں کہ انہوں نے کیا کیا حاصل کر لیا جب کہ اہل نظر یہ دیکھ دیکھ کر روتے ہیں کہ انہوں نے کیا کیا گم کر دیا اور کیا کیا حاصل نہ کر کے مستوجب سزا بن گئے۔

مصافِ حیات میں مسابقت کرنے والی عالمگیر قوموں کی دانش ورانہ قوت و' صلاحیت، کو اگر ناپا جائے تو صورت حال یوں سامنے آتی ہے:

سو (۱۰۰) کے پیمانہ (Scale) پر اگر یہودی ۹۹ پر ہیں، جرمن لوتھیرین ۸۰ پر، رومن کیتھولک ۷۵ پر، اینگلوسیکسن ۷۰ پر، اور برہمن ۴۰ پر تو پاکستان کا دانش ور طبقہ صرف ۱۰ پر ہے۔

جب عالم اسلام میں سب سے 'غیر معمولی دانش ورانہ قوت و صلاحیت' رکھنے والے ملک کی یہ حالت ہو تو بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دیگر مسلم ملکوں اور خطوں کی کیا صورت حال ہوگی۔

(۸) ''غیر معمولی دانش ورانہ صلاحیت وقوت' کے درست اور کما حقہ' اظہار میں دو امور کو بنیادی طور پر دخل ہے۔ یہ دو امور ہیں:

(۱) قوم میں علوم السنۃ (Knowledge of Languages) کی صلاحیت اور اس کا استعمال'۔

(۲) قوم میں' تاریخ اکبر' اور' تاریخ اصغر' سے مضبوط تاریخی شعور اور اس کا استعمال۔

(۹) 'قوم میں علوم السنۃ کی صلاحیت' کے فارمیٹ الگ الگ اقوام کے جدا گانہ ہوتے ہیں۔ مثلاً عہد حاضر میں اور بالخصوص برصغیر کے تناظر میں امت مسلمہ محمدیہ کا فارمیٹ درج ذیل ہو سکتا ہے:

(۱) یک لسانی صلاحیت کے حاملین: جو لوگ ایک زبان اردو جانتے ہیں تو ان

Marfat.com

کے دعویٰ کی اعتباریت اس وقت قائم ہوگی جب وہ اردو درج ذیل سطح پر جاننے والے ہوں۔

(الف) اردو	مطول
(ب) فارسی	متوسط
(ت) سنسکرت	متوسط
(ث) عربی	متوسط

اگر وہ اتنا علم نہیں رکھتے تو ان کی اردو دانی معتبر نہیں اور وہ یک لسانی صلاحیت کے حامل نہیں۔

(۲) دو لسانی صلاحیت کے حاملین: جو لوگ صرف دو زبانیں جانتے ہیں یعنی پہلی اپنی زبان اور دوسری جاری عہد کی عالمی زبان تو ان کے دعویٰ کی اعتباریت اس وقت قائم ہوگی جب وہ اردو اور مثلاً انگریزی کا علم درج ذیل سطح پر جاننے والے ہوں۔

(الف)		(ب)	
(۱) اردو	مطول	(۱) انگریزی	مطول
(۲) فارسی	متوسط	(۲) جرمن	متوسط
(۳) سنسکرت	متوسط	(۳) فرانسیسی	متوسط
(۴) عربی	متوسط	(۴) لاطینی	متوسط

(۳) سہ لسانی صلاحیت کے حاملین: جو لوگ صرف تین زبانیں جانتے ہیں یعنی پہلی اپنی زبان دوسری جاری عہد کی عالمی زبان اور تیسری اپنی تاریخی متعاملی زبان تو ان کے دعویٰ کی اعتباریت اس وقت قائم ہوگی جب وہ اردو، انگریزی، اور مثلاً عربی کا علم درج ذیل سطح پر جاننے والے ہوں۔

(۱) اردو (مطول)،	فارسی (متوسط)	سنسکرت (متوسط)	ترکی (متوسط
(۲) انگریزی (مطول)	جرمن (متوسط)	فرانسیسی (متوسط)	لاطینی (متوسط)

(۳)عربی(مطول)	نبطی (متوسط)	یونانی (متوسط)	عبرانی رکلدانی ر ارامی (کوئی ایک)(متوسط) پارسی رپہلوی(متوسط)

(۴) چہارلسانی صلاحیت کے حاملین: جولوگ صرف چار زبانیں جانتے ہیں یعنی پہلی اپنی زبان دوسری جاری عہد کی عالمی زبان، تیسری اپنی تاریخی متعاملی زبان اور چوتھی عصری ملی زبان تو ان کے دعویٰ کی اعتباریت اس وقت قائم ہوگی جب وہ اردو، انگریزی، عربی اور مثلاً بھاشا وغیرہ کا علم درج ذیل سطح پر جاننے والے ہوں۔

(۱)اردو(مطول)	فارسی قدیم (متوسط)	سنسکرت (متوسط)	ترکی (متوسط)
(۲)انگریزی(مطول)	جرمن (متوسط)	فرانسیسی (متوسط)	لاطینی (متوسط)
(۳)عربی(مطول)	نبطی (متوسط)	یونانی (متوسط)	عبرانی،کلدانی ر ارامی ر (متوسط) پارسی رپہلوی(متوسط)
(۴)بھاشا(مطول)	صومالی(متوسط)	سواحلی(متوسط)	پشتو(متوسط)

(۱۰) ''قوم میں تاریخ اکبر اور تاریخ اصغر سے مضبوط تاریخی شعور'' سے مراد درج ذیل امور ہیں:

(۱) اپنی قومی ملی تاریخ، تاریخی مقامات، تاریخی شخصیات، تاریخی حوادث، تاریخی کارناموں تخلیقات، تہذیبی، تمدنی، ثقافتی ورثہ، رنج وطرب کے ایام، تلمیحات، اور سنین کی معلومات۔

(۲) متعامل ومقابل تاریخی قوموں کی تاریخ، ان سے متعلق تاریخی مقامات، تاریخی شخصیات، تاریخی حوادث، تاریخی کارناموں، تخلیقات، تہذیبی، تمدنی، ثقافتی ورثہ، رنج وطرب کے ایام، تلمیحات اور سنین کی معلومات۔

(۳) عالمی تاریخ کے تاریخی مقامات، تاریخی شخصیات، تاریخی حوادث، تاریخی

Marfat.com

کارناموں، تخلیقات، تہذیبی، تمدنی، ثقافتی ورثہ، رنج وطرب کے ایام، تلمیحات اور سنین کی معلومات۔

(۴) عصری اور جاری تاریخ کے روزانہ کے حوادث کے تعلق سے تاریخ، ان سے متعلق تاریخی مقامات، تاریخی شخصیات، تاریخی حوادث، تاریخی کارناموں، تخلیقات، تہذیبی، تمدنی، ثقافتی ورثہ، رنج وطرب کے ایام، تلمیحات اور سنین کی معلومات۔

(۵) مذکورہ تمام عنوانات سے متعلق تمام اسماء اور افعال کا صحیح تلفظ کرنے پر قدرت اور اس کے معانی اور تناظر کی معلومات۔

واضح ہو کہ جس قوم میں 'علوم السنۃ کی صلاحیت اور اس کا استعمال' ہوتا ہے اس میں از خود 'تاریخی شعور' پیدا ہو جاتا ہے۔

(۱۱) پوری دنیا میں یہودی 'علوم السنۃ' کی صلاحیت اور اس کے استعمال' اور 'تاریخی شعور' کے تعلق سے گزشتہ ایک ہزار سال سے سب سے فائق چلے آرہے ہیں۔ اس صورت حال کو درج ذیل امور سے واضح کیا جا سکتا ہے:

(۱) یہودی علماء، مشائخ اور عصری علوم کے دانش وران عام طور پر چہار لسانی صلاحیتوں کے حامل ہوتے ہیں۔ اور پوری دنیا میں ایسے لوگوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔

(۲) ایسے یہودی علماء، مشائخ اور عصری علوم کے دانش وران کی تعداد بھی سینکڑوں میں ہے جو اس سے بھی زیادہ 'علوم السنۃ' کی صلاحیت اور 'تاریخی شعور' کے حامل ہیں۔ اگر اس صورت حال کو یہ عاجز بیان کرنا چاہے تو وہ یوں مثال دے گا:

پوری دنیا میں علوم وفنون کے تنوع اور اعلیٰ صلاحیتوں کے حاملین کے اعتبار سے مسلمانوں کی سب سے بڑی اور جامع یونیورسٹی بلاشبہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ہے جہاں کم و بیش تین ہزار جید اساتذہ تعلیم دیتے ہیں اور جہاں عباقرہ کی ایک تاریخ گزری ہے۔ اس عاجز نے یہودی 'عباقرہ' کی ایسی چند کتابیں دیکھی ہیں جنہیں ایک ایک عبقری نے تنہا

Marfat.com

تصنیف کیا ہے۔ یہ تصنیفات گہرے تجزیے اور مباحث سے لبریز ہیں اوران میں اتنے 'علوم السنۃ' اور ایسے 'تاریخی شعور' کا استعمال ہوا ہے کہ اس عاجز کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی موجودہ صورت حال کا جو کچھ علم ہے اس کی بنیاد پر وہ ایسا کہنے میں خود کو حق بجانب پاتا ہے کہ یونیورسٹی کے سارے مسلم اساتذہ مل کر بھی ایسی ایک کتاب کو پڑھ کر اس کے ہر حصے کی تفہیم نہیں کر سکتے۔ جو حضرات عبداللہ یوسف علی مرحوم کی صلاحیتوں کو جانتے ہیں وہ اس بات سے اندازہ کر لیں کہ اس وقت اس صلاحیت کے یہودی صرف امریکہ میں دس ہزار سے زاید ہوں گے۔

یہودیوں کی بنائی ہوئی ـــــــ 'علوم السنۃ' کی صلاحیت اور اس کے استعمال' اور تاریخی شعور اور اس کے استعمال کی ـــــــ دنیا میں:

(۱) ٹائنبی کی 'اسٹڈی آف ہسٹری' (Toynbee: The Study of History) تاریخ میں۔

(۲) فریزر کی 'گولڈن بو' (Frazer: The Golden Bough) نسلیات میں۔

(۳) ٹولکین کی 'دلارڈ آف درنگ' (Tolkien: The Lord of The Ring) تصوراتی ناول میں اور

(۴) گرم برادران کی 'کنڈر اوند ہاوز مارخین' (Grimm Brothers: Kinder und Hausmarchen) جیسی کتاب بچوں کی کہانیوں میں لکھی جاتی ہیں اور پوری قوم اس کی طرف آناً فاناً یکسو ہو کر متوجہ ہو جاتی ہے اور ان کے اندر دیئے جانے والے ایمائی اور اشارتی پیغام کو فوراً سمجھ لیتی ہے۔

(۱۲) ان دونوں امور یعنی ـــــــ ''علوم السنۃ'' کی صلاحیت اور اس کا استعمال اور ''تاریخی شعور'' اور اس کا استعمال ـــــــ کے تعلق سے قوم کی اجتماعی سطح کے بہترین اشاریئے عصر حاضر میں ریڈیو اور ٹیلی

Marfat.com

ویژن کے 'نیوز ریڈر، کمپیئر اوراس کے پروگراموں میں تبصرہ کرنے والے ماہرین ہیں۔اس تعلق سے بی بی سی ورلڈ (BBC World) (بی بی سی اردو نہیں) کی مثال دی جا سکتی ہے۔

(۱) بی بی سی ورلڈ کے نیوز ریڈر' کمپیئر اور مبصرین بالعموم اوران میں یہودی بالخصوص علوم السنہ کی صلاحیت اوراس کے استعمال اور تاریخی شعور اوراس کے استعمال کے کس اونچے مقام کے حامل ہوتے ہیں اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

(۲) اس کے برعکس سارے عالم میں مسلمانوں کے درمیان غیر معمولی'' دانش ورانہ صلاحیت'' کے سب سے بڑے حامل ملک پاکستان کے ٹیلی ویژن اور ریڈیو کے 'نیوز ریڈر' کمپیئر اور مبصرین'' علوم السنہ'' کی صلاحیت اوراس کے استعمال اور تاریخی شعور اوراس کے استعمال کے حوالے سے کس پس ماندگی میں ہیں اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔اس عاجز کے اس خیال کا مفہوم قطعاً یہ نہیں ہے کہ پاکستان ٹیلی ویژن اور ریڈیو میں بے صلاحیت لوگ نیوز ریڈر، کمپیئر اور مبصر ہیں بلکہ یہ دراصل پورے ملک کی مجموعی اوسط صورت حال کے اشاریئے ہیں۔ایسے اشاریئے سے عام انسانوں سے لے کر یونیورسٹیوں اور تحقیقی اداروں میں اعلیٰ ترین صلاحیت کے افراد تک، مقامی سطح کے سیاستدانون سے ملکی سطح کے اعلیٰ سیاستدانون تک، مقامی علماء اور دانش وروں سے اعلیٰ ترین علماء اور دانش وران تک کی مجموعی صلاحیت کے تعامل سے معاشرے میں جو علمی تناظر قائم ہوتا ہے اس کا اظہار ہوتا ہے۔

جب پی ٹی وی میں نیوز ریڈر اور مبصر 'مازندران' کو 'مازندرن'' انبار' کو انبر، عنبر اور 'ان بر' کہتا ہے، جب مکۃ المکرمۃ کو' مکہ' اور' عسقلان' کو' اسکلون' کہتا ہے تو بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ امت کے پاس علوم السنہ کی صلاحیت اوراس کا' تاریخی شعور' کس جاں کنی سے دو چار ہے۔اگر اس اشاریہ کو اور توسیع دے دی جائے اوراس میں اس بات کو بھی شامل کر لیا جائے کہ جب ملک کے حکمراں، علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ نیوز ریڈر کو مازندرن اور انبر تلفظ کرتے ہوئے پاتے ہیں اور ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی اور منٹوں میں تصحیح کے لئے اسٹدرا کی ٹیلی فون کا وہ ڈھیر نہیں لگاتے تو سمجھنا چاہئے

کہ پورا ملک جان کنی کی حالت میں پہنچ چکا ہے خواہ دوسرے پرشور اشاریئے اس کی قومی صحت مندی کے لاکھ احصائیات پیش کررہے ہوں۔

اس سے شاید ہی کوئی باخبر شخص عدم اتفاق کرے کہ تیرھویں صدی عیسوی میں منگولوں کے ہاتھوں عالم اسلام کی تباہی سے کیف و کم کے اعتبار سے بڑی تباہی 1946 سے 1980 کے مابین برصغیر میں ہوئی، جن پر امت جتنا روئے کم ہے۔ ڈھاکہ، چٹگاؤں، راج شاہی، سلہٹ، مرشد آباد، عظیم آباد، الہ آباد، فیض آباد، لکھنو، دہلی، رام پور، علی گڑھ، حیدرآباد (دکن)، خلد آباد، سرنگا پٹم، بھوپال، ٹونک، برہان پور، آگرہ، کراچی، حیدرآباد (سندھ)، ملتان، اور لاہور کے قبرستانوں میں آرام کرنے والوں کو کیا خبر کہ ان کے اخلاف ثریا سے کس تحت ثریٰ تک آگئے ہیں۔

(۱۳) لائبریریاں دولت سے قائم ہوتی ہیں اور برقرار رکھی جاسکتی ہیں نہ حکومت اور قوت سے۔ لائبریریاں فی الواقع قوم کے نشاط، عزم، مقصد کار اور نصب العین کے اظہار کا نتیجہ بھی ہوتی ہیں اور ان کی عکاس بھی۔ اگر قوم میں نشاط اور نصب العین نہیں تو خواہ کتنی ہی عظیم الشان لائبریری کیوں نہ قائم کرلی جائے وہ زیادہ دیر برقرار نہیں رہتی۔ قوم میں 'حرکیت' ہو تو صحرا میں اور درختوں کے پتوں پر اور غاروں میں لائبریریاں بن جاتی ہیں۔

(۱۴) ہمارے مدارس اور جامعات اسلامیہ کی لائبریریاں عموماً مردہ خانوں کے مثل ہیں جہاں ابتدائی ایک حد سے آگے مردہ گھر کے جمعدار کے سوا کوئی نہیں جاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں نہ مطالعہ کی اجازت ہے، نہ فرصت اور نہ حاجت۔ طلبہ کو عموماً اجازت نہیں۔ اساتذہ کو فرصت نہیں اور مہتمم اور ناظم کو حاجت نہیں۔ ابوحنیفہ النعمان، ادریس شافعی، مالک بن انس، احمد بن حنبل اور جعفر الصادق ساری امت کی طرف سے پڑھنے کا فرضِ کفایہ ادا کرکے چلے گئے ہیں اور متاخرین کے بقول اپنے پیچھے تفقہ، تدبر اور نقد و نظر کے دروازے اچھی طرح مقفل کرگئے ہیں۔ اور ہر لائبریری کے دروازے پر 'جمہور علماء' نامی ایک دستہ تعینات کرگئے ہیں جس کی ذمہ داری ہے کہ اگر کسی ابن قتیبہ، ابن سعد، ابنِ جریر طبری، مسعودی

اور ابن حزم جیسے آدمی نے لائبریری کی کھڑکی کے درواز سے اندر جھانکنے کی بھی جراءت کی تو اسے مار کر لائبریری کے احاطہ سے باہر کر دیا جائے۔

(۱۵) عالم اسلام میں عصری علوم کی یونیورسٹیوں کا طور جدا ہوتے ہوئے بھی ان کا حال بالعموم دار العلوموں اور جامعات اسلامیہ سے مختلف نہیں۔ گزشتہ صدیوں سے اب تک مغربی طرز کی یہ یونیورسٹیاں جو عالم اسلام میں قائم کی جاتی رہی ہیں وہ دراصل مغربی یونیورسٹیوں کا چربہ یا مثنیٰ نہیں۔ وہاں کے مقاصد جدا ہیں اور یہاں کے جدا۔ عالم اسلام میں قائم بظاہر ان مغربی طرز کی یونیورسٹیوں کی مثال گویا ایسی تعلیم گاہوں کی ہے جہاں فطری طور پر بینا پیدا ہونے والے بچوں کو طریقۂ بریل (Braille System) پر تعلیم دی جاتی ہو۔ ان یونیورسٹیوں میں پیدائشی طور پر صحت مند لوگوں کو پڑھا کر اندھا، اپاہج، نقال، سہارا لے کر چلنے والا، بے ہمت، بے مقصد، پریشان خیال، ژولیدہ فکر، شکم پرور اور میدان عمل سے گریز پا بنائے جانے کا عمل جاری ہے۔ چنانچہ عالم اسلام میں موجود یونیورسٹیاں، وہاں کا نصاب تعلیم، طریقہ تعلیم، اکثر اساتذہ، ان میں اکثر کی اخلاقیات، یونیورسٹی انتظامیہ، حکمراں، سرکاری پالیسیاں، سینیٹ اور تعلیمی کمیٹیاں، فارغین کو بروئے کار لانے والے ادارے اور محکمے، یونیورسٹی میں نصابی اور غیر نصابی اشغال، طلبہ کے اکثر والدین اور مربیان حتی کہ بیشتر طلبہ سب اسی کے غماض ہیں۔ ان سب کی حقیقت اور وہاں کی تعلیم کی اوقات جاننا ہو تو وہاں کی لائبریریوں کا حال دیکھ لیں۔

(۱۶) برصغیر کی ایک یونیورسٹی ہے۔ دنیا کے اعلیٰ ترین علمی، سائنسی، تاریخی اور لسانی جرائد اور مجلوں سے وہاں دو ایک اساتذہ کو چھوڑ کر اکثر ناواقف ہیں۔ کتابوں اور جرائد کی خریداری کے نام پر کروڑوں روپے سالانہ گرانٹ ملتی ہے۔ ان پیسوں سے خریدے جانے والے جرائد، مجلّے اور کتابیں سینٹرل لائبریری میں دستیاب ہوتے ہیں نہ متعلقہ شعبوں کی سیمینار لائبریریوں میں۔ سینٹرل لائبریری میں کتابیں نہیں ـــــ ہیں ـــــ تو اپنی جگہوں پر نہیں ـــــ اس لئے کہ روزانہ انہیں اپنی جگہوں پر واپس رکھنے اور ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ جزوی یا کلی عملاً ترتیب جدید کرنے کو غیر ضروری خیال کیا جاتا ہے اور اکثر قیاسی خانہ پری سے کام چلا لیا جاتا ہے۔ اس یونیورسٹی کے دیگر شعبوں کی طرح یہاں شعبۂ اسلامی علوم اور

شعبۂ عربی بھی قائم ہیں جو خیر سے مشہور بھی ہیں۔اس عاجز کو کچھ دن اس یونیورسٹی کے جوار میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ یکے بعد دیگرے وہاں کے تین طلبہ سے میں نے سیرت ابن ھشام منگوائی۔ تینوں نے آکر کہا کہ اس نام کی کوئی کتاب سینٹرل لائبریری میں نہیں ہے۔ چوتھے نے خبر دی کہ تلاش بسیار کے بعد سینٹرل لائبریری کے اس شعبے کی فہرس کتب مل گئی ہے اور لائبریرین نے اسے دیکھنے کی اجازت دے دی ہے۔فہرس کی ورق گردانی سے معلوم ہوا کہ وہاں ایک نسخہ ہے۔لیکن لائبریری کے ریک پر موجود نہیں۔ کس کو کتاب ایشو کی گئی لائبریرین کو معلوم نہیں۔بالآخر سیرت ابن ہشام مطبوعہ مصر شعبۂ اسلامی علوم کی سیمینار لائبریری میں ملی۔وہاں بھی ایک نسخہ تھا۔کتاب 1949 میں شائع ہوئی تھی (فی الواقع مجھے اصل ضرورت اس نسخہ کی تھی جو انیسویں صدی میں ہالینڈ میں شائع ہوا تھا)۔لائبریری میں اندراج کا سن 1951 درج تھا۔کسی صاحب نے 1951 کے اواخر غالباً نومبر میں اسے پہلی بار ایشو کرایا تھا اور دوسری بار 1999 میں اس عاجز کے اصرار پر ایک طالب علم کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔واضح ہو کہ اس دوران یونیورسٹی سے سینکڑوں طلبہ نے علوم اسلامی میں ایم اے کی ڈگری لی ہوگی اور پچاس سے زائد طلبہ نے ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں۔

اس صورت حال سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان یونیورسٹیوں اور امت کو ان سے پہنچنے والے فیض کا کیا حال ہے۔

اسی مقام پر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ کیا تعلیم واقعی امت کا مسئلہ ہے۔کیا امت میں تعلیم کی کمی ہے؟ کیا امت میں اسکولوں، کالجوں، اور یونیورسٹیوں کی کمی ہے؟ کیا نئے اسکول اور کالج اور یونیورسٹیاں قائم کرنا ہمارے مسئلوں کا حل ہے؟

کیا یہ ایک تلخ حقیقت نہیں کہ جو تعلیمی ادارے، اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں قائم ہیں اور امت کا ان پر تصرف رہا ہے وہ Optimally مفید مطلب ثابت نہیں ہو رہی ہیں۔

(۱۷) یوں تو اس صورتحال کے بیسیوں اسباب بیان کئے جا سکتے ہیں جو اپنی جگہ درست بھی ہوں گے۔اور ظاہر ہے اس صورت حال کے لئے کسی ایک یا دو طبقوں کو ذمہ دار بھی ٹھہرایا نہیں جا سکتا۔ تاہم عام مسلمان اس صورت حال کی مجموعی طور پر عام ذمہ داری اگر اپنے قائدین

Marfat.com

حکمراں، ارباب حل وعقد، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ ـــــــ پر ڈالیں اور انہیں اس کا اصل ذمہ دار اور قصوروار قرار دیں تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ امت کی اس صورت حال کی اصل ذمہ دار اس کی قیادت ـــــــ حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران، اور اعیان معاشرہ ـــــــ ہے جو گزشتہ سو سالوں میں خود بھی جامد، بے حس، بے مقصد، بے عزم، بے حوصلہ، بے کار، بے بصیرت اور بے نشاط ہوئی اور اس نے اپنی قیادت اور سیادت کو بچانے کے لئے پوری قوم کو اور بالخصوص 'عام مسلمانوں' کو ژولیدہ فکر، بے حوصلہ اور بے نشاط بنانے کی اپنی حد تک پوری کوشش کی۔ مسلمانوں کی یہ یونیورسٹیاں اور یہ جامعات اسلامیہ اور یہاں پایا جانے والا جمود چلی آرہی مسلم قیادت کی عکاس اور پرتو ہے عامۃ الناس کی نہیں۔

(۱۸) بالخصوص پچھلے ڈیڑھ دو سو سالوں میں جس طرح ملت اسلامیہ جامد، بے حس، بے مقصد، بے سمت، بے عزم، بے حوصلہ، بے کار، بے حیثیت، اور بے نشاط بنائی جاتی رہی ہے اس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ اب یہ جمود زہریلا دائرہ (Vicious Circle) بن چکا ہے۔ چنانچہ سیاسی قیادت ہو یا مذہبی قیادت فکری قیادت ہو یا علمی قیادت، تعلیمی قیادت ہو یا روحانی قیادت، انتظامی قیادت ہو یا ادارہ جاتی قیادت سب بے نشاط اور معطل ہو چکی ہے۔ ان تمام المیوں کی انتہاء یہ ہے کہ گزشتہ ستر سالوں سے سامنے آنے والی تحریکی قیادت بھی اب دم توڑ چکی ہے یوں تو دنیا میں ہر باخبر مسلمان کا سینہ اس طرح کی مثالوں کا گنجینہ ہوگا لیکن چلی آرہی قیادت کی بے نشاطی امت کے رگ و پے میں کس طرح سرایت کر گئی ہے اس کی چند مثالیں جو اس عاجز کا ذاتی تجربہ ہیں اسے تحریر کرتا ہوں تا کہ 'عام مسلمانوں' کو حقیقی صورت حال کا درست اندازہ ہو۔

(۱۹) 1984 سے 1988 کے دوران اس عاجز نے عالم اسلام میں بڑی سرعت سے رونما ہونے والے واقعات کے تناظر میں ایک قابل عمل تجویز تیار کی اور امت کے معروف بیس اعلیٰ ترین دماغوں کی خدمت میں اسے پیش کیا۔ اس تجویز کے تعلق سے اس عاجز کا اب بھی یہی خیال ہے کہ اگر اس پر جزوی طور پر بھی عمل درآمد کر لیا جاتا تو عالم اسلام میں نہ یہ موجودہ صورتحال پیدا ہوتی، نہ امت کو ان حوادث سے گزرنا ہوتا جو 1985 سے اس پر عارض ہوئے۔ اور اگر بدقسمتی سے یہ سب واقع ہو ہی جاتے تو ام

کے لئے اتنے جانکاہ اور مہلک نہ ہوتے جتنے ہوئے۔ لیکن صد افسوس بجز ایک شخص کے کسی نے کان نہیں دھرا۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی قبر کو نور سے بھر دے اور ان کی مغفرت فرمائے صرف وہی ایک ایسے شخص تھے جو اس تجویز پر بے خود ہو گئے اور بے حد جذباتی ہو کر اس عاجز کی تجویز کی تحسین کی اور اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ اس کے برعکس تحریک اسلامی کے ایک عالمی سطح کے قائد نے تو ایک ایسا 'عارفانہ' مشورہ دیا کہ اس عاجز نے سر پیٹ لیا۔ انہوں نے فرمایا: تفصیلات لکھ کر بھیج دو اسے شائع کرا دیا جائے گا۔

(۲۰) 1989 سے 1991 کے دوران اس عاجز نے ملک کے سات معروف دماغوں کے سامنے تیزی سے رونما ہونے والے حالات کے تناظر میں ایک مفصل اور قابل عمل تجویز رکھی۔ اس عاجز کا اب بھی یہی خیال ہے کہ اگر اس وقت اس پر جزوی عمل درآمد بھی ہو جاتا تو 1992 سے ملت پر جس تکلیف دہ اور کربناک دور کا دروازہ وا ہوا وہ شاید نہ ہوتا۔ افسوس ان معروف دماغوں کو اپنے اپنے مفاد کی فکر زیادہ لاحق تھی۔

(۲۱) 1986 میں ایک مؤقر دینی درس گاہ کے ایک تحریکی طالب علم سے ملاقات ہوئی۔ علم، صلابت اور جودت میں نمایاں۔ وہ مشورہ کے طلب گار ہوئے۔ کئی سالوں تک وقفہ وقفہ سے آ کر ملاقات کرتے رہے۔ اچھے اور ذہین نوجوانوں کو امت کے کام آنے اور کارہای ضروری انجام دینے کے لئے پر نشاط بنانا اس عاجز کی کمزوری ہے۔ فضیلت کے بعد انھوں نے معاشیات میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے اور امت کے لئے کچھ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس عاجز نے معاشیات کے تناظر میں امت کو درپیش اصل چیلنج کی نشاندہی کی اور تاکید کی کہ آپ وہاں معاشیات میں اعلیٰ ڈگری لینے نہیں بلکہ امت کو درپیش چیلنج کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہونے جا رہے ہیں۔ وہ آکسفرڈ گئے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ کئی سالوں تک یہ عاجز بے خبر رہا۔ پھر ملاقات ہوئی۔ جھجکتے ہوئے ملے۔ معلوم ہوا سود اور نظام سود کو پیارے ہو گئے ہیں اور ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں معاشی ایڈوائزر ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(۲۲) 1987 میں ایک دوسرے مؤقر دینی درس گاہ کے ایک اور تحریکی طالب علم سے ملاقات ہوئی۔ فضیلت کے بعد وہ یونیورسٹی میں داخل ہوئے۔ ہر ہفتے ملاقات کو آتے۔ بے حد سرگرم تحریکی لگتے

Marfat.com

تھے۔ معاشیات پڑھنا چاہتے تھے۔ مشورہ طلب کیا۔ کہا کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ کچھ غیر معمولی کرنے کا ایسا جذبہ طاری نظر آیا کہ میں حیران رہ گیا۔ میں نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خاص پہلو کی جانب اشارہ کیا۔ جس کا ذکر صرف ابن خلدون نے کیا ہے۔ میرے علم کی حد تک اس سے پہلے کسی نے کیا نہ اس کے بعد۔ ایک معاصر یہودی ماہر معاشیات پے ٹن کن (Patinkin) نے غالباً 1975-1980 میں یہودیت کے تناظر میں اس پر کام کیا تھا۔ اس عاجز کی خواہش تھی کہ قران وسنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں کوئی مسلمان اس پر کام کرتا۔ میں نے اس جانب ہمت افزائی کی۔ مشورہ لے کر چلے گئے۔ ایک سال بعد ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوا معاشیات چھوڑ دی ہے اور عربی میں ایم اے کر رہے ہیں۔ کہا کہ فلاں نے مشورہ دیا عربی میں ایم اے کرلو۔ محنت نہیں کرنی پڑے گی۔ میں نے کہا خیر عربی میں ہی کچھ ضروری کام کیجئے۔ ایم فل کے بعد تشریف لائے۔ کہا: پی ایچ ڈی کرنا چاہتا ہوں مشورہ دیجئے۔ اسلامک اسٹڈیز اور عربی دونوں شعبوں کو سامنے رکھ کر مشورہ دیجئے۔ انھیں دنوں اسلام کے تین نہایت کارآمد موضوعات پر جرمنی کے ہمبرگ، برطانیہ کے کیمبرج اور امریکہ کے غالباً پنسلونیا یونیورسٹی میں کام چل رہے تھے اور تینوں محققین غیر مسلم تھے۔ موضوع ایسا تھا کہ اس پر یہاں کی یونیورسٹیوں میں بخوبی تحقیق کی جاسکتی تھی۔ بلاشبہ اس کے لئے علم، محنت اور اسلام کے لئے کچھ کرنے کا اٹل جذبہ درکار ہوتا۔ میں نے انھیں موضوعات پر تحقیق کرنے کا مشورہ دیا۔ اور اپنی طرف سے حتی المقدور مدد کا وعدہ بھی کیا۔ چند مہینوں کے بعد تشریف لائے۔ بتایا کہ ان موضوعات پر گائڈ تیار یا راضی نہ تھے۔ کہا محنت کرنی پڑے گی۔ علمی کام بعد میں کرلینا۔ پہلے پی ایچ ڈی کرلو۔ مزید معلوم ہوا کہ دیگر لوگوں نے جن میں تحریکی لوگ بھی تھے اسی مشورہ کو صواب قرار دیا۔ چنانچہ انھوں نے ''متنبی'' پر تحقیق کرلی۔ اب ایک یونیورسٹی میں استاذ ہیں اور تحریک اسلامی میں سرگرم۔

(۲۳) 1984 کی بات ہے۔ ایک نوجوان سائنسداں اس عاجز سے ملنے تشریف لائے۔ بتایا کہ جب وہ اس شہر کو منتقل ہو رہے تھے جہاں یہ عاجز رہتا تھا تو ان کے شہر کے ایک بزرگ نے انھیں تاکید کی کہ مجھ سے ملتے ضرور رہا کریں۔ ملاقات ہوئی۔ جودت، ذہانت، اسلام کے لئے مر مٹنے کا جذبہ خون کی طرح رگ و پے میں دوڑ رہا تھا۔ بے حد خوشی ہوئی۔ معلوم ہوا کہ مائیکرو پروسیسنگ شعبے میں Mind

Marfat.com

Memory پر کام کر رہے ہیں۔قران سے شغف تھا۔کئی سالوں تک قران میں تدبر کرتے رہے۔ امت کے لئے کئی نادر چیزیں کرنے کا عزم رکھتے تھے۔اعلیٰ تحقیق کے لئے یوروپ گئے۔ پیرس جاکر حمیداللہ صاحب سے بنفس نفیس انھوں نے ہی میری جانب سے بات چیت کی تھی۔ پھر جانے کیا ہوا سعودی عرب چلے گئے۔اب بقول شاعر ع

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے

(۲۴) 1990-91 کی بات ہے۔ایک مسلم نوجوان ملنے تشریف لائے۔ بتایا کہ ہارورڈ میں پوسٹ ڈاکٹورل ریسرچ کر رہا ہوں۔اس وقت مواد کی فراہمی کے لئے نکلا ہوں۔ یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ ایک مسلم نوجوان جو صورتاً اور عادۃً مسلمان ہے ہارورڈ میں تحقیق کر رہا ہے۔انہوں نے بتایا کسی (سادہ لوح یا ناعاقبت اندیش) صاحب نے انھیں تاکید کی ہے کہ اس عاجز سے ضرور ملوں۔کئی گھنٹوں کی گفتگو کے بعد وہ نوجوان چلے گئے۔ان کے جانے کے بعد میرے ایک رفیق نے جو گفتگو کے موقع پر موجود تھے دریافت کیا کہ گفتگو کے ابتدائی حصے کو چھوڑ کر پوری مدت میری باتیں بڑی عجیب اور خلاف معمول کیوں تھیں؟ میں نے جواب دیا کہ میں خود نہیں جانتا۔بس اتنا جانتا ہوں کہ مجھے تھوڑی دیر بعد سخت انقباض محسوس ہونے لگا تھا۔ جہاں اس بات کی خوشی عندالملاقات ہوئی تھی کہ ایک نوجوان ہارورڈ میں ریسرچ کر رہا ہے اور ذہناً بھی مسلمان معلوم ہوتا ہے وہیں سخت حیرت ہو رہی تھی کہ اس سے بات کرنے سے طبیعت یکسر اچاٹ ہوگئی۔ چار سالوں بعد ایک تحریر نظر سے گزری جس سے معلوم ہوا کہ وہ صاحب "Clash of Civilizations" کا مواد فراہم کرنے کی مہم پر تھے۔

(۲۵) 1986-87 کی بات ہے۔فوکویاما (Fukuyama) کے مقالہ کی اشاعت سے دو سال قبل اس عاجز نے ''اسلام اور اکیسویں صدی کا چیلینج'' تحریر کیا۔ عالم اسلام کے ایک مؤقر اشاعتی ادارے سے شائع کرنا چاہا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ عالم اسلام کے معروف ذی علم اس کے ادارتی پینل میں تھے۔ دو سال کی چھان پھٹک کے بعد ادارے نے مطلع کیا کہ کتاب ناقابل اشاعت ہے۔اس دوران فوکویاما کا مقالہ منظر عام پر آگیا اور اس پر بحث کا آغاز ہوا۔سالوں بعد عاجز کی کتاب شائع ہوئی اور اشاعت کے

Marfat.com

پندرہ دنوں کے اندر اندر سب سے پہلے پروفیسر سید محمد سلیم صاحب مرحوم نے 'افکار معلم' لاہور میں غیر معمولی تبصرہ فرمایا اور عالم اسلام کے اہل علم اور بالخصوص اس کے حکمرانوں کو اس کتاب کی جانب متوجہ کیا اور اس کے معا بعد پروفیسر قاضی اشفاق صاحب نے سڈنی آسٹریلیا سے نکلنے والے جریدہ "Insight" میں دوسرا غیر معمولی تبصرہ کیا اور مغرب میں رہنے والے مسلم اہل علم کو اس کتاب کی جانب متوجہ کیا اور مصنف سے شکایت کی کہ یہ کتاب سارے عالم اسلام کا ورثہ اور حق ہے اسے میں نے صرف اردو میں کیوں شائع کیا اور تاکید کی کہ کتاب جلد از جلد کم از کم عربی اور انگریزی میں بھی شائع ہو جائے۔

(۲۶) 1980 کی بات ہے۔ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ عالم اسلام کی ایک بڑی تحریک اسلامی کے قائد اعلیٰ کے پرائیویٹ سکرٹری تھے۔ عربی تحریر و تقریر میں طاق۔روز ملاقات ہوتی۔ انھوں نے بتایا کہ پہلے میٹرک تک انھوں نے تعلیم حاصل کی پھر ایک موقر دینی درس گاہ میں داخل ہوئے۔ 'فضیلت' کی پھر 'تخصص فی الادب' کی سند حاصل کی۔ اسلام کے لئے کچھ کر گزرنے کا جذبہ رگ و پے سے ابل رہا تھا۔ کہا اعلیٰ تعلیم کے لئے مغرب جانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ یوروپ چلے گئے۔متعدد یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی۔ پی ایچ ڈی ہوئے۔ابھی پی ایچ ڈی کر رہے تھے کہ ملاقات ہوئی۔ رنگ ہی نہیں ڈھنگ بھی بدلا نظر آیا۔ اکھڑے اکھڑے سے رہے۔ اب معلوم ہوا کہ یوروپ کے ایک شہر میں کباب کی دوکان کھول لی ہے۔اور فارغ البال ہیں۔

Marfat.com

تدبیر و توجیہ۔۲ (حصہ پنجم)

قائدین کی امت کو فریب دہی

(۱) امت مسلمہ محمدیہ کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ بالخصوص گزشتہ سو سالوں میں اس نے اپنے قائدین ـــــ حکمراں، علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ ـــــ پر اعتماد اور بھروسہ کیا۔ لیکن اس کا سب سے بدترین پہلو یہ ہے کہ امت کو نہ صرف ان کے انھیں قائدین نے فریب دیا بلکہ اس کے اعتماد کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے محض اپنے مفادات کے لئے غیروں کے ہاتھوں میں فروخت کر دیا۔

(۲) اس تعلق سے امت مسلمہ محمدیہ کو اس کی ہر قسم کی قیادت (حکمراں قیادت، سیاسی قیادت، مذہبی قیادت، روحانی قیادت، علمی قیادت، انتظامی قیادت حتی کہ تحریکی قیادت) نے فریب دیا ہے۔ یہ فریب دہی درج ذیل عنوانات کے تعلق سے ہے:

(۱) امت مسلمہ محمدیہ پر مقامی، علاقائی اور عالمی ہر سطح پر وارد ہونے والے خطروں، المیوں اور تباہی اور اس کے مضمرات وعواقب کی صحیح اور تفصیلی صورتحال سے اسے آگاہ کرنا۔

(۲) امت کی جانوں، مالوں، علمی، تہذیبی، ثقافتی، تمدنی اور عسکری موجود اثاثوں اور قوتوں کو محفوظ رکھنا اور اس کو محفوظ رکھنے کے لئے امت کو اعتماد میں لینا اور اس تعلق سے اسے آگاہ کرنا۔

(۳) امت مسلمہ پر مقامی، علاقائی، اور عالمی ہر سطح پر آئندہ وارد ہونے والے ممکنہ خطروں اور مہلکات اور ان کے مضمرات وعواقب کی صحیح صورتحال سے آگاہ کرنا اور ان سے بچانے کے تعلق سے اسے اعتماد میں لینا اور اس کی آگہی اور شراکت سے سامنا کرنے کی تیاری کرنا۔

Marfat.com

(۴) امت مسلمہ محمدیہ کی منصبی اور واقعی امنگوں بالخصوص اس کی منصبی حیثیت کی بحالی کی امنگ کو پورا کرنے کے لئے اس میں طویل مدتی تیاری کے منصوبوں پر کام کرنا اور اس تعلق سے امت کو آگاہ کرنا اور اسے اعتماد میں لینا۔

(۳) یوں تو اس تعلق سے امت مسلمہ محمدیہ کو اس کے قائدین کی جانب سے دیئے گئے فریب کی فہرست بڑی طویل ہے لیکن یہاں صرف دو امور کا ذکر کافی ہوگا۔ اس عاجز کا خیال ہے کہ گزشتہ سو سالوں میں امت کے سیاسی، مذہبی، روحانی، علمی اور انتظامی قائدین نے قومی کاموں کے نام پر امت سے جو اعانتیں لی ہیں اور ان کو محض اپنے ذاتی مفادات کی تکمیل میں یا لایعنی امور میں بے جا صرف کیا ہے اگر اس کا ایک لاکھواں حصہ بھی درج ذیل کاموں پر صرف ہوتا تو امت آج سے پچاس سال قبل ہی اقوام عالم کے شانہ بشانہ باخبری کی منصوبہ بندی کی تکمیل میں مصروف ہو چکی ہوتی۔ اور جن الم ناک مسائل سے وہ آج دو چار ہے شاید وہ پیدا ہی نہیں ہوئے ہوتے۔ مذکورہ دو امور درج ذیل ہیں:

(۱) امت کے فکری، علمی، تہذیبی، ثقافتی اور تمدنی اثاثوں کی بحالی۔

(۲) امت کی حیثیت کی بحالی میں ضروری فکری استعداد کی بحالی کے لئے فکری و علمی اثاثوں کے تناظر میں علمی تیاری۔

(۴) امت مسلمہ محمدیہ کے فکری، علمی، تہذیبی، ثقافتی اور تمدنی اثاثوں کی بحالی کے تعلق سے ضروری کام درج ذیل تھے:

(۱) اپنی تحویل میں موجود اثاثوں کی حفاظت کا نظم۔

(۲) دوسروں کی تحویل میں موجود اثاثوں کی نشاندہی۔

(۳) اپنی اور دوسروں کی تحویل میں موجود غیر متعین یا غیر شمار شدہ اثاثوں کی فہرست سازی۔

(۴) ہر دو اقسام کے اثاثوں کی اصلی اور حقیقی صورتحال کی معلومات کا حصول اور ان

Marfat.com

کے معاینہ کا نظم۔

(۵) ہر دو اقسام کے اثاثوں کے تعلق سے امت مسلمہ محمدیہ کے عامۃ الناس کو آگاہ کرنا۔

(۶) ہر دو اقسام کے اثاثوں کی اشاعت اور ان پر منظم کام کرنا اور اس تعلق سے امت میں موجود صلاحیتوں اور موجود اداروں کی توجیہ (Orientation) کرنا اور انھیں بروے کار لانا۔

(۷) دوسروں کی تحویل میں موجود اثاثوں کی بازیابی کی کوشش کرنا۔

(۵) امت مسلمہ محمدیہ کی حیثیت کی بحالی میں ضروری فکری استعداد کی بحالی کے لئے موجود فکری و علمی اثاثوں کے تناظر میں علمی تیاری کے تعلق سے ضروری کام درج ذیل تھے:

(۱) امت مسلمہ میں موجود اولین اثاثوں (Primary Sources) کی اشاعت اور اس پر کام کا آغاز کرنا۔ تقریب فہم کے لئے صرف ایک مثال دیتا ہوں: ایلیٹ اور ڈاؤسن (Eliot & Dowson) نے "The History of India Told by Its own Historians" کے عنوان سے جن جن کتابوں کے اقتباسات اور تلخیصات کا ترجمہ شائع کیا ہے ان کتابوں کو ان کی اصل زبان میں بعینہ شائع کر کے امت کو ان کے محتویات سے براہ راست آگاہ کرنے کی صورت پیدا کرنا اور امت کے مابین انھیں محفوظ کرنا۔ اسی پر پورے عالم میں بکھرے ملی اثاثوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔

(۲) ماضی قریب کی صورتحال اور اس کے پیچ و خم اور در و بست کو راست سمجھنے کے لئے موجود اولین اثاثوں کی اشاعت اور اس پر کام کا آغاز کرنا۔

تقریب فہم کے لئے چند مثالیں دیتا ہوں:

(1) Aitchison C.U: Collection of Treaties, Engagements and Sunnads. Calcutta, 1909

Marfat.com

جیسی کتابوں کی اشاعت اور ان پر کام جن سے امت باخبر ہوتی کہ اس کی حیثیت نوعی اور حیثیت قانونی کیا ہے۔

(2) Middle East Treaties & Agreements, 2 Volumes, Oxford University Press.

آکسفرڈ کے ذریعہ شائع کردہ دو جلدوں پر مشتمل اس کتاب کی اشاعت اور اس کے ترجمہ کی اشاعت تا کہ امت باخبر ہوتی کہ ان کے اصل قاتلین کون کون ہیں اور ان کی کمیں گاہیں کہاں کہاں ہیں۔

(3) Clive Parry: The Consolidated Treaty Series, Oceana Publications Inc. New York.

جیسی کتاب اور اس کے ترجمہ کی اشاعت تا کہ امت باخبر ہوتی کہ ان کے ارد گرد ان کے خلاف صدیوں سے کیا ہو رہا تھا جس سے ان کے قائدین نے انھیں بے خبر رکھا۔

(۳) جناب یونس سلیم مرحوم اور دیگر افراد کے پاس محفوظ سلطنت آصفیہ کی تباہی کے دستاویزات اور معلومات کے ذخیرہ کی اشاعت اور ان پر کام اور اسی طرح دیگر امور کے متعلق ذخائر کی اشاعت اور ان پر کام مثلاً تقسیم ہند کے بعد ستر کی دہائی میں تیار کردہ نہال سنگھ رپورٹ۔

(۴) ہیک لیویٹ سوسائٹی (Hakluyat Society) کے ذریعہ شائع کردہ کتابوں کے تراجم کی اشاعت یا متعلقہ مواد کی تلخیص کی اشاعت۔

(۵) اورمے کلیکشن (Orme Collection)، ہل کلیکشن "Hill Collecetion) وغیرہ میں متعلقہ کتابوں کی اشاعت یا ان کی تلخیص۔

(۶) ایشیاٹک سوسائٹی کے ذریعہ کئے گئے کاموں کو محفوظ رکھنا اور اس سمت میں آگے کام کرنا۔

Marfat.com

(۷) دائرۃ المعارف عثمانیہ کی تباہی کے بعد اسی نہج پر قوم کا از خود کام کا آغاز کرنا۔

(۸) منشی نول کشور پریس، نامی پریس اور مجتبائی پریس جیسے طباعتی و اشاعتی اداروں کی تباہی کے بعد امت سے متعلق کاموں کو امت کے ذریعہ خود کرنا۔

(۹) سلطنت برطانیہ اور فرانسیسی سلطنت کے Declassified دستاویزات میں سے امت سے متعلق حصوں کی اشاعت کرنا۔

(۶) تاریخ عالم اور اقوام کی زندگی کے گہرے مطالعہ کے بعد یہ عاجز پورے جزم کے ساتھ کہتا ہے کہ مذکورہ قسم کے بڑے کام فی الواقع حکومت' اور' دولت' سے تاریخ میں کبھی نہیں ہوئے۔ اور اگر ہوئے تو پائیدار اور ٹھوس نہیں ہوئے۔ ایسے پائیدار اور ٹھوس کام صرف

(۱) قوم میں موجود اصل قیادت کی بصیرت اور قوم کے لئے اس کے ایثار

(۲) اور قوم کے عزم اور قربانی

سے انجام پاتے رہے ہیں۔ قوم میں عزم اور قربانی کا جذبہ قیادت کی بصیرت اور قوم کے لئے ایثار سے پیدا ہوتا ہے۔

(۷) مذکورہ ان دو قسموں کے اثاثوں کے براہ راست مطالعہ کے بعد آئندہ کے خطوط کار کی اجمالی تفصیلی، تجزیاتی، احصائی، اثاثوں کی امت میں تیاری اور اس کی اشاعت کرنا:

تقریب فہم کے لئے چند مثالیں دیتا ہوں۔

(۱) امت مسلمہ کو مسلم و غیر مسلم علاقوں کی ایسی معلومات کی فراہمی ـــــــ جو امت کے عزائم، اور تاریخ کی آئینہ دار ہو مثلاً ایسے گزیٹیرس Gazatteers جو اہل مغرب نے پورے عالم اسلام سے متعلق اور ہندوستان میں بالخصوص 1833 سے قبل تیار کئے۔ یا ایسے گزیٹیرس جو 1858-1910 کے مابین تیار کئے گئے۔ یا ایسے گزیٹیرس جسے لارڈ کرزن نے اپنی نگرانی میں تیار کروایا۔

Marfat.com

(۸) امت مسلمہ محمدیہ کی قیادت نے گزشتہ دو سو سالوں میں مذکورہ دونوں امور یعنی:

(۱) امت کے فکری، علمی، تہذیبی، ثقافتی، اور تمدنی، اثاثوں کی بحالی اور

(۲) امت کی حیثیت کی بحال میں ضروری فکری استعداد کی بحالی کے لئے فکری وعلمی اثاثوں کے تناظر میں علمی تیاری۔

کے تعلق سے امت کو صرف فریب دیا ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(۹)

(۱) مملکت ہاشمیہ نے چند ٹکوں کے عوض بحر مردار کے سارے دستاویزات یہودیوں، راک فیلر فاونڈیشن (Rockefeller Foundation)، آکسفرڈ یونیورسٹی (Oxford University) اور یہودی یروشلم یونیورسٹی کے حوالے کر دیا۔

(۲) حکومت پاکستان نے سلطنت برطانیہ سے (تقریبا) خفیہ معاہدہ کرلیا کہ وہ برصغیر کے مسلمانوں کے فکری، علمی، تہذیبی، تمدنی، اثاثوں اور ان کی تاریخ سے متعلق اثاثوں اور ان کی تحویل کے دعوے سے ہمیشہ کے لئے دست بردار ہوتی ہے۔

(۱۰) امت مسلمہ محمدیہ کے قائدین کی گزشتہ سو سالوں کے دوران کیا صورت حال رہی ہے اس کا درج ذیل خاکہ تقریب فہم کے لئے زیادہ معاون ہوگا۔

(۱) حکمران: مسلم حکمرانوں میں بیشتر کو ان امور کے تعلق سے نہ شعور ہے نہ ادراک، نہ علم ہے، نہ سلیقہ، نہ ہمت ہے، نہ عزم اور نہ ہی خواہش۔

(۲) علماء ومشائخ: مسلم علماء ومشائخ میں بیشتر کو ان امور کے تعلق سے عام طور پر علم ہی نہیں ہے۔ اگر علم ہو بھی تو پرواہ نہیں، اس لئے کہ ان کا موجودہ دینی فہم ان امور کو حصول جنت کے لئے ضروری نہیں سمجھتا۔ مدارس میں ایسا کوئی علم دیا ہی نہیں جاتا جن سے اس تعلق سے پیدا ہونے والے تقاضے پورے کئے جائیں اور اگر بفرض محال کسی کو اس کا احساس بھی ہو

جائے تو اس کا تناظر علمی اسے کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور اگر کوئی کرلے تو وہ حلقہ اس کی پزیرائی نہیں کرتا۔ یہی سبب ہے کہ مولانا سعید اکبرآبادی مرحوم کے بقول 15 یا 16 اگست کی شام کو مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے مولانا سعید اکبرآبادی اور مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کو اس جانب متوجہ کیا اور کہا کہ اب کرنے کے یہ کام ہیں۔ لیکن ان پچپن سالوں میں جو نتیجہ بر آمد ہوا وہ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ علماء و مشائخ کے تناظر علمی میں ان باتوں کی کوئی جگہ نہیں۔ ایک عام اندازے کے مطابق صرف 1947 سے اب تک ہندوستان میں عہد اسلامی کے لاکھوں میٹرک ٹن مخطوطات دیمک اور پانی کے نذر ہو گئے ہوں گے۔

(۳) سیاسی قیادت: بیسویں صدی کے آغاز سے ہی امت میں بے بصیرت اور بے علم قیادت کی تعداد بڑھنے لگی تھی۔ لیکن 1947 سے تو بے غیرت اور بے علم قیادت کی تعداد روز افزوں بڑھنے لگی۔ امت اتنی کمزور، بے حیثیت، بے عزم، اور بے نشاط کل تھی اور نہ آج ہے۔ یہ تو اس کی سیاسی قیادت تھی جس نے لوگوں میں مشہور کر دیا اور اقوام عالم نے باور کر لیا کہ امت اتنی ہی بے حقیقت ہے جیسی اس کی سیاسی قیادت۔ اس قیادت نے سرکاری اور غیر سرکاری پلیٹ فارموں سے صرف ایسے کام انجام دیئے جو ان کی سیاسی حیات کی ضمانت فراہم کرنے میں مددگار تھے خواہ ایسا کرنے میں امت کی ایمانی، فکری، علمی، اور طبعی موت ہی واقع کیوں نہ ہو جاتی۔

(۴) عصری علمی قیادت: بیسویں صدی کے آغاز سے امت کی عصری علمی قیادت فکری اور علمی طور پر غلام ہو کر غالب قوتوں کی ریکارڈ پلیئر ہو گئی۔ ان میں سے بعض تو اتنے بے حوصلہ ہو گئے کہ وہ عملاً مفت خور، اور شکم پرور ہو کر رہ گئے۔ مسلمانوں کے تحفظ کے لئے حاصل کردہ مراعات کے تحت قائم مسلم انتظام میں چلنے والے اسکولوں، کالجوں، اور یونیورسٹیوں میں یہ اپنی صلاحیتوں کو امت کی حیثیت کی بحالی کے لئے بروئے کار لانے کے لئے نہیں بلکہ اپنی عدم صلاحیت کے باوجود دنیا کے عیش و آرام سے فیضیاب ہونے کے لئے

Marfat.com

پناہ گزیں ہوئے۔ اپنی عدم صلاحیت کو چھپانے اور دنیادی عیش کو یقینی بنانے کے لئے انہوں نے وہاں کے نصاب تعلیم ،طریقہ تعلیم اور نظام تعلیم کو معطل اور بے کار اور غالب قوتوں کی دریوزہ گری کرنے کے لئے مجبور کر دیا اور قوم کے بچوں کو اپنی طرح بے صلاحیت، بے حوصلہ اور شکم پرور بنا کر رکھ دیا۔

اقوام عالم کا مطالعہ بتاتا ہے کہ محصور و مجبور قوم کی صلاحیتیں اور قوت کار گھٹتی اور معطل نہیں ہوتیں بلکہ بڑھتی اور ترقی ہوئی ہو جاتی ہیں بشرطیکہ اس کی علمی قیادت با مقصد، باغیرت اور مخلص ہو۔صرف ایسی محصور و مجبور قوم کی صلاحیت اور قوت کار گھٹ جاتی اور معطل ہو جاتی ہے۔جس کی علمی قیادت بے مقصد، بے غیرت اور غیر مخلص ہو چکی ہو۔

ملکی سطح ہو یا عالمی امت مسلمہ کے چلے آرہے قائدین کتنے بے حوصلہ بلکہ بے غیرت ہو چکے ہیں اس کا اندازہ حکومت ملائشیا کے ایک ذیلی ادارہ اصلی (ASLI) کی طرف سے مشہور امریکی جریدہ فارن افیرس مئی رجون (Foreign Affairs, May/June 2004) میں صفحات 42-43 کے مابین 'Malaysia 2004' کے عنوان کے تحت شائع چار صفحوں کے اشتہار سے کیا جا سکتا ہے۔

(۱۱) مذکورہ سارے کام نسبتاً کم وسائل اور کم صرفہ کے ساتھ بھی ہو سکتے تھے اور موجود وسائل، ڈھانچہ اور صلاحیتوں کو محض متوجہ (Oriented) کرنے کی ضرورت پیش آتی۔ یہ بات ضرور ہے کہ ایسے کام خاموشی اور صبر آزمائی کے ساتھ ہی ہو سکتے تھے۔مخلص اشخاص کے لئے خاموشی نعمت اور قوت ہوتی ہے غیر مخلص اشخاص کے لئے عذاب اور خودکشی۔اس غیر مخلص قیادت نے گزشتہ پچاس سالوں میں اپنے مفادات کے سارے کام خاموشی سے اور امت کے مفادات کے سارے کام پرشور طریقے سے کئے اس لئے کہ وہ اپنی ذات کے لئے مخلص تھے اور امت کے لئے غیر مخلص۔

یہاں اس بات کا اظہار بے جا نہ ہوگا کہ امت مخلص حکمراں، علماء، مشائخ اور سیاسی وعلمی قائدین سے یکسر خالی نہیں ہوئی لیکن ان کی تعداد اب آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں رہ گئی ہے۔ایسے مخلصین نے کئی کام خاموشی سے کئے۔اور اس عاجز کو اللہ تعالیٰ کی ذات کریم سے امید واثق ہے کہ وہ ان مخلصین کے اجر کو ضائع نہیں کرے گا۔اور ان کا بہترین اجر عطا فرمائے گا۔

Marfat.com

تدبیر و توجیہ۔۲ (حصہ ششم)

ربانی کائناتی ہم آہنگی کی بحالی

(۱) امت مسلمہ محمدیہ کو 'ربانی کائناتی ہم آہنگی کی بحالی' کی فی الفور کوشش کرنی چاہئے۔ اس کی فی الفور ضرورت دو وجوہ سے ہے جو درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ کی نصرت کے حصول کے لئے ـــــ اور

(۲) اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے۔

(۲) امت مسلمہ محمدیہ کو 'ربانی کائناتی ہم آہنگی کی بحالی' کے لئے فی الفور 'انفاقی عمل' یعنی انفاقی زندگی کی طرف انفرادی اور اجتماعی طور پر مراجعت کرنی چاہئے۔

(۳) 'ربانی کائناتی ہم آہنگی کی بحالی' کے لئے درج ذیل کام فوراً کئے جانے چاہئیں۔

(۱) کائناتی فساد میں کمی کرنا۔

(۲) ربانی کائناتی ہم آہنگی میں اضافہ کرنا۔

(۴) کائناتی فساد میں کمی درج ذیل طریقوں سے ہو سکتی ہے:

(۱) قتل ناحق: روئے ارض پر قتل ناحق سے اجتناب کر کے۔ 'قتل ناحق' کی بدترین شکل اہل ایمان کا ناحق قتل ہے۔ اس کی کوشش کی جائے کہ مسلم معاشروں میں کوئی شخص ناحق قتل نہ کیا جائے۔ اور اگر کسی کا قتل ناحق ہو تو قاتل پر حد ضرور جاری ہو۔

(۲) زنا: روئے ارض پر زنا سے اجتناب کر کے۔ زنا بالرضاء ہو یا زنا بالجبر اس کا مسلم معاشروں سے تقریباً خاتمہ ہو جائے۔ اگر بالفرض اس کا کوئی ارتکاب کرے تو اس پر حد ضرور

Marfat.com

جاری ہو۔

(۳) کسب حرام: روئے ارض پر حرام ذرائع سے دولت یا سامان حاصل کرنے کو ختم کرے۔ موجودہ عصر میں مشہور حرام صورتیں درج ذیل ہیں:

(۱) سود

(۲) رشوت

(۳) ناجائز کمیشن

(۴) چوری

(۵) غصب

(۶) رہزنی

(۷) قزاقی

(۸) عصر حاضر کی قزاقی (Piracy)

(۹) نام نہاد 'حیل' کا سہارا لے کر حاصل کیا ہوا مال وغیرہ۔

(۴) رزق حرام: روئے ارض پر رزق حرام سے مراد ہے عینی طور پر یا حکمی طور پر حرام اشیاء سے استفادہ خواہ بشکل غذا ہو یا لباس یا رہائش۔ چنانچہ رزق حرام سے کلی اجتناب کرے۔

(۵) حدود کی پامالی: روئے ارض پر اللہ کے مقرر کردہ حدود کو پامال کرنے سے اجتناب کرے۔

(۶) شعائر اللہ کی بے حرمتی: روئے ارض پر اللہ کے شعائر کی بے حرمتی سے کلی اجتناب کرے۔

(۷) حقوق کی پامالی: روئے ارض پر اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں اور چیزوں کا جو حق مقرر کیا ہے ان کو وہ حق نہ دینا اس کی پامالی ہے۔

Marfat.com

چنانچہ حقوق کی اس پامالی سے اجتناب کرے۔

(۸) اسراف: اللہ تعالیٰ نے روئے ارض پر دیئے گئے مستقر اور متاع کے لئے جو حدود وقیود اور اقتصاد مقرر فرمایا ہے ان کی خلاف ورزی اسراف ہے۔ مشہور اور نمایاں اسراف درج ذیل ہیں:

(۱) بذر کرنا

(۲) کنز کرنا

(۳) عریانی کرنا

(۴) بے حیائی کرنا

(۵) فحاشی کرنا وغیرہ

چنانچہ ان امور سے کلی اجتناب کرے۔

(۹) سبت: اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن تھوڑی دیر کے لئے 'سبت' کا حکم فرمایا ہے تاکہ روئے ارض پر صرف 'عبادت' کو چھوڑ کر سارے 'انسانی اعمال' بالکلیہ روک دئے جائیں۔
چنانچہ اس کا اہتمام کرے اور اس کی پامالی سے کلی اجتناب کرے۔

(۱۰) سبات: اللہ تعالیٰ نے رات کو 'سبات' قرار دیا ہے۔ لہذا عشاء کے بعد صبح صادق سے قبل تک روئے ارض پر مجاز کاموں کے سوا بقیہ تمام کاموں کا محدود ہو جانا سبات کا اہتمام ہے۔

چنانچہ سبات کی پامالی سے کلی اجتناب کرے۔

(۱۱) بری اعمال: انسان فی واقع 'رجل اور رجال' ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بنیادی مصاف حیات 'بر' کو قرار دیا ہے لہذا اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ اپنے اعمال کو 'بری اصلی' بنائے۔ انسان کے بری اعمال پر ہی اس کے لئے 'نصرت' اور 'فتح' کا وعدہ ہے۔ 'نصرت اور فتح' 'فی الواقع' 'بر' پر ہی آئے گی اور وہی معتبر ہے۔ چنانچہ غیر بری اعمال سے

کلی اجتناب کرے۔

(۱۲) ریڈیو ویو اعمال: اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ 'ریڈیو ویو' سے متعلق اعمال سے جلد از جلد یا کم از کم حتی الوسع اجتناب کرے۔ 'ریڈیو ویو' سے متعلق اعمال درج ذیل ہیں:
ٹیلیفون، ٹیلکس، موبائیل، ریڈیو، ٹیلی ویژن، فیکس، انٹرنیٹ، نیٹ ورکنگ، کنورجنس، مائکروویو سسٹمز وغیرہ۔

(۱۳) مصحف کی بے حرمتی: روئے ارض پر 'کتاب اللہ' کی بے حرمتی سے کلی اجتناب کرے۔ عصر حاضر میں روئے ارض پر کتاب اللہ کی بے حرمتی درج ذیل طریقوں سے زیادہ ہو رہی ہے:

(۱) مصحف کا غیر مسلموں کے ہاتھوں، گھروں اور علاقوں میں ہونا۔

(۲) مصحف کی طباعت، بائنڈنگ اور ترسیل میں جدید طریقوں کا رائج ہونا۔

(۳) مصحف کی ریڈیو، ٹی وی پر ریکارڈنگ اور اس کے کیسٹس تیار ہونا اور انٹرنیٹ پر اس کا جاری ہونا۔ کم از کم مسلمانوں کی جانب سے۔

(۵) 'ربانی کائناتی ہم آہنگی' میں اضافہ درج ذیل طریقوں سے ہو سکتا ہے:

(۱) 'اقامت طہارت' کرکے۔ اقامت طہارت سے مراد ہے

(۱) اکثر اوقات باغسل، باوضو، یا باتیمم رہ کر

(۲) لباس، مکان، مقام، یعنی عبادت کی جگہ کو پاک رکھ کر

(۳) حیض اور نفاس میں صحبت سے اجتناب کرکے۔

(۲) اقامت صلوۃ کرکے۔

(۳) اقامت جہاد کرکے۔

(۴) اقامت ذکر و تسبیح کرکے۔ اقامت ذکر و تسبیح کے تحت بنیادی طور پر چند اعمال

Marfat.com

آتے ہیں:

(۱) قرآن پڑھنا۔یعنی

(۱) قراءت قران کرنا(قراءت قران سے مراد معروف قراءت نہیں بلکہ اس طرح صوتیوں کی ادائیگی ہے جس طرح حضرت جبرئیل نے آنحضورﷺ کے قلب پر کی تھی۔

(۲) رتل قران کرنا۔

(۳) تلاوت قران کرنا۔

(۲) تعوذ،بسملہ،تسبیح،تحمید،تکبیر،استغفار،اور درود پڑھنا۔

(۳) سلام کو پھیلانا۔

(۵) اکتشافی ماحول واعمال سے ہجرت کر کے انفاقی ماحول اور اعمال کی طرف جانا۔

(۶) روئے ارض پر زیادہ سے زیادہ۔

(۱) پھل دار اور سایہ دار پیڑ لگا کر۔

(۲) گھاس لگا کر۔

(۳) گھوڑے اور اونٹ پال کر۔

(۴) گائے،بھیڑ اور بکری پال کر۔

(۶) 'ربانی کائناتی ہم آہنگی' کی بحالی کی کوشش ہر دو سطح پر فی الفور کی جانی چاہئے یعنی:

(۱) انفرادی سطح پر یعنی ہر فرد مومن اور مومنہ کے ذریعہ۔

(۲) اجتماعی سطح پر یعنی تمام عالم کے مسلمانوں کے ذریعہ۔

☆☆☆